118

لا الٰہ الا اللّٰہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللّٰہ

ہست ایں تصنیف نوری پیر باہُو باخدا
کامل و اکمل مکمل جامع و نور الہدیٰ!

حق نمائی

اردو ترجمہ

نور الہدیٰ

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو قدس سرہ العزیز

مترجم فقیر نور محمد سروری قادری قدس سرہ العزیز

ھو

روضۂ اقدس حضرت سلطان باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ

محمدؐ

لا اله الا الله محمد رسول الله

حق ہُو

اردو ترجمہ و شرح

نور الہدیٰ

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز

مترجم

فقیر نور محمد سروری قادری

قیمت پانچ روپے

1.5.61

تعداد ۱۰۰۰

پہلا ایڈیشن	۱۰۰۰
دوسرا "	۱۰۰۰
تیسرا "	۱۰۰۰

فہرست مضامین حق نمائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالاتِ مصنفؒ

ولادت

مصنفِ کتاب حضرت سلطان العارفین فنافی عین ذاتِ یاہُو حضرت شیخ سلطان باھُو قدس اللہ سرہُ العزیز ضلع جھنگ پنجاب کے ایک قصبے شورکوٹ میں بتاریخ ۱۰۳۹ھ ہجری پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت محمد بازید رحمۃ اللہ نہایت صالح متشرع، حافظِ قرآن اور فقیہہ مسئلہ دان شخص ہوتے ہیں۔ جو سلطنتِ مغلیہ کے خاص منصبدار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اولیاءِ کاملین میں سے تھیں۔ باوجود صاحبِ استعداد اور ولی اللہ مادر زاد ہونے کے قدرت نے حضرت سلطان العارفین کو ظاہری اور باطنی پرورش اور صوری و معنوی تربیت کیلئے ایسی پاک بطن اور پاک باطن خاتون کے دامن میں ڈالا۔ جس نے بچپن ہی میں آپ کے جسم ظاہر اور قلب طاہر کو نورِ حضور سے منور کر ڈالا۔ چنانچہ آپ اپنی تصانیفِ لطیف میں جابجا اپنی والدہ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اور مختلف مقامات میں آپ کی ولایت کے کمالات کو بطور فخر ومباہات بیان فرماتے ہیں۔

اسم باہُوؒ کی وجہ تسمیہ

آنحضرت کی والدہ ماجدہ کو باطن میں بذریعۂ الہام قبل از ولادت اعلام ہوا کہ آپ کے بطن سے عنقریب ایک ایسا ولی اللہ عارف واصل اور فقیر کامل ظہور فرماتے گا جو آخری زمانے میں تمام روئے زمین کو اپنے انوار فیضان اور اسرار عرفان سے پُر اور معمور کر دے گا۔ اس مولود مسعود کو باہُوؒ کے مبارک نام سے موسوم کرنا۔ کہ وہ صاحب اسم بامسمیٰ یعنی باہُو باخدا ہوگا۔ حضرت سلطان العارفینؒ اپنی کتب متبرکہ میں اس بات کا کمال شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باہُوؒ رکھا۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں ؎

رحمتِ حق بر روانِ راستی　　　باد کہ نامِ من باہُوؒ نہاد

"یعنی مائی راستیؒ صاحبہ کی روح پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انہوں نے ہمارا نام باہُوؒ رکھا۔ اور ایک دوسری جگہ ایک شعر میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

رحمت و غفراں بود بر راستیؒ　　　راستیؒ از راستی آراستی

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور بخششیں ہوں مائی راستیؒ صاحبہ پہ (جنہوں نے ہمارا نام باہُوؒ رکھ کر تسمیہ کا حق ادا

کیا۔ اے اللہ! تو ہی نے ہماری والدہ ماجدہ) بائی راستیؒ صاحبہ کو (جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے) راستی اور سچائی سے آراستہ کیا۔"

اسم باہوؒ کے رموز و اشارات

آنحضرتؒ اللہ تعالیٰ کے اسم ھُوَ کے عین مظہر ہیں اور اپنی تصانیف شریف میں اپنے آپ کو فقیر باہوؒ فنافی عین یاہو ذکر فرماتے ہیں۔ اور بجا بجا اپنی معیت۔ اتصال اور فنا و بقاء حضرت ھُوَ میں بیان فرماتے ہیں۔ اور اسم باہوؒ اور یاہو میں کبھی نثر اور گاہے نظم میں عجیب مرموز اشارات اور مکنون کنایات ادا فرماتے ہیں۔ اور اس میں آپ بڑے بڑے اسرار عجیبہ اور معارف غریبہ کا انکشاف فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "اگر بائے بشریت حائل نبودے باہوؒ عین یاہو است"۔ یعنی اگر بائے بشریت حائل نہ ہوتی باہوؒ عین یاہو تھا۔ اور نیز فرماتے ہیں ؎

باہوؒ با یک نقطہ یاہو میشود ورد باہوؒ روز و شب یاہو بود

ترجمہ:۔ باہو صرف ایک نقطے سے یاہو بن جاتا ہے۔ باہوؒ کا ورد دن رات یاہو رہتا ہے۔" ایک اور مصرعہ میں فرماتے ہیں۔ مصرع

"تو نمی دانی کہ باہوؒ باخدا است"

یعنی تو نہیں جانتا کہ باہوؒ کے معنی ہیں با خدا یعنی اللہ کے ساتھ واصل اور متصل۔ اور اس شعر میں نہایت ہی عجیب رمز ادا فرماتے ہیں ؎

ہر چہ خواہی طالب از باہوؒ بیاب اسم باہوؒ چیست یعنی کج وہاب

ترجمہ:۔ اے طالب! تو جو کچھ بھی چاہے فقیر باہوؒ سے طلب کر کیونکہ اسم باہوؒ الٹا وہاب ہے۔ یعنی اسم باہو کو اگر الٹا کر کے پڑھو تو وہاب بن جاتا ہے۔ یعنی فقیر باہوؒ اللہ تعالیٰ کے انوار ذات و صفات میں فنا و بقاء کی حاصل کر چکا ہے۔ اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسم وہاب سے انفس میں متصف اور آفاق میں جلوہ گر ہے۔

اسم باہوؒ کے متعلق بیشمار رموز و اشارات آپ کی کتب میں پائے جاتے ہیں۔ اس عارف ربانی اور شہباز لامکانی کے اسم مبارک میں نہایت عجیب و غریب برکات اور تاثیرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اگر آپ کے اسم مبارک کے جملہ اسرار و معارف مفصل لکھے جائیں تو ایک علیحدہ دفتر بن جائے۔ یہ مختصر دیباچہ اس کا متحمل نہیں اس لئے مختصر عرض کیا گیا ہے۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کے اسم مبارک میں وہ باطنی مقناطیس اور نوری قوت جاذبہ پائی جاتی ہے کہ اکثر طالبان حق نے جب آپ کا اسم گرامی سن لیا ہے۔ بس بے اختیار آپ کے والہ و شیدا ہو گئے ہیں۔ بعض خشک مزاج، تنگ حوصلہ، حاسد کور چشم ہماری اس بات سے آتش پا ہوں گے۔ اور اسے ہماری خوش اعتقادی پر محمول کریں گے۔ لیکن دانا سلیم العقل منصف مزاج شخص جب کبھی اس اسم مبارک

باہُوؒ کی ترکیب و تلفظ پر غور کرے گا۔ اور اس کے معنوی مفہوم پہ ناقدانہ اور منصفانہ نگاہ ڈالیگا۔ تو انشاء اللہ اس اسمِ مبارک کی تاثیر اور برکت سے ہرگز انکار نہیں کریگا۔ اور اس اسم کی حقیقت اس پر کھل جائے گی۔ اور یقیناً اسی نتیجہ پہ پہنچے گا۔ کہ آپ کا یہ اسمِ گرامی واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلامِ حق اور الہامِ مطلق کا نتیجہ ہے اور بس۔ بلکہ بعض طالبانِ ازلی پر تو صرف اسمِ باہُوؒ کے سنتے ہی حالتِ وجد طاری ہو جاتی ہے۔ اور ان کا لطیفۂ قلب بے اختیار ذکرِ اسم اللہ سے جاری ہو جاتا ہے ؎

جمالِ حسنِ یوسف را چہ مے دانند اخوانش　　زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

اسم اور جسم کے طلسم اور اسم و مسمّٰی کے معمّٰے سے محض عارف لوگ واقف ہیں۔ جاہل نفسانی لوگ ان اسرار کو کیا جانیں ؎

آنکھ والا تیری قدرت کا تماشا دیکھے　　دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!

اللہ اللہ کیا ہی مبارک اور موثر اسم ہے کہ سنتے ہی دل میں گڑھ جاتا ہے۔ دانا زندہ دل آدمی کو اسم کے روزن سے باغِ مسمّٰی کی بو آ جاتی ہے ع　　قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

ابیاتِ مؤلف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہ :-

اللہ اللہ ایں چہ باہُوؒ با خدا،　　من نمی بینم ز حق باہُوؒ جدا،
اللہ اللہ ایں ذہاب کج نگر　　بر دلم ثبت است کالنقش الحجر
اللہ اللہ ایں چہ نامِ نازنیں،　　کس ندارد در جہاں نام چنیں،
اللہ اللہ ایں چہ نامِ پُر اثر　　ایں چنیں اسمے بگے دارد بشر
سِرِّ ہُو باہُوؒ است باہُوؒ سِرِّ ہُو　　سر بسر باہُوؒ ست باہُوؒ ہو بہو
باہُوؒ بایک نقطہ یاھُو مے شود　　خاکِ باہُوؒ صاف بوئے ھُو دہد
جسمِ باہُوؒ غرقِ دریائے ہُو شدہ　　بائے دریا گشت ہُو باہُوؒ شدہ
اسمِ باہُوؒ اسمِ اعظم داں یقیں　　ہائے ھُو دو چشمِ باہُوؒ عین بیں
تو چہ دانی سِرِّ باہُوؒ باصفا　　ہست باہُوؒ سِرِّ اسرارِ خدا
منزلِ او ہست بیروں از گماں　　مے کند پرواز اندر لامکاں!
نیم نظرش بہتر از صد آفتاب　　پیشِ او صد سنگ دے لہا گشت آب
نیم نظرے گر کند سوئے دلے　　نعرۂ ہُو ہُو کشد چوں قمرئیے!

تاریخ وصال و مزار

حضرت سلطان العارفینؒ نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ترسیٹھ ۶۳ سال کی عمر پائی تھی۔ آپ نے ۱۱۰۲ھ سنہ ہجری میں بتاریخ یکم جمادی الثانی اس دارِ فانی سے دارِ البقاء کی طرف رحلت فرمائی ہے۔ اور حق سے واصل ہوتے ہیں۔ آپ کا مزارِ مبارک دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں جو آپ ہی کے اسم مبارک موضع سلطان باہوؒ سے موسوم ہے۔ اور تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ پنجاب میں واقع ہے زیارت گاہِ خواص و عوام اور مرجع جملہ انام ہے۔ آپ کی تربت اس دور غفلت و زمانۂ ظلمت میں طالبانِ حق کے مردہ مسموم قلوب کے لئے تریاقِ اکبر اور اکسیرِ اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ ہزارہا تشنگانِ معرفت آپ کی نظرِ فیض اثر سے سرشار ہوتے ہیں۔ اور بے شمار مردہ قلوب اس چشمۂ آبِ حیات سے زندہ بیدار ہوئے ہیں۔

ابیاتِ مؤلف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہٗ

تربت باہوؒ چوں کوہ طور داں
ہو سیا ابر خیز نورے شد عیاں

ھو برآید دمبدم از خاک او
ھو کند ھو ھو کند خاشاک او

از در و دیوار باہوؒ دمبدم
ھو برآید لیک واندر گوش کم

مردہ پیراں خاک اندر خاک شد
زندہ باہوؒ پاک پیدا افلاک شد

مے نماید مردہ باہوؒ مردہ را
زندہ دل بینند باہوؒ باخدا

پرہوا سر آگہ باہوؒ نہ شد
تا گدائے درگہِ باہوؒ نہ شد

دست چوں در دامن باہوؒ زدم
محرم دل واقف باہوؒ شدم

مدتے شد تشنہ لب گردیدمے
از عطش باہر نفس نالیدمے

شربت شیریں مرا باہوؒ چشاند
اسم اللہ ہمچو گل در دل نشاند

از خم میم محمدؐ داد جام
پختہ شد از عشق ما را جان خام

اسم اللہ در دلم پیچے خوردہ
طائر دل رخت بر بالا کشد

پیشوائم شد محمدؐ پیشوا
در وظم اسم محمدؐ کرد جا

ایں ہمہ از فیض باہوؒ یافتم
جان و دل قربان باہوؒ ساختم

آپ کا طریقہ

آپ کا طریقہ سروری قادری ہے۔ اس پاک طریقے کی خصوصیت اور طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس میں کامل مرشد طالب صاحب استعداد کو ایک نگاہ ہی سے حضرت سرورِ کائنات صلعم کی

گھڑی میں حاضر کر دیتا ہے۔ اور ذاتِ حق تعالیٰ کے مشاہدے میں ایک ہی توجہ سے ناظر کر دیتا ہے۔ طریقہ سروری قادری میں مرشد مربی طالب حق کو اگر چاہے۔ سالہا سال تک خدمت مال و جان کے امتحان میں رکھتا ہے۔ اور جس وقت طالب اس باطنی امتحان کی بھٹی سے زرِ خالص کی طرح پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے تو بس ایک ہی نگاہ سے اسے گنجِ بے رنج، رازِ بے ریاضت اور مشاہدۂ بے مجاہدہ عطا فرماتا ہے۔ اس پاک طریقے میں رنج ریاضت، چلے چپلے، حبس دم کا عبث الم، ابتدائی سلوک و ذکر فکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں۔ یہ طریقہ ظاہری ریاکارانہ لباس، رنگ ڈھنگ سے پاک اور ہر قسم کے مشائخانہ طور اطوار مثلاً عصا و تسبیح اور جبہ و دستار سے بیزار ہے۔ ہر طریقے کا ایک خاص نبوی مشرب ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس طریقے کے پیشوا اور امام کا قدم ایک خاص نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض طریقے عیسوی مشرب ہوتے ہیں۔ ایسے طریقے کے طالب صاحب تجرید و تفرید، اہل ترک و توکل ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض طریقے سلیمانی مشرب صاحب روضہ خانقاہ طالب عزّ و جاہ ہوتے ہیں۔ غرض باطن میں بیشمار مشرب اور سلوک اور سالکین کے الگ الگ قدم ہیں اور گو سب اپنے آپ کو محمدی مشرب بتاتے ہیں کیونکہ سب اسی پاک بحرِ طوبیٰ کی شاخیں ہیں۔ اور اسی سے نکلے ہیں لیکن در اصل محمدی مشرب طریقہ صرف طریقہ قادری ہی ہے۔ اور بس باقی سب طریقے اس کے تابع اور فروع ہیں۔ جیسا کہ اس پاک طریقہ کے سردار اور پیشوا سلطان الاولیاء حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا قول ہے ؎

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ　　عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ترجمہ:۔ ہر ولی کا ایک خاص قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جدّ بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اور جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیاء ہیں۔ چنانچہ آپ کے مشہور و معروف اور صادق و مصدوق قول سے ظاہر ہے کہ قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا قدم جملہ اولیاء کی گردن پر ہے۔ اور آپ کا یہ فرمان زمانہ حال، ماضی اور مستقبل میں نافذ و جاری ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا　　فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

ترجمہ:۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے جملہ (اولین و آخرین) اقطاب زمانہ کا (ابدی) والی دوامی غوث بنا دیا ہے۔ اور میرا یہ حکم ہر زمانہ (حال، ماضی اور مستقبل) میں نافذ و جاری رہے گا۔ چنانچہ آپ سے کسی نے پوچھا آپ کے مرید اور دوسرے طریقے کے مریدوں میں کتنا فرق ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اَلْبَیْضَۃُ بِاَلْفٍ وَ فَرْخِیْ لَا یُقَیَّمُ یعنی میرا انڈا ہزار مرغ کے برابر ہے۔ اور جب وہ (بیضۂ ناسوتی) توڑ کر فضائے قدس میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ تو پھر وہ عنقائے قدس بن جاتا ہے جس کی نہ کوئی قیمت لگائی جا سکتی ہے۔ اور نہ تمام دنیا کے پرندے اس کی برابری کر سکتے ہیں۔ آپ ستر، بار

اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے چکے ہیں۔ تب آپ نے یہ بیان جاری فرمایا ہے۔ اَلْمُرِیْدِیْ لَا یَمُوْتُ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ یعنی میرا مرید نہیں مرے گا۔ مگر ایمان پر۔ یعنی اگر ابتداء حال میں کیسا ہی آلودہ معصیت کیوں نہ ہو لیکن آخر میں جب طریقہ قادری میں قدم رکھیگا تائید ایزدی اس کے شامل حال ہو جائے گی۔ اور موت کے وقت آنحضرت کی توجہ اور نظر فیض اثر سے لطیفہ قلب اسم اللہ اور کلمہ طیب سے جاری ہو جائیگا اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دُنیا سے گذر لے گا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ حدیث مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی۔ یعنی موت کے وقت جس شخص کا آخری کلام کلمہ طیب ہو وہ شخص بے حساب اور بلا عذاب بہشت میں داخل ہوگا۔ چاہے اس کے ذمے کسی قسم کے گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن مصیبت یہ ہے کہ بہت طریقے اپنے آپ کو طریقہ قادری سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس طریقہ متلی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ اپنے آپ کو مرشد قادری بتاتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی شغل اور کوئی علامت قادری کی نہیں پائی جاتی۔ ایسے مرشدوں کا خاص جھوٹا دعویٰ یہ ہے کہ وہ بیعت کے وقت طالبوں کو یہ کہتے ہیں کہ ہم جملہ طریقوں میں مجاز ہیں۔ اور ہر طریقے میں بیعت کرتے ہیں لیے دکاندار مرشد محض طریقہ قادری کو بدنام کرتے ہیں۔ طالب مرید قادری عالم ناسوت میں جثہ نفس کے ساتھ دیگر طالبانِ طریقہ کی حیوانی ناسوتی صورتوں میں شیر کی مانند نمودار ہوتے ہیں اور فضائے باطن میں جب پرواز کرتے ہیں تو دیگر عرفانِ باطن کے درمیان شہباز بلکہ ہمائے لاہوتی کی طرح جلوہ گر ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ اس پاک طریقے کا کیا کہنا ہے۔ اس کی قدر و قیمت وہی جانتے ہیں۔ جو صحیح طور پر اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس کی مستی سے وہی لوگ واقف ہیں۔ جو اس ساقیِ بادۂ الست کے دور میں شامل ہو چکے ہیں ؏

ذوقِ ایں بادہ نیابی بخدا تا نچشی

ابیاتِ مؤلف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہٗ

قادری را ہست قوت از قدیر … باز آرد انکماں برجستہ تیر

زہ کند قوسِ قضا را ایں چنیں ! … مے زند تیرے کہ لرزاند زمیں

قادری را دستِ قدرت می شمر … الحذر از دستِ قدرت الحذر

ہر کہ می باشد عدوِ قادری … مردہ دل باشد شقی مادری

ہر طریقہ شد غلامِ قادری … قادری را داد قادر برتری

ابتدائے قادری را کے رسد … سالہا بر سنگ گر سر می زند!

دیگراں چوں کش مکش با دم کنند … قادری بلا مکاں یکدم روند

دیگراں اذکار دارند در شمار … قادری یکدم بود لے جانسپار

آں یکے شد با سرودِ خام مست … قادری سرمستِ آوازِ الست

آں یکے با چلہ و خلوت خراب — قادری بیند عنایت بے حجاب

آں یکے از بہر زر تسبیح خواں — قادری از مال و زر خواہد اماں

قادری تارک نے دنیائے پلید — ابتدائے قادری چوں بایزیدؒ

قادری حاضر بہ بزم مصطفٰے — قادری قادر بود در دو سرا

قادری را دائمی باشد حضور — شہسوار شیر نر اہل القبور

قادری را توحید دانی اے گدا — قادری ہمراز دائم با خدا

قادری بر دین احمدؐ جاں فدا — قادری قربان بر نام خدا

خاک پائے قادریم خاکسار — جاں نثارم جاں فدایم جانثار

قادریم سروریم سرفراز

خاکپائے شاہ میراں شاہباز

آپؒ کی تصانیف

اِس زمانے کے اکثر کم فہم اور نادان مرید اپنے مرشدوں اور پیروں کے کشف کرامات اور حالات و کمالات بیان کرنے میں بے جا مبالغہ اور نارَوا غلو کرتے ہیں۔ اور اِس مثل کے مصداق ہوتے ہیں کہ "پیراں نمے پرند بلکہ مریداں مے پرانند"۔ لیکن ہم ناظرین صاحبِ بصیرت اور ناقدان صاحبِ دانش کے سامنے ایک ایسا خزانۂ کشف و کرامات پیش کرتے ہیں۔ جسے صاحبِ قلبِ سلیم و عقلِ فہیم اپنی سمع، بصر اور فواد کی کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

ولا تقف ما لیس لک بہٖ علمٌ اِنّ السمع والبصر والفؤاد کلّ اولٰئک کان عنہ مسئولا،

اے طالب! کیا تو سمجھا کہ وہ کانِ کرم اور گنجِ کرامات کیا ہے؟ یہ کتاب مستطاب ہے "نور الہدیٰ" جس کا ہر حرف اور لفظ گوہرِ بے بہا ہے۔ اور جس کا محض مطالعہ ہی طالب صاحبِ صدق و صفا کو بے رنج و ریاضت واصل کر دیتا ہے باخدا اور داخل کر دیتا ہے بہ بزم محمد صلعم و آلہٖ وسلم امنا و صدقنا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرتؒ نے ایک سَو سے متجاوز کتابیں علم تصوف میں تصنیف فرمائی ہیں۔ من جملہ اُن کے تقریباً چھوٹی بڑی چالیس کتابیں قلمی بزبانِ فارسی راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ علمِ تصوف میں اس فقیر کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اور تقریباً ہر زبان و ہر زمان کے جملہ متقدمین و متاخرین سالکین و مشایخ کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا ہے لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفینؒ کی کتابوں میں پائی ہے۔ دیگر تصانیف سے کہیں اِس کی بو بھی نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آنحضرتؒ کی روح پرفتوح کتاب کے حروف اور عبارت میں اس طرح جاری اور ساری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے ہی طالب کے وجود میں حضرت سلطان وحید الزماںؒ

کی توجہ کا نور برق براق کی طرح بے واسطہ متجلی ہو جاتا ہے اور اہلِ مطالعہ کو بے ریاضت بمقامِ راز پہنچا دیتا ہے۔ اور بلا مجاہدہ صاحبِ مشاہدہ بنا دیتا ہے کیسی خوش قسمت ہے وہ زبان جو اس بیانِ حق ترجمان سے گویا ہے۔ اور کس قدر مبارک ہیں وہ کان جو اس القائے حق سبحان سے شنوا ہیں۔ اور کتنی سعادت مند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن کُنہ کُن اور علم من لدن سے بینا اور دانا ہے:۔

ابیاتِ مؤلف فقیر نور محمد سروری قادری عفی عنہٗ

مرشد ما پیر باہُوؔ بے مثال / مثلِ او ہرگز ندیدم با کمال

نورِ آمین است در عینین او / دولتِ دارین در کفین او

شلہ ذات است در آغوش او / قلزم قلب است دریا نوش او

بادۂ عشق است اندر جام او / بہتر از صد پختگاں یک خامِ او

ماہتاب دیگراں شد ناپدید / آفتابش دائما اندر مزید

خام گوید خام تصنیفاتِ او / پختگاں دانند از لذاتِ او

معرفت را سہل و آساں ساختہ / خام مسکہ در عسل انداختہ

ہرچہ گفتہ عین گفتہ عین حق / عارفاں گیرند از وی خوش سبق

ہر کتاب اوست پیر راہبر / ہست در حرفے نورِ باہُوؔ مستتر

ہر سطر سّریست از اسرارِ حق / مخزنِ اسرارِ مولیٰ ہر ورق

ہر حرف دُریست از علم لدن / ہر سخن سّریست از اسرارِ کن

جاہل ار خواند شود عالم کمال / عالم ار خواند شود صاحب وصال

مردہ دل را زندگی بخشد دوام / زندہ دل را قرب بخشد لا کلام

دولتِ دارین شد محتاج را / زد گدائے یافت تخت و تاج را

سالکاں را رہ نماید پیش پیش / نوشدارو ہست بر دلہائے ریش

ہست خضرِ راہبر گمگشتہ را / رہ کشاید ہر یکے رہ بستہ را

کمترینی سالہا رفتم از دوں / نیم نظرے پیر کامل کرد چوں

شرکِ دیرینہ برستم از وجود / یک نگاہِ پیر کامل چوں نمود

شہسوارے کرد چوں بر من نظر / زندہ گشتم جاودانی چوں خضر

زندہ کردی زندہ باشی تا ابد / نور دادی نور باشی با احد

من سدا ممنونِ احسانِ توام — من غلام و بندہ فرمانِ توام
رحمت و الطاف از تو دیدہ ام — میوہ ہا از گلشنِ تو چیدہ ام
گلشنت مامون بادا از خزاں — گلبنت شاداب بادا جاوداں
رونقِ بازارِ تو بادا اے کریم — بر سرِ طورِ تو آیم چوں کلیم!
در پئے نورِ ہدیٰ گردیدہ ام — بر سرِ طورِ مزارت دیدہ ام
نورِ تو بادا مزید اندر مزید — فیضِ تو بادا چوں باراں بر مرید

اے خدا مقبول بادا ایں کلام
ایں دعائے پیرِ باہوؒ والسلام

واضح ہو کہ آنحضرت کی تصانیف کی عبارت بظاہر بہت سلیس اور سادہ ہے۔ اور بعض خشک مزاج عالم جاہل ظاہری علم پر مغرور اور حقیقتِ حال سے بہت دور اسے خامی سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس خامی میں وہ حق الکلامی پنہاں ہے جس کا ہر حرف، لفظ اور سطر سراسر نور ہے۔ کیونکہ اس کی عبارت حضرت تلمیذ الرحمٰن کی زبانِ حق ترجمان سے مذکور ہے اور خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے دوام منظور رہی ہے۔ کیونکہ یہ بات امرِ مسلّم ہے کہ آنحضرتؒ کو چنداں علم ظاہری حاصل نہیں تھا۔ اوائل عمر ہی سے بسبب ہجوم وارداتِ غیبی اور کثرت فتوحاتِ لاریبی آپ کو ظاہری علوم کی تحصیل کی فرصت نہیں ملی۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔

من و محمد عربی ہر دو امّی بودہ ایم

یعنی میں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو اُمّی ہوئے ہیں۔ اور نیز فرماتے ہیں "ایں فقیر را علم ظاہری چنداں نبود اما از واردات و فتوحاتِ علم باطنی چنداں علوم کشادہ کہ برائے اظہار آں دفترہا باید۔ لاکن بزرگاں قلّ و دلّ فرمودہ اند" ؎

اگرچہ نیست مارا علم ظاہر — ز علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

مارا مکاشفاتِ و تجلیاتِ انوارِ ذاتِ الٰہی فراغت و فرصت علم ظاہری و ورد وظائف نداد کہ ہر وقت باستغراق دریائے توحید مستغرق مے مانم" ترجمہ! اس فقیر کو علمِ ظاہری حاصل کرنے کا چنداں موقع نہیں ملا لیکن بذریعہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی اس قدر باطنی علوم ہم پر کھلے ہیں جن کے اظہار کے لیے دفتر چاہئیں لیکن بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بات عمدہ وہ ہے کہ قلّ و دلّ ہو یعنی مختصر ہو مگر دلالت کثرت پر کرے

؎ اگرچہ ہمیں علم ظاہری حاصل نہیں ہوا تاہم علمِ باطنی سے ہمارا ضمیر روشن اور دل پاک ہو گیا ہے۔ اس لیے جملہ علوم بذریعہ انعکاس اس میں سما گئے ہیں۔ ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علم ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا۔ اور نہ ہمیں ظاہری ورد وظائف کی فرصت ملی ہے کیونکہ ازل سے ابد تک ہر وقت

اور ہر لمحہ توحید کے دریائے ژرف میں مستغرق رہتے ہیں۔ لیکن باوجود اس قدر استغراق کے بھی سنت نبوی اور شریعت مصطفوی پر آنحضرت اس طرح مقیم اور ثابت قدم رہے ہیں کہ مدت العمر آپ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

ہر مراتب از شریعت یافتم   پیشوائے خود شریعت ساختم

اے طالب ناقص خام خیال! یہ ہے حقیقی عارف کا حال ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندانِ عشق   ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

آجکل کے جھوٹے مدعی، خلافِ شریعت بے دین لوگ عارف کامل ہرگز نہیں ہو سکتے جو سنت نبوی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنے ہم جنس بے دین جہال کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں۔ اور عام جہلا میں بزرگ اور عارف کامل مشہور ہو جاتے ہیں۔ اگر ان سے نماز روزہ وغیرہ پابندی شریعت کے بارے میں بازپرس کی جاتے تو کہتے ہیں کہ یہ ظاہری شریعت ظاہری لوگوں کیلئے ہے۔ ہم باطنی حقیقتوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں جاکر نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح ترک ماسوی کا دائمی روزہ رکھتے ہیں یعنی ہم باطنی شریعت کے پابند ہیں۔ اور ملاؤں اور فقیروں کے الگ الگ راستے ہیں۔ اس قسم کے بےشمار واہیات خرافات بکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ باطنی شریعت یعنی طریقت کا مکھن اسی ظاہری دودھ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور باطنی علم اسی ظاہری علم سے ہویدا ہوتا ہے ؎

علم ظاہر ہمچو مسکہ علم باطن ہمچو شیر!   کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

چنانچہ باطنی نماز یعنی نماز کا حضور اسی ظاہری نماز میں کمال استغراق اور پوری محویت کا نام ہے۔ اسی سے اس کا ظہور اور اسی نماز کی حسن ادائیگی سے ہی سینے میں نور اور باطنی سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی ظاہری روزے کی مکمل پابندی سے جملہ اعضا اور جوارح امساک عن المناہی اور ترک المعاصی کے عادی ہو کر باطنی روزے یعنی ترک ماسویٰ کی شکل بناتے ہیں وعلیٰ ہذا القیاس۔ بھلا جن بوالہوسوں کو ظاہری شریعت کی پابندی کی تاب اور طاقت نہ ہو انہیں باطنی شریعت کی کیا مجال جن کے پاس دودھ نہیں انہیں مکھن کہاں سے حاصل ہو ؎

مرد درویش بے شریعت اگر   بر در بر ہوا مگس باشد
در چو کشتی رواں شود بر آب   اعتقادش مکن کہ خس باشد

حضرت سلطان العارفین کا شیوہ خمول اور گمنامی رہا ہے۔ اور اکثر اپنی تصانیف میں طالبوں کو اس کی تلقین فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

تا توانی خویش را از خلق پوش   عارفاں کے بے بودند ایں خود فروش
از دروں شو آشنا واز برون بیگانہ وش   ایں چنیں کم می بوند اندر جہاں زیبا روش

آنحضرت اپنی تصانیف میں طالبانِ حق کیلئے ان تین باتوں کی اکثر تاکید فرماتے ہیں۔ ایک گمنامی اور خمول۔ دوم ترکِ دنیا بوالفضول۔ تیسرے قیام و استقامت بر شریعت حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ نے تمام کسب سلوک کا اصل الاصول ان اشتغال پر قائم رکھا ہے۔ یعنی تصور اسم اللہ ذات و اسم محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وافضل الاذکار ذکر کلمہ طیبات و دعوت قرآن آیات۔ اور فرماتے ہیں کہ ان اشتغال سے طالب پر دو منتہی مقام کھل جاتے ہیں کہ ان سے بالا اور بلند مقام باطن میں اور کوئی نہیں ہے۔ ایک مشاہدۂ حق ذات دوم دوام حضوری سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کی بیعت

آنحضرت کو باطن میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست بیعت فرمائی ہے۔ اور آپ کو اویسی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور تلقین و ارشاد ربانی حاصل ہوا ہے۔ آپ کتاب "امیر الکونین" میں فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس سال تک مرشد کامل کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس طویل عرصہ میں بیشمار مرشدوں کو دیکھا ہے۔ اور ان میں سے اکثر کاملین عارفین کو ملے اور ان کی جان و دل سے خدمت کی ہے۔ اور ان کے فیوضات سے حظ وافر حاصل کیا ہے۔ لیکن اس زمانے کے ان فیوضات اسماء و صفات سے آپ کا قلب قلزم سیراب نہیں ہو سکا۔ کیونکہ آپ کو ازل سے ہی ذاتی انوار کی فطرتی طلب اور تلاش تھی۔ چنانچہ آپ ایک ہندی دوہے میں فرماتے ہیں ؎

ع دریا وحدت دا نوش کیتو سے اجے جی پیاسا "

آخر اس وسیع حوصلہ عمیق اور جذب و عشق حقیقی نے آپ کو اس سالارِ سالکاں سرورِ دوجہاں سید الانس والجان احمد مجتبےٰ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ جمع جمیع صفات تک پہنچا دیا۔ اور اس بحرِ انوار ذات میں سے اس قدر حصہ وافر حاصل کیا۔ اور نور مطلق ہو کر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر اپنے آپ کو پہنچا دیا جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔ اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کا ہمسر اور ہمتا نہ رہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

جائیکہ من رسیدم امکاں نہ ہیچکس را | شہبازِ لامکانم آنجا کجا مگس را
عرش و قلم و کرسی کونین رہ نیابد | افرشتہ ہم نگنجد آنجا نہ جا ہوس را

چنانچہ آنحضرت کو خود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باطن میں دست بیعت فرمایا۔ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو نوری حضوری فرزند بنایا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

دست بیعت کرد ما را مصطفےٰ | ولد خود خوانده است ما را مجتبےٰ
شد اجازت باہو را از مصطفےٰ | خلق را تلقین بکن بہر خدا

عاکپایم از حسینؓ واز حسنؓ   معرفت گشت است بر من کہن

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

فرزندِ خود نخواند است مارا فاطمہؓ   معرفت فقر است بر من خاتمہ

ایک موقعہ پر فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ ایک دفعہ اس فقیر کو باطن میں ہاتھ سے پکڑ کر حضرت محمد مصطفٰے کے حضور میں لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو دیکھ کر خوش وقت ہوئے اور فرمایا (خذ یدی) میرا ہاتھ پکڑو۔ چنانچہ آپ نے مجھے دستِ بیعت کر کے تعلیم و تلقین فرمائی۔ اور حکم فرمایا۔ کہ اے باہوؒ! خلق خدا کی باطن میں امداد کیا کر کہ تو مصطفٰے ثانی اور مجتبٰے آخر زمانی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حوالے کر کے فرمایا۔ کہ یہ فقیر باہو ہمارا نوری اور حضوری فرزند ہے اس کو آپ بھی باطنی تلقین اور ارشاد فرما دیں۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے بھی اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا" اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں ؎

مشہور سے کرد چوں بر من نگاہ   از ازل تا ابد سے پوئم براہ

غرض حضرت سلطان العارفین کو دستِ بیعت اویسی طور پر باطن میں حضرت سیّد الانبیا محمد مصطفٰے سے حاصل ہوئی اور حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی نے ہی آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی۔ اس سلطان وحید الزمان اور شہباز لامکان کا درجہ اور شان وہم و گمان سے باہر ہے۔ آپ کی تصانیف سراسر الفاظِ نوری اور کلمات حضوری پر مشتمل ہیں جس شخص کو آپ کی تصانیف پر یقین اور اعتماد نہیں آتا۔ وہ یقیناً معرفت سے بے نصیب اور کم طالع ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی دین و دنیا میں خواری اور حرماں کی علامت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کور چشم شوم کو ہرگز پسند نہیں آئیگی۔ ظاہری عالموں، شاعروں اور ادیبوں اور فن کار صحافیوں کی تصانیف کی زیب و زینت اور فصاحت و بلاغت محض الفاظ اور عبارت کے چھلکے میں ہوا کرتی ہے۔ ان میں نہ اصلی مغز اور نہ حقیقی معانی ہوتی ہے۔ لیکن اہل اللہ فقراء کی باتیں محض الہام آسمانی اور القاء رحمانی ہوتی ہیں۔ وہ صاحب استعداد ازلی فطعی طالب کے دل میں روحانی جوش اور باطنی جذبہ پیدا کرسکتی ہیں۔ دیگر آنحضرتؒ نے اپنی کتاب میں اس ذاتی اور انتہائی تصوف کو بیان فرمایا ہے جس کا کہیں نشیہ بھی دیگر صوفیاء و فقراء متقدمین و متاخرین میں نہیں ملتا۔ لہٰذا آپ کی تصنیف ایک نہایت نرالے فقر اور انتہائی تصوف کی حامل ہے۔ جو آپ سے پہلے گویا ایک رازِ سربستہ کی طرح اولیاء کاملین کے سینوں میں محفوظ چلا آتا تھا۔ اور محض سینہ بسینہ خاص الخاص صاحب استعداد طالبان حق کو نظر اور توجہ سے ملا کرتا تھا۔ یہ وہ علم ہے جس کا تخم ازل سے کسی نبی یا ولی کے سینے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور بعدہٗ آبِ حیات توجہ و نور نظر سے سینچا جاتا ہے۔ مادی عقل اور دنیوی فہم اس علم کی سمجھ سے بالکل کوتاہ ہے۔ اور نہ کسی نفسانی کسبی کتابی اور رسمی عالم کو اس علم لدنی کی طرف راہ ہے۔ یہ وہ علم

ہے جس کا مظہر انبیاء و اولیاء کے معجزات و کرامات ہیں۔ سو اہلِ مطالعہ کو چاہیے کہ کتاب پڑھتے وقت دل کو اس وسوسۂ شیطانی سے پاک و صاف رکھے کہ معاذ اللہ یہ مقامات اور مراتب جو حضرت سلطان العارفین نے اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں اِن کا حصول ناممکن اور محال ہے۔ لہٰذا یہ مست اور مجذوب لوگوں کے شطحیات کی طرح سکر کی باتیں ہیں۔ لیکن حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفین نے اپنی تصانیف میں جو کچھ بیان فرمایا ہے اسے پہلے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صحیح طور پر آزمایا ہے۔ چنانچہ آپ ہر جگہ یہی فرماتے چلے جاتے ہیں ؎

ایں قال من بر حال من   اور کشفِ علمم بحالی

"یعنی میری یہ قیل و قال میرے اپنے حال پر دال ہے اور میرے اس علم کی شاہدہ ذاتِ ذوالجلال ہے اور بس۔" دیگر تمام عمر کسی قسم کا مجذوبانہ سکر اور سہو آپ کے ضمیرِ منیر پر مستولی نہیں ہوا۔ بلکہ مدت العمر ایسے صاحبِ تحقیق و پابند شریعت کامل سالک رہے ہیں کہ سنتِ نبوی اور فرائضِ حق تو کیا ایک مستحب بھی آپ سے کبھی فوت نہیں ہوا۔ آپ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہی کر کے دکھایا ہے۔ اور آج بھی دکھا رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دنیا میں آج بھی کامل صاحب اکسیر نظر تو موجود ہیں۔ مگر جہان میں طالب صاحبِ استعداد مثل کبریتِ احمر مفقود ہیں ؎ طالبِ لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید   ہمچناں در عملِ گوہر و کان است ہنوز

چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎ طالب بیا طالب بیا طالب بیا تا رسانم روزِ اول باخدا ۔ ہر کہ طالب حق بود من حاضرم ۔ ز ابتدا تا انتہا یکدم برم

مردِ عارف کامل فقیر ولی اللہ کو اس طرح صاحبِ مراتبِ عظمیٰ و اہلِ مقاماتِ اعلیٰ ہونا چاہیے۔ ورنہ دنیا میں مادی شعبدے اور سفلی کرشمے تو مسمریزم اور ہپناٹزم کے ذریعے جوگی مداری اور جادوگر لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ اور سائنس علمِ جدید کے ذریعے تو اہلِ یورپ نے اپنے مادی کمالات کے ذریعے دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ مردِ عارف کامل کے کمالات اِن سے بہت اعلیٰ اور بلند تر ہونے چاہئیں۔ اہلِ یورپ کو سائنس کے ان سفلی کمالات پر اس قدر مغرور اور نازاں نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ کامل عارف لوگ اپنی روحانی طاقتوں سے وہ فوق العادت محیر العقول کارہائے نمایاں کر چکے ہیں کہ مادی علوم والے اگر انہیں دیکھ پائیں تو دنگ رہ جائیں۔ انشاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے۔ جبکہ یہی اہلِ سائنس اور ماہرینِ علمِ جدید اپنے مادی علوم میں انتہائی عروج کو پہنچ جائیں گے۔ اور یاجوج ماجوج کی طرح قافِ قلب کی سدِ سکندری میں سوراخ بنا لیں گے تب روحانی دنیا کی طرف متوجہ ہو کر مذہب اور روحانیت کا دم بھرنے لگیں گے

اے طالبِ سعادت مند نیک نہاد! اس زمانۂ کفر و الحاد اور دورِ ظلم و فساد میں اگر تجھے کوئی ابدی منجا و ملجا یا سرمدی مسکن و ماویٰ درکار ہے۔ تو وہ محض معرفت و قربِ الٰہی اور مشاہدہ و دیدارِ پروردگار ہے۔ کیونکہ آخر یہی ہے سب کائنات کا مرجع و معاد۔ اور اگر تجھے یہ سعادت حاصل کرنے کی آرزو ہے تو اس زمانے میں اس کتاب سے بہتر وسیلہ اور خوشتر حیلہ اور کوئی نہیں پائے گا۔ کیونکہ یہ زمانہ قحط الرجال ہے۔ اس زمانہ ظلمت اور دورِ غفلت

میں مردِ عارف کامل کا وجود عنقا مثال ہے۔ اے طالبِ ہوشمند! اس کتاب کو مضبوط پکڑ لے۔ اور دن رات اس کا مطالعہ کیا کر اور اسے اپنا حرزِ جاں بنا لے۔ انشاء اللہ اس کا مطالعہ تھوڑے دنوں میں تیرے تشنہ سستی دل کو آبِ حیاتِ عرفان سے سیراب کر دیگا۔ اس وقت تو اس کی صداقت کی داد دیگا۔ اور تہہ دل سے اس فقیر کا شکریہ ادا کریگا۔

اے طالب ہوشمند! یہ کتاب تیرے لئے ایک ایسا مرشدِ کامل ہے جو ہر وقت تیری رہنمائی کے لئے تیرے ساتھ شامل ہے۔ جو نہ تجھ سے کسی نذر نیاز اور خدمت کا خواہاں ہے۔ اور نہ طالب منت و احسان ہے۔ نہ تجھے ذکر فکر حبس دم، چلوں چلیوں کے رنج و ریاضت میں ڈالے۔ بلکہ بعد عافیت و بہزار آسائش تجھے حق کے حوالے کر ڈالے۔ اور تو وہ سب کچھ پا لے جو ہر انسان کا مقصد و منتہائے حیات ہے۔ یعنی مشاہدۂ حق ذات اور دوامِ حضوری سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

اے طالب اہلِ یقین! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے تو عجب نہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے تھوڑے عرصہ میں تجھے مشاہدۂ حق ذات ہاتھ آئے۔ یا تجھ پر بزم انبیاء و اولیاء کھل جائے اور تجھے یہ ندا آئے کہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

ترجمہ: اے صاحب نفس مطمئنہ! مڑ جا اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہوا اور وہ تجھ سے راضی ہو پس میرے خاص بندوں کے گروہ میں شامل ہو کر میرے بہشت قرب و وصال میں داخل ہو جا۔

حضرت مصنفؒ نے اس کتاب میں علمِ تصوف کی بعض خاص خاص غیر معمولی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ اور فقر کے نہایت بلند مقامات بیان فرمائے ہیں۔ جو بعض دفعہ صاحب مطالعہ کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ لیکن اس سے ملول اور ناامید ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ بار بار مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کتاب میں حضرت سلطان العارفین کی روح اور باطنی توجہ پنہاں ہے۔ کتاب خود معلم اور استاد بن جاتی ہے۔ اور تمام پیچیدہ عقدے اور باریک نکات خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب کے خالی پڑھنے سے ہی بے واسطہ اہل مطالعہ کے اندر نور کی تجلی پیدا ہو جاتی ہے جس سے خود بخود طالب کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شوق اور طلب کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرتؒ نے اسی کتاب بنام "نور الہدیٰ" کی نسبت بلا کذب و خلاف اور بے لاف و گزاف بالکل صاف صاف اسی کتاب میں جو کچھ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ ہم نے اسے اسی طرح صحیح پایا ہے۔ ہم ناظرین کی دلچسپی اور ازدیادِ یقین کے لئے وہ بیان خودِ مصنفؒ کی زبانی اسی دیباچے میں کسی قدر تمہیداً درج کر دیتے ہیں۔ جو سعادت مند شخص اس کتاب کو صدق و اخلاص سے شب و روز مطالعہ کرے گا انشاء اللہ العزیز اسے اسی طرح پائے گا۔ اور جلدی اپنی دینی و دنیوی منزلِ مقصود کو پہنچ جائے گا۔ چنانچہ آپ اسی کتاب "نور الہدیٰ" کے مختلف مقامات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مقامِ اوّل

"جو شخص اس کتاب کا اخلاص، یقین اور اعتقاد سے شب و روز مطالعہ کیا کریگا۔ واقفِ اسرارِ پروردگار ہو جائے گا۔ اُسے مرشدِ ظاہر کی تعلیم و تلقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت کا وسیلہ بن جائے گی۔ اور اُسے مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے گی۔ اس کتاب کو ہمیشہ پڑھنے والا خلق کا راہنما اور اہلِ باطن باصفا ہو جائے گا لیکن طالب اہلِ مطالعہ صاحبِ صدق یقین اور باادب و باحیا ضرور ہو۔"

مقامِ دُوم

اس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص پڑھے گا کامل بن جائے گا۔ اور اگر کامل پڑھے گا مکمل کے مرتبے کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر مکمل پڑھے اکمل بن جائے گا۔ اور اگر اکمل پڑھے جامع مرشد صاحب جمعیت بن جائے گا اور اگر جامع پڑھے سلطان الوہم فقیر بر کونین امیر نور الہٰ بن جائے گا۔ اس کا مرتبہ وہم اور فہم میں نہیں آئے گا لاحد ولا عد۔ یہ کتاب مجموع الجمعیت کل انکلید ہے۔ طالب اسے جس قفلِ مطالب میں ڈالے گا انشاء اللہ العزیز کھول ڈالے گا اور ہر متاع پالے گا۔"

ہیچ تالیفے نہ در تصنیف ما | ہر سخن تصنیف ما از خدا
علم از قرآن گرفتم و ز حدیث | ہر کہ منکر مے شود اہل از خبیث

مقامِ سُوم

صاحب تصنیف اہل تصوف کو چاہئیے کہ اوّل ہر علم کو اپنے عمل میں اور ہر ہنر کو اپنے قبضے اور تصرف میں لے آوے یعنی اس کا خود معائنہ تجربہ اور آزمائش کرے تاکہ اپنے علم میں متردد اور پریشان نہ ہو جائے۔ بعدہٗ اسے تحریر و رقم اور تصنیف کی صورت میں لے آوے چنانچہ میں نے پہلے تصور اسم اللہ ذات کی قوت اور توفیق سے باطن میں جا کر اپنے علم کا مقابلہ تکرار اور ذکر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جمیع اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم جملہ انبیاء و اولیاء اور جمیع مجتہدین کے ساتھ کیا ہے۔ اور کتاب کو سب اہل نظر کی نظر میں منظور کرا کر اور اس کی اشاعت کے لیے منظوری اور حکم و اجازت سب کی پا کر بعدہٗ اسے مشہور کیا ہے۔"

مقامِ چہارم

جان لے اے طالب! کہ اس تصنیفِ علم تصوف کے کلمات اور سخن پڑھنے سے طالب صاحب اسرارِ کن اور عالم علمِ لدن ہو جاتا ہے۔ اور اس تصنیف علم تصوف کی محض تاثیر گویائی سے پڑھنے والے کو ضمیر کی روشنی اور بینائی، قلب کی صفائی روح کی یکتائی اور سِر کی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس تصنیفِ علم تصوف کے نفائی قیل وقال سے پڑھنے والے کو فوراً حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ اسے معرفت، مشاہدہ، قرب، معراج اور وصال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ تماشائے کونین سے واقفِ حال ہو جاتا ہے۔"

واضح ہو کہ جملہ روحانی علوم کا اصل الاصول اور تصوّف کے تمام معارف و اسرار کا لب لباب اور ولایت و فقر کے
کل مقامات کا نچوڑ اور مغز محض اِن دو علوم میں مندرج ہے۔ ایک علم تصورات۔ دوم علم دعوات جملہ انبیاء کے
معجزات اور تمام اولیاء کے کشف کرامات ان دو علوم سے ماخوذ ہیں۔ اور حضرت سلطان العارفینؒ نے اِن دو ہی
علوم کا ذکر کمال شرح و بسط کے ساتھ اپنی تصانیف میں فرمایا ہے علم تصورات کا آلہ محض چشم انسان ہے۔ اور علم دعوت
کا مضراب لب اور لسان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتے ہیں۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ
وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ یعنی کیا ہم نے انسان کے لئے دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ بنا کر اسے دو راستے نہیں
دکھلائے"۔ لہٰذا ان دو راستوں کا اصل تصور اسم اللہ ذات سے اولیٰ ہے۔ واضح ہو کہ جس وقت انسانی دل کے باطنی حواس
یعنی تصرف تفکر اور توجہ اور تصور اسم اللہ ذات پر مرکوز ہو جاتے ہیں تو دل کے لطیفے میں سے نور اسم اللہ ذات کی برق
متجلی ہو جاتی ہے۔ اور طالب اس قطرۂ نور سے بحرِ انوارِ ذات پروردگار کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ اور اپنے
آپ سے مجرد ہو کر دریائے توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ کثرتِ تصور سے نور اسم اللہ ذات صاحبِ تصور کے ہفت
اندام، ہر رگ و پوست اور خون و گوشت میں جاری اور ساری ہو جاتا ہے۔ اور ہر دو چشم، ہر دو کان، دل و دماغ
ہاتھ پاؤں اور ناف وغیرہ جملہ مقامات پر نقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ اور ہر مقامِ اندام میں چراغ اسم اللہ ذات روشن
ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت طالب کو باطن میں ایک نوری وجود عطا ہو جاتا ہے۔ اس وقت دعوت پڑھنے کے لائق
ہو جاتا ہے۔ جب اُس زبانِ نور اور وجودِ مغفور سے ذکر کرتا ہے یا دعوتِ قرآن پڑھتا ہے تو باطن میں غرق ہو جاتا
ہے۔ اور مجلسِ انبیاء و اولیاء میں حاضر ہو جاتا ہے۔ اور وہاں پر روحانی مدارس میں جملہ علومِ باطنی سینہ بسینہ
نظر بنظر، توجہ بتوجہ از دل بدل از روح بروح بے واسطہ ایک دم میں حاصل کر لیتا ہے۔ اور قوتِ دعوت اور
توفیقِ باطنی سے جس وقت چاہے جمیع عالم غیب جن ملائکہ اور ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ اور جب کسی روحانی
اہلِ قبر کے پاس دعوت شروع کرتا ہے تو روحانی قبر سے نوری لطیف جثے کے ساتھ باہر آ کر اس کے ساتھ
ملاقی اور ہمکلام ہو جاتا ہے۔ اور حاجت روحانی کی رفاقت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پوری کرا لیتا ہے۔

ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

نقش اسم اللہ ذات کا تعلق اپنے مسمّٰے خالق کائنات حضرت ذات واجب الوجود کے ساتھ ہے۔ اس لئے جب
صاحبِ تصور کی توجہ، تصور، تفکر اور تصرف نقش اسم اللہ ذات پر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ تو یک دم طالب عالم ناسوت
سے پرواز کر کے برقِ براق کی طرح عالم ملکوت اور جبروت و لاہوت میں جا داخل ہوتا ہے۔ یہی تصور کی وہ باطنی بجلی
ہے جس کی طاقت سے روحانی دنیا میں تمام باطنی مشینیں چل رہی ہیں۔ اور جس طرح مادی دنیا میں بجلی کی دو قسم کی لہریں
ایک مثبت یعنی POSITIVE اور دوم منفی یعنی NAGATIVE پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح تصور کی باطنی بجلی نے بھی صاحب

تصور کے دماغ اور دل کے دو بلبوں تک برقِ جلال اور برقِ جمال کی دو باطنی لہریں جاتی ہیں۔ اور انہیں نورِ باطن سے روشن کرتی ہیں۔ سو آپ جانتے ہیں کہ اس مادی بجلی کے ذریعے کس قدر حیرت انگیز کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں ہزاروں کوس کی مسافت پر ایک طرفۃ العین میں آواز، روشنی اور طاقت منتقل کی جاتی ہے۔ جیسے ٹیلی گراف ٹیلیفون ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کہتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات کی باطنی بجلی کے ذریعے اپنے سینے کے پاور ہاؤس سے طرح طرح کے باطنی فیوضات اور کمالات ہزاروں مریدوں اور طالبوں کے سینوں میں منتقل کرتے ہیں۔ اور جس طرح اس مادی بجلی کا ذریعہ ہوا (ایتھر) ہے اسی طرح باطنی بجلی کا ذریعہ اور واسطہ بھی دم انسانی ہے۔ جس سے روحِ انسانی متعلق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي اور جس طرح مادی دنیا میں بجلی کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل ELECTRICITY AT REST یعنی ساکن برق دوم ELECTRICITY IN MOTION یعنی برقِ متحرک۔ اسی طرح باطنی دنیا میں برقِ تصور اور برقِ دعوت جاری اور رواں ہے۔ حضرت سلطان العارفین کی تصانیف لطیف خصوصاً اس کتاب "نور الہدیٰ" میں آپ انہی دو قسم کی باطنی برق کا ذکر پائیں گے۔ عاقل ہوشیار آدمی کو اتنا اشارہ کافی ہے۔ اگر کسی شخص کو اس باطنی بجلی کا فلسفہ اور اس نورِ باطن کی کنہ اور حقیقت مکمل شرح اور بسط کے ساتھ دیکھنی منظور ہو تو ہماری کتاب "عرفان" کا مطالعہ کرے جس کا نیا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

زیر نظر کتاب "نور الہدیٰ" کا مترجم بھی نیا ایڈیشن ہے۔ اس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مؤلف نے نہایت محنت اور دماغ سوزی سے کام لے کر اس میں ایک معیاری اور قیمتی شرح کا اضافہ کیا ہے۔ جس سے کتاب کا اصلی مفہوم اور مقصد واضح اور صاف ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ فارسی اشعار کا منظوم اردو ترجمہ سونے پر سہاگہ کا کام کر رہا ہے۔ اس طرح کتاب کی ضخامت دوگنی ہو جانے کے باعث اگرچہ طباعت کے مصارف میں دوگنے برداشت کرنے پڑے ہیں۔ لیکن ہمیں اس کارِ خیر کے احسن طریق پر پایۂ تکمیل تک پہنچنے کی مسرت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اور اسی کو ہم اپنا اجر و جزا تصور کرتے ہیں۔

سبک زجائے نہ گیری کہ بس گراں گہر است
متاعِ من کہ نصیبش مباد ارزانی!

لا الٰہ الا اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ

ہست ایں تصنیف نوری پیر باہو با خدا

کامل و اکمل مکمل جامع نور الہدیٰ!

قنی

اردو ترجمہ

نور الہدیٰ

تصنیف لطیف سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہٗ العزیز

مترجم فقیر نور محمد سروری قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ط

نُورُ الہُدیٰ

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّومُ۔ تُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِیَدِکَ الخَیرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ

ترجمہ: اللہ برحق معبود ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ وہ ہمیشہ زندہ جاوید ہے۔ اے اللہ! تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں اور نعمتیں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

ہزاروں اور بیحد بیشمار درود لامحدود ہو ہر لحظہ اور ہر دم اس سرکار صاحب افتخار کی ذات بابرکت پر جس کی شان میں آیا ہے۔ لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ (حدیث قدسی) "اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔" ابوالقاسم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

بعدہٗ صاحب نطق تصرفِ کل کہتا ہے کہ طالبی و مرشدی، پیری و مریدی اور اُستادی و شاگردی کے سچے اور جھوٹے مراتب کی تحقیقات کی کسوٹی پہلے پہل علم کیمیا اکسیر ہے۔ جسے تصرفؐ توفیق کہتے ہیں۔ کیونکہ بغیر تصرف اور توفیق طالب

ع۱ حضرت سلطان العارفین کی کتب مقدسہ میں صرف دو بڑے علوم وفنون سے بحث کی گئی ہے۔ ایک تصور اسم اللہ ذات حضور اور دوم علم تصور دعوت القبور۔ ان دو علوم کو مختلف مقامات پر مختلف اصطلاحات سے یاد کیا گیا ہے۔ چنانچہ علم تصور اسم اللہ ذات کو گاہے علم اکسیر اور علم دعوت القبور کو علم تکسیر کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور گاہے تصور توفیق اور تصرف تحقیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور یہ دو علوم ام العلوم تمام باطنی علوم اور فنون کے معدن اور مخزن ہیں سب باطنی کمالات اور درجات اور جملہ روحانی کشف کرامات اِن دو علوم کے طفیل حاصل ہوتے ہیں۔ گویا یہ ہر دو علوم کلیدِ گنجِ سعادت دارین ہیں۔ یہ دو علوم سالک کیلئے بمنزلہ دو بازو اور دو پروں کے ہیں۔ جن سے پرواز کر کے سالک قربِ وصال اور مشاہدۂ حق ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور دائمی حضوریٔ حضرت سرور کائنات ہو جاتا ہے۔ اِن دو مراتب سے بالاتر باطن میں اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے۔ جس وقت سالک کو اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

راہِ سلوک باطن میں ہرگز نہیں چل سکتا۔ لیکن تصرفات مختلف ہیں چنانچہ اسمِ اعظم، تصرف علم اکسیر، تصرف علم کیمیا، تصرف علم سنگِ پارس، تصرف علم روشن ضمیر، تصرف علم قرآن تفسیر، تصرف علم قرب حضور ربانی، تصرف علم کشف القبور روحانی اور تصرف علم عین عیانی یعنی وہ تصرف کہ جس طرف اہل تصرف متوجہ ہو حضوری میں پہنچ جائے۔ ان جملہ تصرفات کے علم علوم محض حاضرات اسم اللہ ذات حی قیوم سے کھل جاتے ہیں۔ طالب پہلے روز ان تصرفات کو مرشد کامل کی مدد سے بذریعہ مطالعہ لوحِ محفوظ حاصل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں طالب تلقین اور ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔

بحضوری ہر طریقہ راہزن ۔۔۔ باحضوری طالبِ حق دَر امن

سچ کہتا ہے مصنف تصنیف فقیر باھُوؒ قادری سروری فنافی ھُو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور۔ اس کتاب کا نور الہدیٰ نام رکھا گیا ہے۔ اور عین نما خطاب دیا گیا ہے۔

ذکر کو اور فکر کو بھی چھوڑ دو ۔۔۔ ذکر فکر و وسوسہ کو دل سے دھو

کے فضل اور مرشد کامل کی نگاہ فیض سے ان دو علوم کی کلید حاصل ہو گئی تو گویا اس نے دولتِ دارین اور سعادتِ کونین سے اپنا دامن بھر لیا۔ لیکن ان دو علوم کا حصول نہایت مشکل کام ہے۔ ہر بوالہوس نفسانی خام ناقص ناتمام طالب کا کام نہیں۔ تصور اسم اللہ ذات سے اللہ تعالیٰ کے قرب، مشاہدہ اور وصال کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور علم دعوت القبور سے جملہ انبیاء، اولیاء اللہ، اصحاب کبار، غوث، قطب، اوتاد اور ابدال غرض جملہ روحانیات۔ ہژدہ ہزار عالم مخلوقات اور جملہ ملائکہ سبع سموٰت اور جنات غرض جملہ غیبی لطیف مخلوقات کی حاضرات اور ان سے صحبت و ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور جملہ ظاہری و باطنی خزانے بلا واسطہ اس لطیف مخلوق سے مل جاتے ہیں۔

؏۱ جب طالب حضوری حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے تو جملہ دنیوی حوادثات و خطرات اور نفسانی شہوات اور شیطانی آفات سے مامون و محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضوری بزمِ نبویؐ میں دنیا، نفس و شیطان کو مطلق دخل نہیں ہوتا۔ وہاں سے جو علوم حاصل کرتا اور سلوک طے کرتا ہے۔ وہ خالص حق ہی حق ہوتا ہے۔ باطل کا شائبہ تک اس میں نہیں ہوتا۔

؏۲ ذکر و فکر خواہ کتنا ہی بلند، اعلیٰ اور پاک طریقے سے کیا جائے۔ وہ اہل ذکر اور اہل فکر کے اپنے خیالات اور واہمات سے ہرگز پاک اور مبرا نہیں ہوتے اور اس میں انسان کے اپنے دماغی اور قلبی ارادات کا رنگ ضرور بھرا ہوا ہوتا ہے لیکن جس وقت سالک تصور اسم اللہ ذات میں غرق اور محو ہو جاتا ہے۔ تو اپنے جملہ جسمانی احساسات اور دماغی ادراکات اور تمام عادی خیالات اور ذاتی واہمات سے باہر آ جاتا ہے۔ اس وقت اس کے آئینہ دل پر اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار کی تجلی ہوتی ہے۔ وہ اس وقت جو کچھ باطن میں دیکھتا بھالتا اور سنتا ہے وہ عین حق ہوتا ہے۔ ایسا سالک بی یبصر بی یسمع و بی ینطق و بی یبطش کا مصداق ہوتا ہے۔

جب طالب تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے وجود میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہ اس وقت مشاہدۂ عین کا متلاشی ہوتا ہے۔

ذکر ہو عین آنکھ کا فکر رہے وصال کا — اسکے سوا نہ ذکر ہے پھر ہے سب خیال کا

معرفت خدا اگر مجھ سے طلب کرے کوئی — عیسٰی مثال زندہ دم ثانی خضر ہو وہی

شاہ رگ سے بھی قریب تجھ کو دکھاؤں میں خدا — نحن اقرب امر ہے خالق ذوالجلال کا!

دیکھا جسنے حق یہاں واں بھی وہ دیکھ پائیگا — جانور و نکے مثل وہ گھاس ہی چرکے جائیگا

قولہ تعالیٰ:- اُولٰئکَ کالانعامِ بل ھم اضل ترجمہ "وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں"

راز نہاں مجھ سے ہوتے ہیں ظہور — طالبوں کا ہوں میں رہبر باحضور

مجھ سے طالب کر طلب وحدت لقا — تاکہ پہنچا دوں حضور مصطفےٰ!

قولہ تعالیٰ:- وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ ترجمہ "جو شخص اس دنیا میں حق سے اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا"

جو شخص اس کتاب کو اخلاص یقین اور اعتقاد کے ساتھ دن رات اپنے مطالعہ میں رکھے گا۔ انشاء اللہ واقف اسرار الٰہی ہو جائیگا۔ اسے ظاہر مرشد کی تعلیم اور تلقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب معرفت حق تعالیٰ اور حضوری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے والا خلق کا رہنما اور باطن باصفا ہو جاتا ہے لیکن طالب اہل مطالعہ صادق الارادت بعذر باحیا ہو۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کے مطالعہ سے کسی نے جملہ علم اور حکمت کے خزانے یعنی علم کیمیا اکسیر اور علم تکسیر کے ذریعے ظاہر نقد وجنس اور باطنی دولت و مال نہ پایا۔ تو فقر اور فاقے کی ہلاکت اور گوناگوں رنج ومصیبت کا زوال اور پریشانی احوال اور دلیدر سوال کا وبال اس کی گردن پر رہیگا۔ اس سے بے نصیب اور بے قسمت کو بھی نصیب پہنچایا جاسکتا ہے جو شخص اس بات پر یقین نہیں رکھتا وہ باطنی کمالات سے ناآشنا ہے اور محض احمق حیوان ہے۔

۱؎ سالک کو چاہیئے کہ دین کے معاملے میں صرف سننے اور جاننے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ معاملے کو شنید سے دید یعنی علم الیقین تک پہنچائے۔ بلکہ اس سے بھی آگے دید سے رسید اور دریافت یعنی حق الیقین کا رتبہ حاصل کرے

بابِ اوّل

فضیلتِ کلمہ طیّب

اے عالم باشعور اور اے فقیر عارف اہل حضور! سن لے کہ جملہ نصیبوں اور تمام قسمتوں اور کل خزائن علم و حکمت کی کنجی کلمہ طیب ہے۔ اور اصلی کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بے قسمت نہیں رہتا۔ اس نعمت سے وہ کافر یہود بے نصیب ہے جو اللہ تعالیٰ حق معبود کی معرفت سے بے خبر اور محروم ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب شخص مقام الست میں کُن کی کنہ اور مقام فنا فی الرسول میں محمدی زبان سے کلمہ طیب پڑھتا ہے اور کلمہ طیّب کی خاصیت جانتا ہے تو لوح محفوظ سے لوحِ ضمیر میں جملہ علوم بے کلام و بے زبان پڑھ لیتا ہے۔ اور دنیا و آخرت کے جملہ خزائن میں سے کوئی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی جس شخص کے وجود میں کلمہ طیّب تاثیر

؎ کلمہ طیب کے دو جز ہیں ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جس میں توحید باری تعالیٰ کا اظہار ہے۔ دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلعم جس میں رسالت محمدی کا اقرار ہے۔ کلمہ طیّب کے ہر دو جز بارہ حروف سے مرکب ہیں۔ اور سب بے نقطہ حروف ہیں۔ رجال نفسانی مردہ دل آدمی کا قلب جامد پتھر کی مانند مردہ بے حس ہوتا ہے۔ جس وقت سالک موسیٰ کلیم اللہ کی طرح تصور اسم اللہ ذات کی عصا سے دل کے دریائے توحید پر ضرب لگاتا ہے۔ تو دل کے دریائے نیل میں نور جلال کے مطابق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے بارہ راستے توحید کے کھل جاتے ہیں اور نفسِ فرعون غرق دریائے وحدت ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح دل کے پتھر پر جب عصائے جمال مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرب لگاتا ہے تو اس سے بارہ چشمے نور جمال کے پھوٹ پڑتے ہیں۔ یہ چشمے علوم معرفت اور حکمت علم لدنی سالک کے دل سے زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ یعنی پتھروں میں سے بعض وہ ہیں جن سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں۔ یہاں پتھر سے مراد دل ہیں اور نہر سے مراد علوم (باقی اگلے صفحہ پر)

کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے۔ اور سر سے قدم تک اس کے وجود میں سکونت اور قرار پکڑ لیتا ہے۔ ایسے ذاکر کا نفس جملہ اوصافِ ذمیمہ سے مر جاتا ہے۔ اس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اور روح فرحتِ باطنی سے خوش اور شادمان رہتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ رسم رسوم کے طور پر زبانی کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حی و قیوم کے قرب حضور میں کلمہ ادا کرنے کا اور طور ہے۔ قائلون لا اله الا الله کثیر والمخلصون قلیل۔ ترجمہ "زبانی طور پر کلمہ پڑھنے والے تو بہت ہیں لیکن تہ دل سے مخلصانہ طور پر کلمہ ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔"

پس مرشد کامل وہ ہے کہ طالب صادق کو ہر قسمت اور منصب کلمہ طیب سے نصیب کراوے۔ اور ہر قسم علمِ کیمیا اور خزائنِ حکمت کلمہ طیب سے کھول دے۔ اور کلمہ طیب کے ہر حرف سے دکھا دے سو معلوم ہوا کہ مرشدِ کامل مرد سے تلقین حاصل کرنی چاہیئے۔ مرشدِ نامرد زن سیرت کو تین طلاق دے دینی چاہئیں۔ مرشد کامل مرد اور مرشدِ ناقص مردان علامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرشد کامل طالب کو اسم اللہ ذات اور عشق وجدیہ کی توجہ سے ایک

علوم اور حکمت کی نہریں ہیں۔ کلمہ طیب کا پہلا جزو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مقام ازل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان پر اور ان کے طفیل جملہ انبیاء و مرسلین اور ان کی امت کے شہداء و صدیقین و صالحین اور ارواح مومنین کی زبان پر جاری ہوا اور یہ اقرارِ عبودیت الست بربکم کے اظہارِ ربوبیت کا جواب تھا جو جملہ ارواحِ مقدسہ کا ورد رہا۔ اور اسی طرح مقام دنیا و مقامِ عقبیٰ و مقام ازل و مقام ابدین ابد ور دان کی زبان پر جاری اور ساری رہے گا۔ جس شخص کا لطیفہ قلب تصور اسم اللہ ذات سے زندہ ہو جاتا ہے۔ وہ روحانی جثے سے اپنے آپ کو مقامِ ازل میں پہنچا کر روحی زبان سے کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ارواح مقدسہ کی صف میں پڑھ لیتا ہے۔ اور حقیقی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ کا دوسرا جزو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی زبانِ قدرت سے ادا ہوا۔ اور یہ ازل کے اقرارِ توحید علی کی خوشنودی و رضامندی کے طور پر خطاب بجناب حضرت رسالت مآب صلعم تحسین و احباب تھا۔ اور ان دو کلمات اظہار عبودیت و ربوبیت کے انوار کا نزول ابدالآباد تک آسمانِ قدم وجوب سے زمینِ حدوث و امکان پر ہوتا رہے اور ہوتا رہے گا۔ غرض اصلی اور حقیقی مومن مسلمان وہ شخص ہے جو کہ کن سے مقام ازل میں روحی زبان سے صفِ ارواح میں کھڑے ہو کر کلمہ طیب ادا کرے۔ ورنہ یونہی رسمی طور پر کلمہ بر سر زبان ادا کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ نیز یاد رہے کہ توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار لازمی ہے۔ بغیر اقرار و اظہار رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلعم انسان کا ایمان ناقص اور نامکمل رہتا ہے۔ تمام غیر مذاہب والوں سے اگر سوال کیا جائے کہ کیا آپ لوگ خدا کو اپنا خالق مالک مانتے ہیں تو تقریباً سب کے سب اثبات میں جواب دیں گے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ آپ لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر برحق اور اللہ کا رسول مانتے ہیں تو سب انکار کریں گے۔ اور کوئی بھی اقرار کرنے پر رضامند نہیں ہوگا۔ لہٰذا اصل حقیقی توحید وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے ہم تک پہنچی ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہی نگاہ میں حضور کرا دیتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص نامراد آج کل کے جھوٹے دعدعل سے طالب کو ٹالتا رہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِذَا وَعَدَ وَفَیٰ۔ جو طالب صادق کلمہ طیب کو تصور اور توجہ کی طے میں لے آوے۔ وہ اہل توفیق ہے اور جو اسے تصرف اور تفکر کی حاضرات میں لے جاوے وہ اہل تحقیق ہے۔ اور جو شخص کلمہ طیب کی اس تاثیر پر شک کرتا ہے۔ وہ مردہ دل زندیق ہے جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور کن کی کنہ سے کلمہ طیب پڑھتا ہے۔ اور کلمہ طیب کی یہ حقیقت جانتا ہے۔ اور کلمہ کی برکت سے حضور پر نور میں پہنچ جاتا ہے۔ ایسا شخص روشن ضمیر ہو کر بیشک ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)

کافر صد سالہ یعنی ترسا یہود و نصاریٰ جب ایک دفعہ کلمہ طیب اخلاص سے پڑھتا ہے تو پاک بہشتی ہو جاتا ہے لیکن تو دن رات کلمہ پڑھتا ہے۔ مگر یہ پتہ نہیں لگتا کہ تو اہل بہشت ہے یا اہل دوزخ۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ایمان تو خوف اور رجاء کے درمیان ہے۔ تیرے دائیں اور بائیں بہشت اور دوزخ قائم ہوں۔ اور تو گویا آنکھوں سے دیکھ کر خوف اور رجاء کو وسیلہ پکڑے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کلمہ طیب پڑھنے والا بھی نیت سے پہچانا جاتا ہے۔

کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ دن رات میں انسان چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور یعنی خاص الخاص سے کلمہ طیب پڑھتا ہے اُس کے ہر دم اور ہر ساعت کے گناہوں کو کلمہ طیب اِس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سے لکڑیاں جل کر راکھ بن جاتی ہیں۔ جو شخص اس طرح کلمہ طیب کے ذکر کی ضرب دل پر لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے شوق کا شعلہ اس کے دل سے اٹھتا ہے جس سے اُس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصال سے بہرہ یاب ہو کر اس پر سب کچھ عیاں ہو جاتا ہے۔ اگر طالب صادق کو مرشد کامل کلمہ کے پانچ ضربات سے پانچ خزانے نہ کھول دے تو طالب کو چاہیئے کہ ایسے مرشد سے فوراً جدا ہو جائے اور اپنی عمر گرانمایہ برباد نہ کرے۔ قفل کلمہ طیب کے کھولنے کی کنجی تصور اسم اللہ ذات ہے و بس۔ عاقل سعادت مند شخص کامل کی تصنیف سے خوش وقت ہوتا ہے لیکن احمق نالائق کے دل میں میل اور ملال پیدا ہوتا ہے۔ اور اُلٹا بگڑ جاتا ہے جس شخص کے وجود کو کلمہ طیب نفع دیتا ہے اور اثر کرتا ہے تو وہ ظاہر خلقت کی نظر میں دیوانہ اور پاگل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ خالق کے نزدیک دانا اور عاقل بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے خالق سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اور خلقت سے وحشت پکڑتا ہے۔

اور یہ لوگ جو حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کے منکر ہیں اس سچی توحید کے بھی منکر ہیں۔ بلکہ وہ دراصل توحید نما شرک ہے جس کے وہ محض مدعی ہیں۔

اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس مطلق ہوا و ہوس سے مر جاتا ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ لَذَّةٌ مَعَ الْخَلْقِ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اسے مخلوق کے اختلاط سے کچھ لذت نہیں آتی۔ قول حضرت شاہ محی الدینؒ العارف انس باللّٰه والمتوحش من غیر اللّٰه یعنی عارف اللہ تعالیٰ سے مانوس اور غیر اللہ سے متنفر رہتا ہے عارف کامل مردِ نفسانی مردہ دل جاہل حیوان بدتر از شیطان لوگوں سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح تیر کمان سے چھوٹتا ہے۔ (۱) ان مراتب کی قدر وہ شخص جانتا ہے جس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور مجلس محمدی کا شرف لکھا ہوا ہے جس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ قرب حضوری اور انوار دیدار ہو۔ اس قسم کے قرب اور معرفت کے مراتب محض فقیر کو نصیب ہوتے ہیں۔ ان مراتب کی ابتدا ذکر مذکور ہے۔ اور مراتب متوسط دوام حالت حضور ہے۔ اور انتہا دوام استغراق فی اللہ نور ہے۔

اوّل مرشد کامل کیلئے فرض عین ہے کہ طالب اللہ کو مقام خوف اور مقام رجا یعنی مقام کشف القبور اور مقام مجلس محمدی حضوری دکھادے۔ لہٰذا اول طالب اللہ کو علم معرفت کی تلقین کرے۔ جو صاحب زبانی طور پر باتیں بناتا ہے لیکن دکھاتا کچھ نہیں وہ مرشد خام ناتمام ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو نہ ذکر اذکار میں ڈالتا ہے۔ اور نہ ورد وظائف پڑھاتا ہے۔ اور نہ مراقبے مجاہدے سکھاتا ہے۔ بلکہ تصور اسم اللہ ذات سے حضوری میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور کر دیتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کی توجہ سے باطن معمور کر دیتا ہے۔

---

۱ جس وقت مرشد کامل طالب کا نفس مارنا چاہتا ہے۔ تو اس پر مقامِ خوف یعنی مقام کشف القبور اور حالات برزخ کھول دیتا ہے۔ چنانچہ جب طالب مقام برزخ میں لوگوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا دیکھتا ہے تو اسے سخت عبرت حاصل ہوتی ہے۔ دن رات خوف کی وجہ سے اسے چین اور آرام نہیں آتا۔ ہر وقت گریہ و نالہ اور آہ و بکا اس کا شغل ہو جاتا ہے۔ خوف و ہراس کی وجہ سے اس کا کھانا پینا اور اس کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ سابقہ گناہوں پر سخت نادم اور پریشان ہو کر تہ دل سے تائب ہو جاتا ہے۔ دنیا سے روگردان اور تارک فارغ ہو کر دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت ذکر فکر توبہ استغفار اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ چنانچہ اس مقام خوف میں طالب کا نفس خواہشات نفسانی سے مطلق مر جاتا ہے۔ اس مقام سے اگر مرشد کامل طالب کو جلدی نہ نکالے تو کمزور دل طالب اس مقام میں دیوانہ مجنون یا بیمار ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ سو ایسے وقت میں مرشد کامل طالب کی دستگیری فرما کر مقامِ رجاء یعنی مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتا ہے۔ اس وقت طالب مقام " لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ " (نہ خوف اور نہ کوئی ڈر) اور دار [illegible] امان میں پہنچ کر مفرح الحال ہو جاتا ہے۔

مرشد کامل[۱] خوشخط اسم اللہ ذات لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے کہ اے
طالب اسم اللہ ذات دل پر لکھ اور اس کا نقش جما۔ جب طالب اسم اللہ ذات دل پر تصور سے لکھ لیتا ہے
وہ اس کا نقش قائم ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توجہ دے کر کہتا ہے کہ اے طالب! اسم اللہ کو اب دیکھ۔ چنانچہ
اس وقت اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح تجلی انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا ہے۔ اس وقت طالب
اپنے دل کے ارد گرد ایک ایسا وسیع اور لازوال ملک دیکھتا ہے کہ جس میں چودہ طبق اور کونین رائی کے دانے
کے برابر نظر آتے ہیں۔ اس میدان میں ایک گنبد دار روضہ طالب کو نظر آتا ہے جس کے قفل پر کلمہ طیب نوری
مرقوم ہوتا ہے۔ جس کی کلید اور کنجی اسم اللہ ذات ہے۔ طالب اسم اللہ ذات کی کنجی سے قفل کلمہ طیب
کھول کر جب اندر جاتا ہے۔ تو صراط مستقیم سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس عظیم میں جا داخل ہوتا ہے
جس میں چار یار مع اصحاب کبار و پنج تن پاک حضرت شاہ محی الدین موجود ہوتے ہیں۔ طالب صادق کو یہ قرب
اللہ تعالیٰ کے حکم و توفیق اور مرشد کامل کی رفاقت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت طالب مجلس حق نبوی
اور مجلس باطل شیطانی کو یوں تحقیق کر لیتا ہے کہ دل جمعی سے درود، لاحول، سبحان اللہ اور کلمہ طیب پڑھ لیتا ہے
اگر وہ مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مجلس انبیاء عظام و اولیاء کرام ہے تو ان کلمات کے

۱؎ طالب کو چاہیئے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مشق کیا کرے
اسم اللہ ذات کو ماتھے پر مرقوم کرنے کی مشق کرے۔ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر تحریر کرنے کی مشق کرے۔ اسطرح
جب یہ دونوں اسماء ماتھے اور دل پر مرقوم ہو جائیں گے تو اسم اللہ ذات آفتاب کی طرح روشن اور تاباں ہو جائیگا
اور طالب مرشد کی توجہ سے بزم نبوی صلعم میں حاضر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی طالب کا نفس سرکش ہو اور کسی طرح رام نہ ہوتا
ہو تو ناف پر اسم اللہ ذات مرقوم کرے لیکن یاد رہے کہ اگر ابتدا میں اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قائم
اور مرقوم نہ ہو تو طالب اس سے بد دل اور ملول نہ ہووے۔ اور اس پاک شغل کو ترک نہ کرے کیونکہ اسم اللہ غیر مخلوق
ہے وہ مخلوق (انسان) کی قید میں نہیں آتا۔ بلکہ اس کے برعکس مخلوق (صاحب تصور) اسم اللہ ذات کی قید میں آ جاتا
ہے۔ اور آخر میں مرشد کی توجہ سے اسم اللہ ذات اور اسم حضرت سرور کائنات صلعم قائم اور تجلی ہو کر طالب کو اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور
مجلس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتا ہے۔

پس طالب کو چاہیئے کہ اپنے وجود کے تمام مقامات میں اسم اللہ ذات کا نوری چراغ
روشن کرے۔ تاکہ اسم اللہ ذات کے نور حق سے ظلمت باطل کافور ہو جائے۔

وما توفیقی الا باللہ

پڑھنے سے بحال اور قائم رہ جاتی ہے۔ اور اگر یہ حال شیطانی مجلس ہے تو کلمہ طیبہ کے پڑھنے سے درہم برہم ہو جاتی ہے۔ جب طالب اکثر اس باطنی طریقے سے توفیق کے ذریعے اس حقیقی مجلس میں آ جاتا ہے اور حق و باطل کو خوب جان لیتا ہے تو پھر اسے ہر وقت لاحول وغیرہ پڑھنے کی احتیاج نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کا باطن حق سے ملحق ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے فوراً ظاہر ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ یعنی ہر باطنی معاملہ جو ظاہر شریعت کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔"

طالب کو ایک ایسے پاک اور طاہر وجود کی ضرورت ہے کہ جس کا ظاہر باطن ایک ہو جائے اس کے بعد طالب جب کبھی چاہے اپنے اختیار سے حضور میں شرف باریابی حاصل کرتا ہے بلکہ ملازم کی حیثیت سے شامل رہتا ہے یہ مراتب ہیں ولی اللہ حاضر ناظر با عیاں صاحب ذکر مذکور ظاہر با توفیق اور باطن صاحب تحقیق حضور کے ؎

جو کرے شک اس کو فاجر جان لو منکر احمد کو کافر مان لو

اے عاقل اور اے فاضل! کان لگا کر سن لے کہ شرف دیدار کا مرتبہ حاصل کرنے سے بھی دوام حضور مجلس حضرت سرور کائنات صلعم کا حصول مشکل ہے اور مجلس محمدی حاصل کرنے سے علم احوصلہ اور صبر و رضائے محمدی کا حصول زیادہ دشوار اور مشکل ہے۔ اور حلم و رضائے محمدی حاصل کرنے کی نسبت مرتبہ فنا و بقا اور مرتبہ توفیق و تحقیق اور مرتبہ قرب و حضور روحانیت و دعوت قبور کا حاصل کرنا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ یہ جملہ مراتب ہو تو اقبل ان تموتوا کے ہیں جب طالب بزبان دل سے کہتا ہے لا الٰہ مراتب موتوا سے مقام روحانیت میں جا

؎ یاد رہے کہ عوام کا زبانی طور پر کلمہ پڑھنا محض رسمی اقرار ہے جس کے ساتھ اگر تصدیق قلبی نہ ہو تو ایسے کلمہ پڑھنے سے اوصاف ذمیمہ اور اخلاق بد ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔ اور نہ اس طرح کلمہ پڑھنے والوں کا باطن صاف ہوتا ہے۔ اور نہ انہیں کبھی معرفت اور ضمیر کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح کلمہ کافر مشرک، جلاد اور جھوٹی گواہی دینے والے بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے وہ زیادہ گنہگار اور سزاوار نار ہوتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک روپیہ پر کلمہ طیب لکھا ہے لیکن اس کی چاندی کھوٹی ہے۔ تو اسے اگر آگ میں ڈالا جائے تو چاندی سیاہ ہو جائے گی اور کلمہ کی تحریر اسے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ لیکن جس روپے کی چاندی خالص اور کھری ہوگی اس پر خواہ کوئی عبارت تحریر ہو آگ میں ڈالنے سے وہ خالص صاف اور سفید ظاہر ہوگی۔ پس جس شخص کا وجود خالص چاندی کی طرح پاک اور دل تصدیق سے طاہر ہو وہ اگرچہ ظاہری طور پر عام لوگوں کی طرح دن رات کلمے کی رٹ نہ لگاتا پھرے۔ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کا ایمان سلامت اور خاتمہ بالخیر رہتا ہے۔ یہ تو محض اقرار زبان اور تصدیق قلب کا معاملہ ہے۔ لیکن عارف سالک لوگوں کے کلمہ پڑھنے کا طور اور طریقہ بالکل الگ اور مختلف ہے۔ وہ عام نفسانی لوگوں کے قیاس اور وہم سے بالاتر ہے۔ فقیر عارف جب پہلی منزل میں زبان قلب (باقی اگلے صفحہ پر)

پہنچتا ہے۔ اور مشاہدۂ اہلِ ممات روحانیات سے واقف اور آگاہ ہو جاتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ بعض روحانی مقامِ علیین میں ہیں۔ اور بہشت کے گلشنِ گل بہار میں عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ اور بعض روحانی مقامِ سجین کے اندر معذب ہو رہے ہیں۔ جب طالب اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو مقام مُوتُوا قبل اَن تموتوا کو طے کر لیتا ہے۔ عالمِ ممات کو عالمِ حیات کی طرح دیکھتا ہے۔ قیامت کے میدانِ عرصات میں حاضر ہو کر حساب کتابِ اعمال سے خلاصی پا لیتا ہے اور پلصراط سے گزر کر بہشتِ بریں میں جا داخل ہوتا ہے۔ اس وقت پانچسو سال تک اللہ تعالیٰ حق معبود کے آگے سر بسجود رہتا ہے۔ اور جس وقت کہتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ساغر شراباً طہوراً بہشتی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے نوش کر لیتا ہے۔ اس وقت دیدارِ پُر انوار حضرت ربّ العالمین سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جس شخص نے یہ مراتب خواب یا مراقبے کے اندر یا عیاں طور پر حضرت محمد رسول اللہ کی نظر اور توجہ سے حاصل کر لئے اس نے گویا کلمہ طیب کی اولین و آخرین اور ظاہر باطن حقیقت کو پا لیا۔ ایسے شخص کا کلمہ طیب پر یقین و اعتبار آنا صحیح ہے۔

جو شخص کلمہ طیب کی نفی لَا اِلٰہَ کی حقیقی کو جان لیتا ہے۔ اُس سے دنیا و آخرت میں کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص لَا اِلٰہَ کی لذا اور حقیقت کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اس پر اثبات اِلَّا اللّٰہ کے کل درجات کھل جاتے ہیں۔ اثبات اِلَّا اللّٰہ کا درجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ حیوان کو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم راز ہوتا یہ ہے کہ کلمہ طیب پڑھنے والا جس وقت چاہے تو یہ سے اپنے آپ کو روضۂ نبویؐ میں پہنچا دے اور نبی کریمؐ سے ہم سخن و ہمکلام ہو۔

سو معلوم ہوا کہ نفی لَا اِلٰہَ قاتلِ نفس ہے۔ اور اثبات اِلَّا اللّٰہ دل کا زندہ کرنے والا ہے اور کلمے کا حصہ محمد رسول اللہ روح کو فرحت بخشنے والا ہے۔ کلمہ طیب آفتاب کی مانند ہے جس کے وجود میں تاثیر اور طلوع کرتا ہے۔ وہ شخص روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ عوام کا کلمہ محض زبانی بطور رسم رسوم ہے لیکن خواص کا کلمہ پڑھنا بحضور قرب اللہ حی قیوم ہے جس سے بذریعہ تصور اسم اللہ رقم مرقوم حقیقتِ حیات و ممات معلوم ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف۔ من قال لا الٰہَ اِلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ دخل الجنۃ بلا حساب و بلا عذاب۔ کلمہ طیب کے چوبیس ۲۴ حروف ہیں۔ ہر ایک حرف سے ہزار دل علوم منکشف اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح

سے کلمہ طیب پڑھتے ہیں۔ تو اس کے بدن کے تمام بال ذکر کلمہ طیب سے گویا ہو جاتے ہیں۔ اور تمام بال بلند آواز سے کلمہ طیب پڑھتے ہیں۔ اور برقِ ذکر سے متحرک ہو کر بدن پر چکر لگاتے ہیں۔ اس طرح ذاکرِ قلبی اگر ایک دفعہ زبان قلب سے کلمہ طیب پڑھے تو ظاہر زبان سے ستر ہزار دفعہ ختم قرآن شریف کے برابر درجہ اور ثواب رکھتا ہے۔

کلمہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور اور دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ نفسانی مردہ دل لوگ کلمے کی حقیقت کیا جانیں۔ جو فقیر اولیاء اللہ کلمے کی تمام حقیقت اور کنہ کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ حضوری درگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ گاہے صاحبِ خوف اور گاہے اہلِ رجا ہے۔ اس کیلئے ممات اور حیات برابر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسے گھر اور قبر یکساں معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ دنیا اور اہلِ دنیا سے الگ گاہے صاحبِ مطالعہ اوراق اور گاہے حضوری اہلِ استغراق ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ اپنا سامانِ حیات یعنی قویٰ و حواس کو ممات کے مقام میں لے جاتے ہیں۔ اور موت کے بعد مقامِ حیات میں بھی اپنے آپ کو لے آتے ہیں۔ چنانچہ بعض اولیاء اللہ اور علماء باللہ قبروں سے نکل کر اپنے طالبوں اور مریدوں کو تلقین ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من الدار الی الدار یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ دارِ دنیا سے دارِ آخرت کی طرف نقل مکان اختیار کر لیتے ہیں۔ بھلا جو شخص دنیوی گھر میں اپنے نفس سے خدا کے لئے مفرور ہو اسے قبر میں کیوں نہ فرحت روح اور مشاہدۂ حضور ہو۔

کورِ باطن کو نہیں ہوتا ہے دیدارِ خدا
مانگتا میں کچھ نہیں ہوں اسکے جلوے کے سوا

بابِ دوم

تصورِ اسم اللہ ذات

اے جانِ من! یاد رکھ کہ مرشد اور طالب کے لئے اس قدر نصیحت کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں دشمن نفس مورچہ بنائے بیٹھا ہے۔ اور دائیں پہلو میں شیطان گھات لگائے بیٹھا ہے۔ پس تیری ان ہر دو غدار دشمنوں سے لڑائی ٹھنی ہوئی ہے۔ جب تیرے ہر دو پہلوؤں میں ایسے زبردست دشمن کانٹے یا تیر کی طرح لگے ہوئے ہیں تو تجھے خواب اور خوشی و فرحت سے کیا کام۔ خبردار! تجھے کیا معلوم کہ موت کا قاصد کس وقت پیغام لائے گا۔ فقیر کو

چاہیئے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے یہاں تک کہ اسم اللہ ذات سے شعلہ تجلی انوار نمودار ہو۔
اور فقیر اُس تجلی انوار میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہو جاتے۔ نہ اسے یاد رہے بہشت بہار اور نہ دوزخ نار۔ ان ہر دو
مقامات سے گذر کر مشرفِ دیدار پروردگار ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کا کونسا علم اور طریقہ
ہے۔ وہ محض مشاہدۂ ذات کا نوری حضوری علم ہے جو اس مادی عقل اور ہوش سے بالاتر ہے۔ یہ معرفت کا علم محض
اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ وہ سعادتمند طالب حاصل کرتا ہے۔ جو اسے بھائی اور فرزند بلکہ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

یہ نقش جو وسیلۂ نقاش ہو گیا — نقاشِ نقش ایک سے پر فاش ہو گیا

یقین بھی تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ اس طرح پوشیدہ ہے جس
طرح پستے کے اندر مغز۔ مرشد کامل اعلیٰ ایک دم میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں طالب کو پہنچا دیتا ہے اور مشرفِ
دیدار بنا دیتا ہے۔ کیا عالمِ حیات اور کیا عالمِ ممات کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ مرشد اوسط
ایک شبانہ روز میں طالب کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ اور مرشد ادنیٰ ایک ہفتے کے اندر طالب کو اللہ تعالیٰ
کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ فقر، ہدایت، معرفت، قرب کا یہ باطنی راستہ محض قصہ خوانی اور افسانہ دانی قیل و قال کا
نہیں بلکہ حضرت ایزد متعال کے لازوال حضوری اور مشاہدے سے واقفِ احوال ہونے کا ہے۔ کہ رفیق

ا؎ مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مرشد ادنیٰ کامل۔ دوم متوسط اکمل۔ سوم اعلیٰ واکمل۔ مرشد ادنیٰ کامل متواتر ایک ہفتہ طالب کو
اپنی توجہ میں رکھتا ہے۔ اور پھر روزانہ توجہ سے مشرف کر کے ساتویں روز طالب کو منزلِ مقصود پہ پہنچا دیتا ہے۔ یعنی مشرفِ
دیدار پروردگار اور حضوری بزم احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیتا ہے۔ لیکن مرشد متوسط ایک شبانہ روز یعنی آٹھ پہر میں طالب کے
کام سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور اسے واصل باللہ اور اہل مجلس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیتا ہے۔ اور مرشد اعلیٰ اکمل
ایک دم اور ایک ہی نگاہ میں طالب کو اس مقام منتہی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے کہ مرشد طالب کے رحمِ
دل کے اندر اپنا لطیفہ نوری نطفہ ڈال دیتا ہے جس سے طالب کا باطنی حمل ٹھہر جاتا ہے۔ سو اس نوری اور باطنی حمل کے
ٹھہرانے میں اعلیٰ مرشد کو ایک دم۔ متوسط کو آٹھ پہر اور ادنیٰ کو ایک ہفتہ یعنی سات روز خرچ ہوتے ہیں۔ بعدہٗ وہ لطیفہ نوری
طفلِ معنوی اپنے وقت مقررہ کم از کم ایک سال۔ یا بارہ سال یا تیس سال کے عرصہ میں بطنِ باطن سے باہر آتا ہے۔ اور پھر
اپنے وقت پہ بالغ ہو کر مقامِ تلقین و ارشاد پہ پہنچتا ہے۔

یہ تشریح اس واسطے کی گئی ہے تاکہ ناظرین یہ سمجھیں کہ ایک خام ناقص مبتدی طالب کیونکر ایک دم یا آٹھ پہر یا زیادہ
سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ یہ وقت محض مرشد کی توجہ کا ہے۔ یعنی طالب کے وجود کی زمین میں
تخم اسم اللہ ذات ڈالنے کا ہے۔ لیکن کھیتی اپنے وقت پر تیار ہوتی ہے۔ مرشد کی توجہ آخر تک (باقی اگلے صفحہ پر)

فقط محض روز ازل کا ہے

جو خدا دیکھے خودی کرتا نہیں	اسم و جسم و تن و نشاں کوئی نہیں
جسم ہے وہ دوسرا لائق خدا	آنکھ وہ نوری ہے جو دیکھے لقا
چار جسم و چار چشم و چار نور	چار سے گذرے تو ہو کیا حضور
بعد ازاں وہ باعیاں دیکھے مدام	چھوڑ دے جو ذکر و فکر و ہر مقام
کور مادر زاد کب لائے یقین	گر جلائے آفتاب اس کی جبیں
ہم نے دیکھا ہے یقیناً حق لقا	پوچھا اور تحقیق ہے سب کچھ کیا
ہر سخن آیات قرآنی مرا	سب مطابق با حدیث مصطفےٰ
گر کوئی پوچھے کہ تجھ کو حق دکھا	غرق فی اللہ توحید کر دوں با خدا
گر نہ پاتے یہ مراتب اولیاء	کوئی بھی کرتا نہ رخ سوئے لقاء
چھوڑ استغراق دل سے تجھ آئے	تا تو ختم الفقر ہو واصل خدا
باہو ھو میں گم ہوا فانی ہوا	باہو ھو سے مل کے ربانی ہوا

واضح ہو کہ رویت اور دیدار تین طریق پر موافق نص و حدیث روا ہے۔ اول دیدار اور رویت پروردگار خواب میں روا ہے۔ وہ خواب کہ جو محبوب حقیقی کیلئے خلوت خانہ اور دیکھنے والے کے حجاب ہے۔ اس کا نام نوری خواب ہے۔ دوم دیدار کا دیکھنا مراقبے میں جائز ہے۔ وہ مراقبہ جو موت کی طرح حضور مولیٰ میں پہنچا دے۔

طالب کے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور اسے بے قرار اور بے صبر کا رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ واصل پروردگار بنا دیتی ہے۔ بعض طالبوں کو مرشد کی توجہ اور باطنی رابطہ قائم ہونے کی آگاہی ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض طالبوں کو یہ آگاہی نہیں ہوتی انہیں صرف طے منازل اور ذوق شوق باطنی کے حصول سے مراد اور مقصود معلوم کرنا چاہیئے۔ یعنی جب مرشد کی صحبت اور تلقین و ارشاد سے منازل روز بروز طے ہوتے نظر آئیں یا باطنی ذوق شوق روز افزوں ترقی پر ہو۔ یا بد اعمال سے دل بیزار ہو اور نیک اور اچھے اخلاق کی طرف دل مائل ہو تو سمجھے کہ میرا مرشد کامل ہے اور ہر وقت ہمراہ شامل ہے۔ اور جس مرشد کی بیعت صحبت اور تلقین و ارشاد سے طالب کے وجود میں کوئی نیک مادہ بیدار نہ ہو اور طالب اپنے وجود میں کوئی عمدہ تغیر و تبدل محسوس نہ کرے بلکہ الٹا نفسانی، شہوانی اور دنیائے دول کے خیالات پریشانی اور غفلت و جمعیت شیطانی دامنگیر رہے تو سمجھے کہ مرشد ناقص ہے۔ اس سے جدا ہو جائے۔ اور اپنی عمر گرانمایہ اور وقت عزیز ضائع نہ کرے۔

محروم دیدار کرنا روا ہے یا عیاں کہ دیکھنے والے کا جسم اس جہان میں ہو اور جان لاہوت لامکان میں ہو۔ رؤیت اور دیدار کے یہ جملہ فیض فضل کے مراتب عظیم مرشد کامل سے حاصل ہوتے ہیں ؎

نحن اقرب کی حقیقت جان کر — شاہ رگ سے ہی قریب آیا نظر
ناظرِ حق حاضرِ حق ہوں سدا — دمبدم ہوں میں حضورِ مصطفیٰ
اسمِ اللہ رہبر و ہمراہ ہے — جز لقاء دیکھی نہ پائی کوئی شئے
دیکھتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں میں — بادۂ عرفاں پلا سکتا ہوں میں
خام کی مستی ہے از نفس و ہوا — مست کو ہشیار کرتا ہے خدا
ہے حضوری ہی مجھے ہوش و شعور — کور کیا دیکھے مرا حال حضور
نور کے قطرے سے عالم ہی ظہور — ہے ہی اس نور میں دائم حضور
شرح ان احوال کی کھولوں اگر — غرق ہو اس حال ہی زیر و زبر
اہل دنیا کو معرفت کی کیا خبر — غرق جو مردار میں ہیں سر بسر
طالب مولیٰ کو حاصل معرفت — اول و آخر ہو وہ عارف صفت

میں مرشدی اور طالبی کے ہر دو کا سب اہل تقلید اور صادق اہل توحید مرتبین کی تحقیقات اور چھان بین کر لیتا ہوں۔ اور ہر ایک کی ناپ تول دل کے ترازو میں کر لیتا ہوں۔ اور میری باطنی نظر ورا جھوٹے اور سچے مرشد اور طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے جس طرح صراف سونے کو معلوم کر لیتا ہے۔

میں نظر سے طالبوں کو کر دوں ناظر — پیش وحدت طالبوں کو کر دوں حاضر

باطن میں چودہ[1] قسم کی تجلی، چودہ الہام، چودہ ذکر مذکور، چودہ قرب نور، چودہ حکمت ضرور اور چودہ نام باطن معمور ہیں۔ یہ سب چیزیں پہلے مرشد طالب کو زبانی طور پر بتا دیتا ہے۔ اور بعدہٗ عیاں طور پر ان سب مقامات اور منازل کا مشاہدہ اور سیر کرا دیتا ہے تاکہ طالب صاحب یقین اور صاحب اعتبار ہو۔ ان باطنی راستوں میں بہت بیشمار آفتیں ہیں۔ صرف تصور اسم اللہ ذات کا راستہ ہی امن اور سلامتی کا ہے جس سے طالب صحیح سلامت منزل مقصود

---

[1] مادی دنیا میں دو قسم کی بجلی ہے۔ ایک بجلی متحرک دوم بجلی ساکن۔ اس کے مقابلے میں باطنی اور روحانی دنیا میں چودہ قسم کی بجلیاں ہیں۔ اور جس طرح ہر مادی بجلی کے ساتھ طاقت، روشنی اور آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح باطنی دنیا کی بجلی کے ساتھ جو پاور ہوتی ہے۔ اس میں سے جو روشنی نکلتی ہے۔ اسے تجلیات کہتے ہیں۔ اور جو آواز اس بجلی سے پیدا ہوتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ ظاہری مادی بجلی کے ذریعے طاقت روشنی اور آواز یا وزن ہادس سے مختلف مقامات میں منتقل ہوتے ہیں۔ (باقی آگے)

تک پہنچ جاتا ہے۔ مرشد کو چاہیئے کہ راہِ تصورِ حضوری سے واقف ہو ورنہ باطن میں بعض تجلیات صفات نوری بعض تجلیات ناری اور بعض تجلیات شرک کفر زناری طالب کی راہ مار لیتی ہیں۔ صرف تصور اسم اللہ ذات سے وجود میں تجلیات پروردگار اور انوارِ دیدار نمودار ہوتے ہیں جس کے ذریعے طالب جملہ آفاتِ شیطانی اور بلیات نفسانی اور حوادث دنیا سے پریشانی سے محفوظ و مامون ہو کر قرب ربانی میں پہنچ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ فنا فی اللہ ہو کر غرقِ انوارِ ذوالجلال اور عشرتِ وصال رہتا ہے۔

تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے ہفت اندام پاک وجود منور واقف احوال ایزد متعال ہوتا ہے۔ اور قیل وقال سے گذر کر مشاہدہ جمال میں محو ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات اور عشق وجودیہ سے اسم اللہ کی نوری تحریر و طالب کے سر سے لے کر قدم تک ہفت اندام میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے جس طرح عشق پیچہ درخت پر چھا جاتا

اسی طرح باطنی پاور ہاؤس سے جو اولیاء کاملین اور انبیاء مرسلین کا وجود با جود ہے۔ تجلیات اور الہامات اور باطنی واردات اور روحانی علوم ومعارف واسرار ونکات طالبان حق کے وجود کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح طالبانِ حق کے وجود اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور اور اللہ تعالےٰ کی تجلیاتِ ذات وصفات اور افعال سے روشن وتاباں رہتے ہیں۔ اور باطنی الہامات اور دل رات اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کے سریلے گیتوں اور ذکر اذکار کے نغموں سے ریڈیو کی طرح گونجتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اندر اللہ تعالےٰ کی حکمت اور قدرت کی مشینریاں خوارق عادات اور کشف وکرامات کی صورت میں چلتی رہتی ہیں۔ اِن باطنی بجلیوں کے حصول کے بہت طریقے ہیں لیکن سب طریقوں میں رکاوٹیں، الجھنیں اور بیشمار مصیبتیں اور آفتیں پیش آتی ہیں۔ مگر سب سے پر امن طریقہ اور سلامتی کا راستہ تصور اسم اللہ ذات کا شغل ہے۔ اس سے طالب کے وجود میں ذاتی نور پیدا ہوتا ہے۔ جسے نہ کوئی رجعت، نہ کوئی نقص اور نہ کسی طرح کا آسیب اور زوال پیش آتا ہے۔ اس ذاتی نور کو ہمیشہ ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ کسی طرح سلب اور زائل نہیں ہوتا۔ تصور اسم اللہ ذات کے سوا باقی جس قدر ظاہری باطنی اشغال مثلاً ذکر فکر، نماز، تلاوت، روزہ عبادات وغیرہ صوفیائے کرام میں اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کیلئے رائج ہیں۔ سب میں ظاہری پاکی وضو غسل وغیرہ۔ تعین وقت ومقام۔ آسیب مشکلات۔ رنج۔ رجعت ریا۔ رجوعات خلق اور طرح طرح کے باطنی راہزن۔ جن۔ شیاطین۔ ارواح خبیثہ کے جھگڑوں اور فسادوں کی الجھنیں پیش آتی ہیں۔ لیکن شغل تصور اسم اللہ ذات بلا رنج وریا اور بلا کسی قسم کی پابندی وابتلاء نہایت پر امن راستہ ہے۔ اور اگر یقین راسخ اور فضلِ خدا اور نگاہ وتوجہ مرشد کامل شاملِ حال رہے تو شغل تصور اسم اللہ ذات سے بہت جلدی برق براق سے بہت تیزی کے ساتھ منازل طے کر کے طالب اللہ تعالےٰ کا قرب اور مشاہدہ حاصل کر کے دیدار و لقائے حق تعالےٰ سے واصل ہو جاتا ہے اور بزم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہے۔ اور اُس کے سراندام پر اسم اللہ ذات مرقوم اور نقش ہو جاتا ہے اور اُس کے وجود کا ہر بال جوش میں آکر اَللہ اَللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔ لطیفۂ قلب یاھُو یاھُو کا شور مچا دیتا ہے۔ اور روح فریاد کرتی ہے۔ ھُوَ الحیّ ھُوَ الحقّ اور نفس دن رات رَبَّنا ظَلَمنَا اَنفُسَنَا کا ورد جاری رکھتا ہے۔ صاحب عشق وجود یہ معشوق بے مشقت ہوتا ہے۔ کہ نہ اسے احتیاجِ خواب ہے نہ حاجت مراقبہ۔ بلکہ جس امر کے لئے اللہ تعالےٰ سے قرب و حضور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اسکا ظاہر باطن ایک ہو جاتا۔

تصور اسم اللہ ذات سے بعض لوگوں کو مطالعۂ لوح محفوظ حاصل ہو جاتا ہے۔ بعض کے دِل کو بذریعۂ دلیل منجانب قرب ربّ جلیل آگاہی ملتی ہے۔ بعض کو حاضرات ناظرات کا مرتبہ مِل جاتا ہے۔ اِس وقت وہ دونوں جہاں کا تماشہ پشتِ ناخن پر دیکھتے ہیں۔ بعض کو علم واردات سے مقام وحدانیت میں وہم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس پر جملہ مقصود بذریعہ غیب الغیب ورود کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاہوت لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔ بعض کو موکلات کے ذریعے پیغام اور الہام پہنچتا رہتا ہے۔ اگر راہِ باطن میں اسطرح کے مرتبے پر مرتبے منصب پر منصب اور قرب پر قرب، حضور پر حضور اور جمعیت پر جمعیت اور یقین یقین اس طرح کی بخششیں، فیوضات، آثار اور انوار تجلیات پروردگار طالبوں کو حاصل نہ ہوتیں تو جملہ راہروان اور سالکانِ راہِ باطنی گمراہ ہو کر راستہ چلنے سے رہ جاتے ؎

طالبا مرشدِ کامل سی طلب تُو کر | خود بخود آپ سے واصل نہ ہوا کوئی بشر
راہبر میرے سدا احمدؐ مختار ہوئے | حق تعالےٰ سی عطا علم کے انوار ہوئے

اللہ تعالیٰ کے راستے میں وِردِ، طاعت و ثواب و مراتب سب حجاب ہیں۔ چنانچہ علم حجاب، ذکر فکر حجاب، ورد وظائف حجاب، لوح محفوظ کے مطالعہ سے نیک و بد طالع دیکھنا حجاب، عرش و کرسی پر نماز ادا کرنا حجاب، دونوں جہان کی حقیقت حال کا دن رات مطالعہ کرنا حجاب اپنے آپ کو غوث قطب دیکھنا حجاب، کشف و کرامات حجاب، جملہ مقامات حجاب درجات حجاب خلق، نفس، شیطان حجاب اور دنیا، ازل، ابد و عقبیٰ حجاب ہے

علاوہ ازیں ہو کر طالب کو جب مقصود اور مطلوب حاصل ہو جائے تو اس کے بعد مطلوب اور مقصود کے حصول کے جملہ ذرائع اور تمام حیل اور وسائل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس وقت اگر اپنے اصلی مقصود اور مطلوب کو چھوڑ کر اس کے ذرائع اور وسائل میں مصروف اور مشغول ہو تو یہ محض طالب کے لئے کفرانِ نعمت اور محبوبِ حقیقی سے بُعد اور حجاب کا موجب ہوگا۔ جیسا کہ حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا قول ہے۔ من ارادا لعبادۃ بعد الحصول الوصول فقد کفر واشرک باللہ تعالےٰ۔ یعنی جس شخص نے وصالِ حق حاصل کرنے کے بعد بھی (باقی اگلے صفحہ پر)

اگرچہ یہ جملہ چیزیں موجب خیر و باعثِ ثواب ہیں۔ لیکن جو چیز بھی سالک کو اللہ تعالیٰ سے روک رکھے وہ حجاب ہے۔ اور حجاب ثواب میں نفس غرہ ہو کر انانیت میں آ جاتا ہے۔ اور انانیت طالب کے لئے موجب صد خرابی و ہلاکت ہے۔ پس بے حجاب علم اور بے حجاب ذائقہ اور فقر و ہدایت و معرفت کا منتہی بے حجاب مرتبہ اور قرب اللہ تعالیٰ کا نوری حضوری ہے۔ حجاب مقام اس دائرہِ اسم اللہ ذات میں کل و جز تمام مندرج ہے۔ جو فقیر اس دائرہ اسم اللہ ذات سے بے حجاب ہو کر حضور میں پہنچنے کا ذائقہ نہیں پاتا۔ وہ محض اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ جو فقیر نہ صاحب مرتبہ آگاہ ہے اور نہ اہل نگاہ ہے۔ اس سے تلقین حاصل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بات فقیر اوفوا بعھدی اوفِ بعھدکم او یداللہ فوق ایدیھم (ترجمہ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور۔ اللہ کا ہاتھ اُن (اولیاء و انبیاء) کے ہاتھ کے اوپر ہے) کی حقیقت بیان کر رہا ہے ؎

اے مرشد شیطاں صفت مرشد نہ ای   تو ہے راہِ معرفت میں راہزن
مرشد کامل ملاتا ہے خدا   نیز دکھلاتا ہے بزم مصطفےٰؐ

مرشد ناقص دونوں جہان میں رو سیاہ ہوتا ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین ترجمہ "فقر اضطراری دونوں جہان کی روسیاہی ہے" مرشد کامل کو طالب اور مرید بنانا باعثِ صد فخر ہے۔

حدیث شریف ۔ الفقر فخری والفقر منی ترجمہ "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"

عبادت کا ارادہ کیا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے کفر اور شرک کیا۔ لہٰذا سالک منتہی کے لئے دید طاعت و ثواب مراتب حجاب ہیں۔ اور اسی طرح جملہ ذرائع سلوک ذکر فکر مراقبہ علم وغیرہ حجاب ہیں اور جملہ مقامات و منازل عرش و کرسی کی طیر سیر اور مطالعہ لوح محفوظ اور مراتب غوث و قطب پر اکتفا کرنا حجاب ہے۔

مثلاً ایک پٹواری کی یہی کوشش ہوا کرتی ہے کہ کسی طرح قانون گو بن جائے۔ اور قانون گو تحصیلداری کا امیدوار ہوتا ہے۔ اور تحصیلدار مال افسر بننے کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور مال افسر کی تمنا ہوا کرتی ہے کہ ڈپٹی کمشنر بن جائے۔ اور ڈپٹی کمشنر گورنر اور گورنر جنرل۔ اور گورنر جنرل بادشاہ اور شہنشاہ بننے کا شائق اور خواہشمند رہتا ہے۔ اس کے بعد شہنشاہ وقت اگر پچھلے سب مراتب پٹوار سے لے کر گورنر جنرل تک کی خواہش کرے اور ان کے حصول کے ذرائع اور وسائل اور ان کے علوم کے اشتغال میں لگ جائے۔ تو اس کے لئے باعثِ صد خرابی اور رجعت قہقری ہے۔

اور دیدار سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ سب تصورِ نور، تصورِ حضور، تصورِ قبور اور توجہ باطن معمور اور وجود مغفور کا معاملہ ہے۔ صاحبِ تصور اسم اللہ ذات دو حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اوّل یہ کہ تصور صاحبِ تصور کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو صاحبِ تصور پر مہربان کر دیتا ہے۔ مادی تصورات چار طرح کے ہوتے ہیں تصورِ بادی، تصورِ آتشی، تصورِ خاکی، تصورِ آبی۔ تصورِ باد سے صاحبِ تصور اپنا وجود ہوا میں اڑا دیتا ہے تصورِ آتش سے صاحبِ تصور اپنا وجود آگ میں انگارہ بنا لیتا ہے۔ تصورِ خاک سے وجود خاک میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مٹی سے نمودار ہو جاتا ہے۔ تصورِ آب سے صاحبِ تصور دریا کے پانی میں نمک کی طرح مل جاتا ہے۔ یا حباب کی مانند تیر جاتا ہے۔ لیکن ان سفلی آفاقی تصورات پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان مادی تصورات کا مرتبہ ابھی تصورِ فنا اور تصورِ بقا سے بہت دور ہے اور اس سے بہت آگے مقامِ قربِ اللہ حضور ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ پہلے چار تصور سے چار مقامات کو طے کرے۔ یعنی مقامِ ازل، مقامِ ابد، مقامِ دنیا مقامِ عقبےٰ، بعد ازاں طالب لائقِ تلقین وارشاد ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب عارفان اہل دل صاحبِ تصور تصرف کے ہیں ؎

جو ہوئے نفس اور شیطان کو کر دے فنا — ایسا سالک ایکدم ہوتا ہے واصل باخدا

اوّل طالب اللہ پندرہ علم، پندرہ حلم، پندرہ حکمتیں اور پندرہ کیمیا کے گنج بے ریاضت اور بے رنج ہفتہ یا پانچ روز کے اندر مرشدِ کامل سے بطریقہ فیض و فضل عنایت حاضرات اسم اللہ ذات سے

اگر سالک چاہے کہ مجلس محمدی صلعم میں حضور اور نظر محمدی صلعم میں منظور اور باطن نورِ محمدی صلعم سے معمور اور شوق محمدی صلعم سے مسرور ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحبِ ذکر مذکور اور آنحضرت کے حکم سے نفس پر غالب صاحبِ حکم امور ہو۔ اور اگر چاہے کہ ذیل کے مراتب اسے حاصل ہوں۔ دل کی آنکھوں سے دیدارِ جمالِ محمدی صلعم، اشتغال وصالِ محمد صلعم، قال و اقوالِ محمد صلعم اور معرفت لازوالِ محمد صلعم اور جمعیت دوام محمد صلعم، فقر تمام محمد صلعم، الہام پیغام محمد صلعم اور مرتبہ روشن ضمیر برگزیدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو چاہیئے کہ ہر تبہ تصورِ تصرف اور تفکر سے بالتوفیق اس دائرہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے۔ اسم محمدی صلعم سے اس پر مجلس محمدی صلعم کھل جائے گی۔ اس وقت حضرت محمد صلعم طالب کو دیدارِ پر انوار سے مشرف فرماتے ہیں۔ اس مقامِ حضوری میں طالب با عقل و شعور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں قدم مبارک کے نیچے سے خاک پاک عنبر الثانیہ ہوئے۔ جس شخص کو وہ مٹی کھلا دے گا وہ شخص صاحبِ چشم عیانی اور عارف ربانی ہو جائے گا۔

اگرچہ یہ جملہ چیزیں موجب خیر و باعث ثواب ہیں۔ لیکن جو چیز بھی سالک کو اللہ تعالیٰ سے روک رکھے وہ حجاب ہے۔ اور حجاب ثواب میں نفس غرہ ہو کر انانیت میں آ جاتا ہے۔ اور انانیت طالب کے لیے موجب صد خرابی کی ہوا کرتی ہے۔ پس بے حجاب علم اور بے حجاب ذاتہ اور فقر و ہدایت و معرفت کا منتہی بے حجاب مرتبہ اور قرب اللہ تعالیٰ کا نوری حضوری بے حجاب مقام اس دائرہ اسم اللہ ذات میں کل و جز تمام مندرج ہے۔ جو فقیر اس دائرہ اسم اللہ ذات سے بے حجاب ہو کر حضوری میں پہنچنے کا راستہ نہیں پاتا۔ وہ محض اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا۔ جو فقیر نہ صاحب مرتبہ آگاہ ہے اور نہ اہل نگاہ ہے۔ اس سے تلقین حاصل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بات فقیر اوفوا بعھدی اوف بعھدکم اور ید اللہ فوق ایدیھم (ترجمہ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور اللہ کا ہاتھ اُن (اولیاء و انبیاء) کے ہاتھ کے اوپر رہتا ہے) کی حقیقت بیان کر رہا ہے ۔

اے مرشد شیطاں صفت مرشد نہ بن   تو ہے راہ معرفت میں راہزن
مرشد کامل ملاتا ہے خدا   نیز دکھاتا ہے بزم مصطفیٰؐ

مرشد ناقص دونوں جہان میں روسیاہ ہوتا ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین ترجمہ "فقر اضطراری دونوں جہان کی روسیاہی ہے" مرشد کامل کو طالب اور مرید بنانا باعث صد فخر ہے۔

حدیث شریف۔ الفقر فخری والفقر منی ترجمہ "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"

سے ہو دیا تھا۔ جس سے وہ زندہ بچھڑے کی طرح آواز نکالتا تھا۔ اور بنی اسرائیل کی قوم نے سامری کے کہنے پر اسے پوجنا شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح جب کوئی فقیر کامل اور عامل منتہی اپنی دعوت سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی حاضرات کا طالب ہوتا ہے۔ تو حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس معہ جملہ اصحاب کبار اہل دعوت کے پاس تشریف لے آتے ہیں۔ اس وقت اہل دعوت عین ہوش و حواس اور بیداری کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو قدم مبارک کی خاک پاک اٹھا کر اپنے پاس الگ الگ رکھ لیتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے دائیں قدم مبارک کی مٹی میں آپ کی صفت جمال کی تاثیر ہوتی ہے۔ اور بائیں قدم کی مٹی میں صفت جلالی کا اثر ہوتا ہے۔ سو جس مکان یا شہر کو آباد اور معمور کرنا مقصود ہو۔ سو دائیں قدم والی مٹی کے ڈالنے اور چھڑکنے سے بالکل ویران مکان اور اجڑا ہوا شہر اور برباد ملک آباد، معمور اور سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی مردہ دل فاسق فاجر اور کافر منافق شخص کو وہ خاک پاک کھلا دی جائے تو وہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور بائیں قدم مبارک کی مٹی میں صفت جلال کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی تاثیر سے مکان اور شہر و ملک ویران اور انسان بدحال، مجذوب، دیوانہ اور پریشان ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اور دیدار سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ سب تصور نور، تصور حضور، تصور قبور اور توبہ باطن معمور اور وجود مغفور کا معاملہ ہے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات دو حکمت سے خالی نہیں رہتا۔ اوّل یہ کہ تصور صاحب تصور کو اللہ تعالے کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یا اللہ تعالے کو صاحب تصور پر مہربان کر دیتا ہے۔ مادی تصورات چار طرح کے ہوتے ہیں تصور بادی، تصور آتشی، تصور خاکی، تصور آبی۔ تصور باد سے صاحب تصور اپنا وجود ہوا میں اڑا دیتا ہے تصور آتش سے صاحب تصور اپنا وجود آگ میں انگارہ بنا لیتا ہے۔ تصور خاک سے وجود خاک میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر مٹی سے نمودار ہو جاتا ہے۔ تصور آب سے صاحب تصور دریا کے پانی میں نمک کی طرح مل جاتا ہے۔ یا حباب کی مانند تیر جاتا ہے۔ لیکن ان سفلی آفاقی تصورات پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان مادی تصورات کا مرتبہ ابھی تصور فنا اور تصور بقا سے بہت دور ہے اور اس سے بہت آگے مقام قرب اللہ حضور ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ پہلے چار تصور سے چار مقامات کو طے کرے۔ یعنی مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا مقام عقبٰے، بعد ازاں طالب لائق تلقین وارشاد ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب عاشقان اہل دل صاحب تصور تصرف کے ہیں

جو ہوائے نفس اور شیطان کو کر دے فنا ایسا سالک ایکدن ہوتا ہے واصل باخدا

اوّل طالب اللہ پندرہ علم، پندرہ علم، پندرہ حکمتیں اور پندرہ کیمیا کے گنج بے ریاضت اور بے رنج ایک ہفتہ یا پانچ روز کے اندر مرشد کامل سے بطریقہ فیض وفضل عنایت حاضرات اسم اللہ ذات سے حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد طالب صاحب غنائیت بلاشکائیت اور والی ملک ولائیت ہو جاتا ہے۔ بغیر حصول مذکورہ مراتب غنائیت طالب ہرگز فقر ہدائیت میں قدم نہیں رکھتا۔ اور نہ عارف واصل ہوتا ہے۔ یہ تمام بخششیں اُس مرشد نور الہدیٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کے قرب کا پیشوا رہبر رفیق باتوفیق ہو۔ پندرہ قسم کی کیمیائے علم العلم اور حکم کے خزانے یہ ہیں۔

اوّل گنج کیمیائے حکمت ام العلوم ہے کہ جس سے ہر قسم کے علوم بے واسطہ اللہ تعالیٰ حیّ قیوم کے قرب سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ دوم خزانہ کیمیائے توحید ہے۔ سوم خزانہ معرفت ہے۔ چہارم خزانہ کیمیائے فنافی اللہ۔ پنجم خزانہ بقا باللہ۔ ششم خزانہ لاہوت لامکان۔ ہفتم خزانہ کیمیائے آیات واحادیث

منہمک ہو جاتا ہے۔ تو اپنے آس پاس کی چیزوں سے بلکہ اپنی جان سے بھی بے خبر اور غافل ہو جاتا ہے۔ اور جب انسان سو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے مکان اور اپنے جسم وجان اور اپنے جملہ ہمنشیناں سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہی حال خاکی ناتوان انسان کا ہے۔ وہ اپنے خالق اور مالک سے غافل ہے۔ گویا ایک طرح سے سویا ہوا ہے۔

کی تفسیر با تاثیر ہے۔ ہشتم گنج علم کہ جس سے طالب روشن ضمیر کونین پر امیر ہو جاتا۔ نہم علم دعوت تکسیر ہے۔ جس سے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو قید قبض اور تصرف میں لایا جاتا ہے۔ دہم خزانہ سنگِ پارس تاثیر ہے جس سے عارف عالمگیر ہو جاتا ہے۔ یازدہم گنج کیمیا اکسیر ہے۔ دوازدہم خزانہ عارف ناظر عالم باﷲ اور ولی اﷲ کیلئے مراتب عنایت، غنایت، ہدایت اور ولایت ہیں۔ سیزدہم وہ حکمت اور علم کا خزانہ ہے جس سے دیو خبیث نفسِ امارہ قتل کیا جاتا ہے جو کہ انسان کے اندر پہلو میں مثلِ دزدِ ایمان منفق شیطان گھات لگائے ہوئے ہے۔ چہاردہم علم ترک و توکل ہے کہ جس سے طالب یہ علم و حکمت کے خزانے مرشد کامل سے حاصل کر لیتا ہے۔ فقر وہ ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے فیض و فضل کے خزائن کا خزانچی ہو۔ جو بذریعہ توجہ عیاں یا بذریعہ اسم اعظم زبانِ طالب کو یہ گنج بے پایاں حاصل کرا دیتا ہے۔ جب طالب یہ تمام ہدایت اور غنایت کے خزانے حاصل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں اس کے دل میں کسی قسم کا غم و الم اور کوئی ارمان و افسوس باقی نہیں رہ جاتا۔ یہ راستہ صرف فرمائش کا ہی نہیں بلکہ ظاہر باطن نمائش کا ہے۔ یہ راستہ محض زبان اور بیان کا ہی نہیں بلکہ عیاں اور امتحان کا ہے۔ ایسا مرشد کامل دنیا میں بہت کم یاب ہے۔ اللہ تعالےٰ شاہد حال ہے کہ میرا یہ جملہ قال موافق حال ہے ؎

کفیٰ علمہٗ بحالی ترجمہ "میرے حال کی صداقت کے لیے اس کا علم کافی ہے۔"

۱؎ حضرت سلطان العارفین نے جو مذکورہ بالا پندرہ باطنی خزانے بیان کئے ہیں۔ یہ سب آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز کو حاصل ہوئے ہیں۔ بلکہ تمام کتابوں میں جو مقامات اور مراتب فقر کے آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان سب کو آپ نے طے اور حاصل کیا ہے۔ اور جس طالب کو چاہیں یہ سب خزانے عطا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتابوں میں جو فقر اور تصوف بیان فرمایا ہے۔ وہ آپ ہی کا حاصل کیا ہوا مخصوص اور ممتاز تصوف اور آپ ہی کا نادر و نایاب فقر ہے۔ جس کا شمہ بھی نہ اگلے بزرگانِ سلف اور نہ پچھلے صوفیائے خلف کی تصانیف میں پایا جاتا ہے۔ آپ کے اس قدر بلند مقامات اور اتنے عالی مراتب کے حالات آپ کی کتابوں میں پڑھ کر اکثر کم ظرف اور خام خیال لوگوں کو یہ گمان اور وہم ہوتا ہے۔ کہ اس قدر بلند اور ارفع مقامات کا حصول انسانی طاقت اور امکان سے باہر ہے۔ اور آپ کی باتیں معاذ اللہ سکر اور جذب کا کلام ہے۔ اور یہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے قول سبحانی ما اعظم شانی اور حضرت منصور حلاج کے قول انا الحق جیسے شطحات ہیں۔ لیکن حاشا و کلا آپ کے کلام میں اس قسم کے سکر اور جذب کو ذرا بھر دخل نہیں ہے۔ اور آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز تمام عمر صاحب صحو اور پابند شریعت رہے ہیں۔ بلکہ آپ کے طالب بھی تمام عمر صاحب شریعت اہل صحو ہوشیار سالک رہتے ہیں۔ جذب اور سکر کو اس پاک طریقے میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ ہے مرتبۂ انتہائے معرفت وصال اے طالب ناقص خیال! کہ جس وقت بھی طالب چاہے اللہ تعالےٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جب کبھی ارادہ کرے مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف باریابی حاصل کرے۔ یہ مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ مرشد کامل پہلے روز طالب کو تصور حاضرات اسم اللہ ذات کا وہ انتہائی راستہ دکھا دیتا ہے۔ جس میں جملہ علوم خود بخود معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور جس سے تمام حکمت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ یہ علم کل مرشد کے ذریعے محض طالبانِ صادق جان فدا عارف باخدا صاحبانِ عقل کو بے واسطہ کسی نبی یا ولی سے اس طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ یا ماہتاب کو آفتاب سے روشنی پہنچتی ہے۔ یہ علم کسی طور پر رسم رسوم سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ خاص اللہ حی و قیوم کا علم لدنی عارفوں میں سینہ بسینہ، توجہ بتوجہ، تصور بتصور، تفکر بتفکر، تصرف بتصرف منتقل ہوتا رہتا ہے یعنی علم توحید، علم تجرید علم تفرید، علم ترک و توکل و علم قرب، علم حضور، علم نور، علم توفیق، علم تحقیق اور علم تصدیق وغیرہ چنانچہ صدق حضرت ابوبکر صدیقؓ و عدل حضرت عمرؓ و حیائے حضرت عثمانؓ و علم علی کرم اللہ وجہہ و فقر و خلق حضرت محمد رسول اللہ صلعم کُلُّ مَكْتُوبٍ حَبَّةٌ اِسْمُهٗ وَكُلُّهَا عِلْمٌ ترجمہ ہر مکتوب کا ایک اسم بمنزلہ گٹھلی کے ہوتا ہے۔ اور اس کا گودا علم ہے۔ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے طالب روشن ضمیر کو علم غیب الغیب اور ہدایت لاریب بطریق الہام ...

۱؎ فقر، معرفت اور سلوک کا انتہائی مقام یہ ہے کہ سالک اللہ تعالےٰ کے دوام مشاہدے میں مستغرق رہے۔ اور حضرت سرور کائنات صلعم کی بزم باطنی حضور پر نور سے ہمیشہ مشرف ہو یعنی جس وقت طالب چاہے اور ارادہ کرے بغیر اختیار اور خواہش سے ہوش و حواس کی حالت میں دیدار پر انوار پروردگار سے مشرف ہو اور جس وقت چاہے بزم نبوی صلعم میں باریابی حاصل کرے۔ اور ہر کام کے لئے جواب باصواب حضور پر نور سے پائے۔ یہ فقر اور سلوک کا انتہائی مقام ہے۔ اس سے بلند اور بالا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ ان دو مقامات کے ماسویٰ جس قدر باطن میں مقامات اور مراتب ہیں وہ سب ان دو بلند مقامات کے لئے نیچے اور سیڑھی کے پایوں کی طرح ہیں۔ یا راستے کے منازل اور پڑاؤ کی مانند ہیں۔ اصل منزل مقصود یہی دو مقامات ہیں۔

۲؎ علم دو طرح کا ہے۔ ایک علم ظاہری کسبی جو کتابوں میں مرقوم ہے۔ جو ایک انسان شاگردی کے طور پر دوسرے انسان یعنی استاد سے حاصل کرتا ہے۔ اس علم کو اللہ تعالےٰ نے سورۂ اقراء میں عَلَّمَ بِالْقَلَمِ سے یاد کیا ہے۔ دوم علم باطنی وہبی جو خواص انسانوں کو کبھی کبھی بطور القاء روحانی کسی فرشتے، ولی یا نبی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص بندے کو وہ علم عطا کیا جو وہ نہیں جان سکتا تھا۔ اور ہم نے (باقی اگلے صفحہ پر)

از راہِ فیضِ فضل لامتناہی حاصل ہوتا رہتا ہے ۔ یہ مرتبہ ابتدائی فقر واصل کا ہے ۔ فقیر کامل کو یہ دو لشکرِ عظیم بکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتے ہیں ۔ ایک لشکرِ خلق دوم لغیر لشکرِ تمام ملک بذریعہ علم لدنی قبضے میں لے آتا ہے ۔

قربِ حق، بزمِ نبی ہیں علم کے مظہر مرے عالم باللہ پہ کھل جاتے ہیں یہ جوہر مرے

واضح ہو کہ علم اور تقویٰ سے مرتبہ بہشت حاصل ہوتا ہے ۔ اور کفر سے نجس نجاست دنیا جیفہ نزلت ملتا ہے ۔ لیکن مراتب علما و فضلاء، فقہا اور درویش فقرا سے قاضی کا مرتبہ بلند تر ہوتا ہے ۔ وہ قاضی جس کا کام رشوت، ریا اور سیم و زر سے بالاتر ہے ۔ وہ ہے حقیقی قاضی جس سے خدا اور رسول راضی ہے ۔ پس قاضی دو قسم کے ہیں ۔ ایک قاضی ظاہر دوم قاضی باطن ۔ چنانچہ آدمی کے وجود میں نفس اور روح آپس میں معاملے اور جھگڑے کے لئے مثلِ مدعی اور مدعا علیہ کے ہیں ۔ عارف منصف مزاج حق شناس صفات القلب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے متقاضی ہوتا ہے مثل حاکم عادل بعد تفحص و تحقیقات فتویٰ دیتا ہے کہ نفس موذی باطن کو قتل کر دیا جائے ۔ اور روح اصلی مالکِ حقیقی کو اپنا حق ملکیت وجود دے دیا جائے ۔ تاکہ ملک ولایت وجودیہ میں ہر طرح سے امن قائم ہو ۔ اس معاملے میں کراماً کاتبین نیک و بد گناہ و ثواب کے دفاتر ہمراہ لئے شہادت کیلئے عالم حیات و عالم ممات میں موجود ہیں ۔ قولہٗ تعالیٰ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ

اپنی طرف سے (بلا واسطہ) علم عطا کیا ۔ یہ علم باطنی نفس کو نفس سے، دل کو دل سے اور روح کو روح سے محض توجہ باطنی کے ذریعے نوری شکل میں القاء ہوتا ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ قولہٗ تعالیٰ ۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ترجمہ ور اے میرے نبی ! یہ لوگ (یہود) اس جبرائیل فرشتے کے بھی دشمن ہیں جس نے قرآن کو تیرے قلب پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کیا ہے ۔"

اس کی مثال یوں ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ تیل اور بتی وغیرہ کے ذریعے بڑے تردد اور زحمت سے ایک مکان کو روشن کرتے تھے لیکن آج کل پاور ہاؤس یعنی بجلی گھر کی وجہ سے صرف بٹن دبانے سے ایک دم میں ہزاروں گھر بجلی کے قمقموں سے روشن ہو کر شہر کا شہر بقعۂ نور بن جاتا ہے ۔ اسی طرح ایک مرشد کامل جب اپنی باطنی توجہ کے بٹن کو دباتا ہے تو ہزاروں لاکھوں مریدوں اور طالبوں کے دلوں کو نورِ باطن سے منور کر دیتا ہے ۔ ظاہری مادی عقل والوں کے سامنے خواہ کتنے ہی دلائل اور براہین پیش کیے جائیں ۔ وہ اس علم کی حقیقت اور ماہیت کو نہیں سمجھ سکتے ۔ تمام انبیاء مرسلین خصوصاً ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی اس علم کے زندہ مثال ہیں ۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ یہ علم بطور القاء رحمانی عطا ہوا اس کے بعد آپ کے متبعین اولیاء کاملین کو یہ علم حاصل ہوتا رہا ہے ۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ترجمہ "قیامت کے دن ہم لوگوں کے منہ پر مہر لگا دیں گے۔ اس کے بعد اُن کے ہاتھ پاؤں گویا ہو کر انکے اعمال کی گواہی دیں گے" انسانِ کامل کا وجود گویا ایک طلسم اور معمیٰ ہے۔ جو جملہ گنج مراتب حیات و ممات کو اپنے اندر چھپائے اور دبائے ہوئے ہے۔ یہ طلسم اور معمیٰ بذریعہ اسم مسمیٰ علم نعم البدل سے کھلتا ہے۔ جو شخص مرشد کامل سے علم نعم البدل نہ پڑھے اور اُوتُوا العِلم درجات نعم البدل نہ جانے وہ احمق اور بے دانش ہے کہاں مراتب کا دعویٰ کرے۔ ایسا شخص ہمیشہ نفس امارہ کی قید میں رہ کر جملہ علوم ظاہری اور باطنی سے محروم رہتا ہے۔

نعم البدل کی بے شمار قسمیں ہیں۔ چنانچہ نعم البدل علم قال، نعم البدل ذکر فکر ورد و وظائف حال، نعم البدل سکر صحو قبض بسط خطرات خام خیال، نعم البدل الہام عیان لاہوت لامکان با قرب وصال، نعم البدل ظاہر باطن بمشاہدۂ اعمال و افعال، نعم البدل مجلس محمدی صلعم میں معلوم کرنا حقائقِ ماضی مستقبل و حال، نعم البدل مراتب فیض فضل ازان روزِ ازل۔ واضح ہو کہ مراتب فقر اور معرفت کو مادی حسن خط و خال حسن پرستی اور سرود ہوا مستی سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ مراتب مبتدی قرب خدا سے باز رکھنے والے ہیں۔ یہ سب شیطانی حیلے وسیلے اور وسوسے ہیں۔ جس جگہ اللہ تعالےٰ کا راز ہے وہاں نہ صوتِ نغمہ اور نہ راگ کی آواز ہے کہ عالم عارف مشاہدہ بین ہر حسن مجازنہ سے بے نیاز ہے کیونکہ وہ صاحب دیدار اہل چشم باز ہے ؎

آنکھ تقابل کھو گئی نفس مرا ہوا ہوا — شرح چلی نبیؐ کے ہاں دل نے خدا کو پا لیا
چھوٹ گئی رفیق سب نام و نشان مٹ گئے — بلبلا بے کا پھٹ گیا باہو وہو سمٹ گئی

پس جس شخص کے وہم فہم اور محاسبے میں نعم البدل کے مذکورہ بالا مراتب آجائیں ایسے گویا مراتب فقر کے ہر مقام کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اور جسے یہ مراتب حاصل ہو جائیں اس نے فقر اور معرفت کے تمام مراتب کو حاصل کر لیا۔ نعم البدل کے کل درجات قرآنی آیات کے ورد سے حاصل ہوتے ہیں جس سعادت مند شخص کو اللہ تعالےٰ اپنے قرب اور مشاہدہ حضوری کے لیئے بلا لیتا ہے اسے راستے میں گناہ کی لغزشیں اور نشیب و فراز بھول جاتی ہیں۔

اور قیامت تک اِس علم کا سلسلہ جاری رہے گا۔ قرآن کریم میں سورۃ کہف کے اندر جو خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کیا اور بچے کو قتل کیا اور شکستہ دیوار کو بنا دیا۔ حضرت موسیٰؑ بسبب ظاہر بینی لئے اِن افعال پر اعتراض کرتے رہے جسکی تاویل بعد میں خضر علیہ السلام نے یوں سمجھائی کہ یہ سب افعال میں نے اللہ تعالےٰ کے امر سے کئے اور اِن سب میں باطنی حکمت تھی۔ جو تجھے باطن میں سمجھائی گئی۔ جس سے موسیٰؑ ان کے اس علم کے معترف ہو گئے۔ قولہٗ تعالےٰ۔ وفوق کل ذی علم علیم۔ -:

کیونکہ فقیر کامل جب مرتبہ بے حجاب کو پہنچ گیا تو اس نے تمام ثواب کا مجموعہ مرتبہ بے حجابی میں پا لیا۔

کچھ نہیں میں جانتا حق کے سوا   حق کو پایا با محمد مصطفیٰؐ

حدیث: اذا تم الفقر فھو اللہ۔ فقر کا تمام راستہ مجاہدے اور ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ حق آگاہ اور عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کامل سے طالب کو حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر منصب اور مراتب آنحضرت کے حضور سے دلاتا ہے۔ واضح ہو کہ توجہ کی چند خاص قسمیں یہ ہیں۔ اوّل توجہ وہ ہے کہ طالب ایک ہی توجہ ایک ہی تصرف ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر اور ایک ہی دم میں مشرف دیدار پروردگار ہو جائے۔ یعنی جسد اربعہ عناصر صفات سے یک دم باہر آکر غرق فنا فی اللہ ذات ہو جائے۔ دوم وہ توجہ کہ طالب ایک ہی توجہ، ایک تصور ایک تفکر اور ایک دم میں مجلس خاص الخاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر جملہ انبیاء اولیاء و اصفیاء اور جملہ اصحابِ کبار و پنجتن پاک و آئمہِ مجتہدین و حضرت شاہ محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار پر انوار اور ملاقات متبرکات سے مشرف ہو کر ان سب کے منظورِ نظر ہو کر ملازم درگاہ حضور ہو جائے اور ان سے جملہ مہمات دینی و دنیوی اور معرفتِ توحید، جمیعت اور حقیقت کے ظاہری باطنی خزائن کی کنجیاں حاصل کر کے جملہ مخلوقات کو قید اور تصرف میں لے آوے۔ ایسا[1] عارف کامل ایک ہی توجہ، تصرف، تصور

---

[1] ایسا عارف کامل اہل دم تصور اسم اللہ ذات کی توفیق سے جس نبی یا ولی یا فرشتے سے ملاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی باطنی برقی طاقت سے اس نبی یا ولی یا فرشتے سے اپنا روحانی رابطہ اور رشتہ ملا لیتا ہے۔ اور اس کی باطنی شخصیت اور نور سے مملو ہو کر اس کی صفت اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہی کام کرتا ہے۔ کیونکہ ہر نبی ہر ولی اور ہر فرشتہ باطن میں ایک خاص صفت سے موصوف ہے۔ مثلاً اگر کسی عارف کامل کو بارش برسانے کی ضرورت ہے۔ تو چونکہ اس کام کیلئے اللہ تعالےٰ نے میکائیل فرشتے کو مخصوص فرمایا ہے اور تمام بادلوں پر یہی انچارج اور افسر ہے۔ اس لئے عارف کامل قوتِ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے اپنا دم حضرت میکائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ اور جس ملک اور شہر پر جس قدر بارش برسانی چاہتا ہے اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اس قدر بارش برس جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دم ملا کر نورِ جلال عزرائیل سے پر اور مملو ہو جاتا ہے۔ اس وقت جس دشمن کو اپنے دم میں پکڑ لیتا ہے اس کی جان قبض کر لیتا ہے۔

ایک دفعہ یہ فقیر مسجد حضرت سلطان العارفین رحؒ میں نماز پڑھایا کرتا تھا۔ ان دنوں سخت قحط سالی تھی۔ اور بارش کہیں نہیں ہوتی تھی۔ زائرین نماز کے بعد مجھ سے بارش کیلئے دعا منگواتے تھے (باقی اگلے صفحہ پر)

تفکر اور ایک ہی دم میں اپنا دم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ جو کچھ پیغام الہام جواب سوال اللہ تعالیٰ کے قرب سے اسرار ربانی از نص حدیث و آیات قرآنی چاہیے اس کے دل پر اترتا ہو کر مشرد بعاً ظاہر و ہویدا ہو جاتے ہیں۔ دیگر ایک ہی توجہ، ایک تصور، ایک تصرف، ایک تفکر، ایک دم، ایک جذب اور ایک ہی حاضرات سے اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملا لیتا ہے۔ اسی وقت بارانِ رحمت قطرات مطرات جس قدر چاہیے برس جاتی ہے اور برکت حاضرات اسم اللہ ذات سے جبرائیل اور میکائیل اسی طرح صاحب تصور کے قید قبض اور حکم میں رہتے ہیں۔ دیگر اسی طرح اپنا دم حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دم سے ملا کر جس شہر یا ملک پر نظر جلالیت کرتا ہے۔ اس کی آبادی کی روح اس طرح جذب کر لیتا ہے کہ قیامت تک وہ جگہ پھر آباد نہیں ہوتی۔ دیگر اسی طرح اپنا دم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملا کر عزرائیل کے دم سے دشمن کو جذب اور قبض میں پکڑ لیتا ہے۔ اور دم نہیں چھوڑتا جب تک دشمن موذی ہلاک نہ ہو جائے یا دشمن موذی اہل نفس یا دشمن موذی کافر ظالم مسلمانوں کو آزار پہنچانے والا یا جیسے اہل بدعت جو دین محمدی سے پھر گیا ہو۔

ان دنوں ایک روز دوپہر کو یہ فقیر اپنے حجرے میں سو رہا تھا۔ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میں دو چار اجنبی آدمیوں کے ہمراہ مسجد میں کھڑا ہوں اور وہ لوگ مجھے اشارہ کرتے ہیں کہ میں نماز میں ان کی امامت کروں۔ چنانچہ میں ان کی فرمائش پر آگے بڑھا۔ میں نے ان کی امامت کرتے ہوئے کھڑے کھڑے اپنے دونوں ہاتھ بارش کی دعا کیلئے اٹھائے اور دعائے استسقاء اور دعائے بارش شروع کی اس وقت میں نے دیکھا کہ میرا وجود بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اور مجھے اپنے ہاتھ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے نظر آئے اور میری ہتھیلیاں اتنی وزنی اور بھاری ہو گئیں گویا میں اپنے ہاتھوں میں پہاڑ اٹھائے ہوئے ہوں۔ جس وقت میں نے دعائے بارش ختم کی اور آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے آسمان پر بڑے بھاری بادل چھائے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ تو عین دوپہر کا وقت تھا۔ اور باہر دھوپ نظر آ رہی تھی۔ پھر جب میں نے آنکھیں بند کر لیں تو میں نے دیکھا کہ باہر ہر جگہ بارش کا پانی پھر رہا ہے۔ اور تمام زمین پہ پانی ہی پانی ہے۔ غرض ظہر کے وقت نماز کیلئے اٹھا تو اس وقت بھی آسمان پر بادل کا کوئی نشان نہ تھا۔ جب ہم نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو عصر سے کچھ پہلے آسمان پہ بادل نمودار ہوئے اور عصر کی نماز کے وقت تو ایسی موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ ایسی سخت بارش کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ چنانچہ ساری رات بارش رہی اور اسی طرح متواتر تین چار روز اتنی زور شور سے بارشیں ہوئیں کہ لوگ تنگ آ گئے۔ دعا کے وقت جو مجھے اپنا وجود بڑا بھاری معلوم ہوا اس وقت میرا دم میکائیل علیہ السلام سے متحد اور متصل تھا۔ اس لئے فوراً بارش کا بندوبست ہو گیا۔

یہ تو ملائکہ اور فرشتوں سے دم ملانے کا واقعہ ہے اسی طرح پیغمبروں سے دم ملایا جا سکتا ہے۔ اور ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاؤں کے نیچے ایک کیڑا کچلا گیا اور ہلاک ہو گیا۔ مجھے سخت رنج ہوا کہ خدا کی مخلوق میرے پاؤں کے نیچے کچل کر ضائع ہو گئی۔ میں اس وقت اس کی دوبارہ زندگی کیلئے اللہ تعالیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

غرض چلّوں میں ریاضتیں کرنے اور ہزاروں دعوتیں پڑھنے اور حد سے زیادہ بے شمار ذکر فکر کرنے اور لشکر پر خزانہ بے شمار خرچ کرنے سے بدرجہا بہتر اور مفید تر ہے کہ تصوّر و توجہ فقیر کامل و تصرف فقیر مکمل و تفکر فقیر اکمل اور جذب فقیر جامع ایک بار ہو جائے ۔ جو فقیر اللہ تعالےٰ کے قرب سے توجہ کرتا جاتا ہے اس کی توجہ قیامت تک روز بروز بڑھتی رہتی ہے کبھی بند نہیں ہوتی ۔ اس قسم کا فقیر صاحب مراتب بے سر صاحبِ اسرار عارف پروردگار ہوتا ہے ؎

کیوں چھپاؤں اس کو جو ہے لازوال	جلوۂ انوار بخشے بادِ وصال
کیوں چھپاؤں جس کو ہے دائم بقا	جلوۂ دیدار دیوے بالقا
گم ہو گئے ہیں نام جس کے بے شمار	نام سے ہوتے ہیں زندہ دل ہزار
پس ہوا دیدار اور واجب روا !	دیکھتے عارف ہیں دیدارِ خدا

تصوّر باطنی تلوار ہے ۔ صاحب تصوّر جس کی گردن پر تیغ تصوّر سے کاری ضرب لگا دیتا ہے ۔ اس کی گردن تن سے جدا کر دیتا ہے ۔ تصوّر مثلِ نیزہ یا سنانِ نیزہ ہے ۔ صاحب تصوّر جس کے وجود میں نیزۂ تصوّر سے زخم لگاتا ہے اس زخم سے وہ ہرگز جانبر نہیں ہوتا اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے ۔ تصوّر مطلق ایک توفیق الٰہی ہے اور صاحب تصوّر کے قبضے میں ہر اقلیم کی بادشاہی ہے ۔ تصوّر مثلِ عصائے موسوی اور آتش گلشن گل بہار ابراہیمیؑ ہے ۔ اور معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ تصوّر مثلِ جام جہاں نما ہے یا آئینہ سکندری ہے ۔ اور علم تصوّر حضرت آدم علیہ السلام کے علم الاسماء کی طرح ہے ۔ تصوّر ایک باطنی گنج ہے ۔ اور صاحب تصوّر لا یحتاج بے رنج ہے ۔ تصوّر ایک ایسی کیمیا ہے کہ کل وجہ کیمیا اہل تصوّر کے قبضے میں ہوتی ہے ۔ صاحب تصوّر عامل مقرب رب جملہ عالم پر غالب اغلب ہوتا ہے جس وقت صاحب تصوّر غیب الغیب اللہ تعالےٰ کی جانب اسم اللہ سے متوجہ ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کو اپنے اوپر مہربان کر کے اس سے بذریعہ الہام ہم سخن و ہم کلام ہو جاتا ہے ۔ تصوّر سے صاحب تصوّر اللہ تعالےٰ کے حضور میں پہنچ جاتا ہے ۔

اے طالب ! تصوّر کے مراتب یہ ہیں ۔ اگر تو توحیدات تصوّر جاننا اور علم تصوّر پڑھنا چاہے ۔ تصوّر ایک عطا ہو جو مرشد مقام قربِ لقا سے طالب کو بخش دیتا ہے تصوّرات یہ ہیں ۔ تصوّر طیور ، تصوّر حضور ، تصوّر سرور ، تصوّر

کی بارگاہ کی طرف ملتجی ہوا ۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت حاضر ہو گئی ۔ اور میں نے اس کی وساطت اور دم سے اس کیڑے کو دوبارہ زندہ کیا ۔ یہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے دم ملانے کا واقعہ ہے اسی طرح ہر فرشتہ ، ہر ولی اور ہر نبی کے دم سے دم ملا کر اس سے اس کی مخصوص صفت کے مطابق امداد اور استعانت حاصل کی جا سکتی ہے ۔ دعا کے وقت ہاتھوں کا بھاری معلوم ہونا ۔ یا جسم کا ہلکا معلوم ہونا یا دعا کے وقت رقت اور سستی پیدا ہونا دعا کی قبولیت کی علامت ہے ۔

مفقود تصور ذکر مذکور، تصور مشہود، تصور قبور، تصور باطن معمور اور تصور امور لیکن تصور کس امر سے جاری ہوتا ہے۔ اور تاثیر کرتا ہے اور نفع یا نقصان پہنچاتا ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک تصور کا یہ معاملہ جاری ہوتا ہے۔ کہ ایک دم میں تصور کے ذریعے دشمن کو قتل کیا جاتا ہے ؎

دم مثالِ بحر ہے جاری رواں | اہلِ دل ہے جانتا دم کے نشاں
مختلف دم بحرِ دم میں ہیں رمل | دم کو قاصد دل کا جانو بے گماں
روح، دل، دم ہیں جب ہو جائیں نور | ایسے دم سے ہی خلائق کا ظہور
دلِ ہمیشہ ہوتا ہے مثلِ ہما | دم جو حق اللہ ذات ہی دیکھے خدا

اس علم دم کا ماہر صاحب زندہ دم عالم ربانی اور عالم روحانی ہوتا ہے۔ عالم زبانی، عالم نفسانی عالم اہل مطالعہ خوانی اور اہل رشوت ریا منصوبہ بازہ عالم شیطانی اس علم غیب دانی اور اس علم لاہوت لامکانی سے محروم ہے۔ ان مراتب کو عالم حیوانی مردہ دل مبتلائے طمع و حرص ذلیلے پریشانی کیا جانے۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي (ہم نے (آدم میں) اسمیں اپنی روح پھونک دی)

آدمی کے وجود میں دو دم اور سانس ہیں۔ ایک آتا ہے اور دوسرا جاتا ہے۔ اور ہر سانس پر ایک فرشتہ مامور و موکل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ کہ سانس کو اندر یا باہر جانے دیا جائے یا روک لیا جائے۔ پس ہر سانس کے اندر آنے اور باہر جانے پر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض گذاری جاتی ہے۔ اور جو سانس تصور اسم اللہ ذات سے نکلتا ہے اُس کی باطن میں موتی کی طرح ایک نوری صورت بن کر اللہ تعالیٰ

ط انسان کے ہر دم اور سانس میں اس کی روح اور دل کے خیالات ملے جلے ہوتے ہیں۔ اور اگر سانس اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر فکر سے نکلتا ہے۔ تو وہ دم اور سانس زندہ کہلاتا ہے۔ اور وہ ایک گوہر بے بہا بن کر انسان کے لئے آخرت میں جمع ہوتا ہے۔ اور جو سانس اللہ کی یاد سے غفلت میں گذرتا ہے وہ سانس مردہ کہلاتا ہے۔ اور وہ سانس انسان پر دنیا و آخرت میں وبالِ جان اور زیانِ ایمان بنتا ہے۔ اور وہ سانس ظلمتِ نفسانی، نارِ شیطانی اور خطراتِ دنیائے پریشانی سے پر اور مملو ہوتا ہے۔ ایسے دم کا سلسلہ اپنے ہیڈ کوارٹر اور پاور ہاؤس شیطان سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہاں اسے ہر وقت ظلمت، غفلت اور معصیت کی قوت اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ ایک عارف کامل دوسرے انسان کی حقیقت اور اصلیت اور اس کے دل کے خیالات کو اس کے دم اور سانس سے معلوم اور محسوس کرتا ہے۔ عارف کامل یا نیک صالح اور مومن آدمی کا دم جب دل سے ٹکراتا ہے تو دل کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور اس سے دل میں اللہ تعالےٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ

(باقی اگلے صفحہ پر)

کے لئے خزینۂ حضور میں صاحب تصور کے لئے جمع ہو جاتا ہے۔ اگر دنیا کی تمام دولت جمع ہو جائے اس گوہر دم کی متاع کی برابری نہیں کر سکتی بلکہ دولت بہشت بھی اس گوہر بے بہا و بے بدل کے مقابلے میں کم ہے۔

حساب زاہد و عابد بحشر بگذرد یک دم
حساب یکدم عاشق لعبد محشر نگنجد

فقیر کامل ان جواہرات بے بہا کا مالک صاحب گنج ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف فقیر عامل گوہر دم کا قدر داں ہے۔ ایسے صاحب دم کو ہر طرح سے امن و امان ہے۔ جس شخص کا نور دل اور گوہر دم اس طرح اللہ تعالےٰ کی نظر میں منظور ہو اسے کچھ پرواہ نہیں ہے کہ خلقت میں گم نام یا مشہور ہو۔ حدیث! اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنظُرُ اِلٰی صُوَرِکُم وَلَا اِلٰی اَعمَالِکُم وَلٰکِن یَنظُرُ اِلٰی قُلُوبِکُم وَنِیَّاتِکُم (اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے)۔

صاحب تصور دم کے دل میں ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی محبت، وصل، شوق مشاہدہ اور اشتیاق دیدار پیدا ہوتا رہتا ہے۔ مردہ دل آدمی کا دم اپنے معدن شیطان کو جا پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے شیطانی خطرات نفسانی وسواس مثلاً حرص، طمع، کفر، شرک، ریا، عجب، ہوا اور اس قسم کی دیگر ناشائستہ ریح سے متعفن ہو کر اہل دم نفسانی کے اندر واپس آکر کدورت، ظلمت اور غفلت کا موجب بن جاتی ہیں۔

کے شوق و محبت میں اضافہ اور ترقی ہوتی ہے لیکن برخلاف اس کے جب کبھی کافر مشرک منافق اور فاسق فاجر آدمی کا دم دل سے نکلتا ہے تو دل کو معصیت اور نار شیطانی کی حرارت محسوس ہوتی ہے۔ اور غفلت نفسانی معصیت شیطانی اور ظلمت دنیائے پریشانی کے کالے بادل دماغ پر چھا جاتے ہیں۔ اور حرص طمع کبر شہوت غضب وغیرہ اخلاق ذمیمہ کا وجود میں غلبہ اور زور ہوتا ہے۔ یہی دم اور سانس اگر عارف کامل کے وجود سے خارج ہوتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالےٰ کے نور کا شعلہ اور تجلی ہوتا ہے اور اگر نفسانی جاہل کے وجود سے خارج ہوتا ہے تو نار شیطانی کا ایک بم گولہ ہوتا ہے۔ جس دل سے نکلتا ہے اسے معنوی طور پر ہلاک کر ڈالتا ہے۔ عارف کامل کی توجہ کا ذریعہ یہی دم ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے وہ اپنے طالبوں اور مریدوں کے دلوں میں اپنے دل سے اللہ تعالےٰ کی معرفت، محبت اور قرب و مشاہدے کا نور ڈالتا ہے۔ سو ہر ذکر فکر اور ہر طاعت و عبادت میں مقصود دل کا حضور اور باطن میں قلب کو نور معرفت سے زندہ اور معمور کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بعض لوگ طاعت اور عبادت میں محض جسمانی حرکات اور ظاہری بدنی اعمال پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور دل کو اسی طرح وساوس شیطانی اور وہمات نفسانی میں مبتلا رکھتے ہیں۔ اور دل کے حضور اور اسے غیر وساوس اور خیالات سے محفوظ رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی عبادت اور طاعت سے کچھ فائدہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

دم ہیں دو ہر دم میں دم ہے پیشوا
ایک دم ہے نور اک قہر خدا

نوری دم ہے رہبر سوئے خدا
ناری دم ہے سوئے شیطاں رہنما

ایک دم کرتا ہے انسان کو فنا
ایک دم دیتا ہے دیدار و لقا

روح باہر آئے جس دم سے سدا
ہے حیاتی بخش وہ نورِ خدا

دم میں دل ہے دائرہ مرکز ہے روح
چشمِ باطن کو ہے اس دم سے فتوح

اگر کسی شخص کی یہ آرزو ہو کہ اسے علم کیمیا اکسیر یا علم دعوت تکسیر حاصل ہو یا اگر کوئی چاہے کہ مشرق سے مغرب تک ہر ملک و لائیت کو قبضۂ تصرف اور قید تسخیر میں لا کر عالمگیر اور کونین پر امیر اور لا محتاج فقیر ہو۔ یا اس مرتبے کی آرزو ہو کہ جملہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کرتا رہے یا قرآن میں سے اسم اعظم پالے یا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حاضر ناظر ہونے کی خواہش ہو یا دنیا و آخرت میں کوئی مراد اور مطلب رکھتا ہو۔ اگر کسی شخص کو مذکورہ بالا جملہ حاجات و مرادات اس کتاب کے مطالعہ سے شروع ہی میں حاصل نہ ہوں وہ شخص نہائیت کم بخت اور بے نصیب ہے۔ یہ کتاب ہر پیر اور مرید کے لئے بلکہ جملہ عالم کیلئے ایک کسوٹی ہے ۔

صادق ہے وہی طالب جو سر سے گذر جائے
زر زن کا جو طالب ہے وہ حق کو کہاں پائے

زن رہزن مرداں ہے زر رہزن ایماں ہے
خاطر میں نہ لا ان کو گر طالب عرفاں ہے

سر رکھ کے ہتھیلی پہ آ جا مری جانب تو
واصل کروں پل میں گر حق کا ہے طالب تو

ایسا نہیں کوئی بھی صادق ہو طلب میں جو
طالب نہیں کتے ہیں خودبیں ہیں جو اور بدخو

اک باپ ہو اک مرشد طالب ہو ہرجائی
کتے کی طرح در در پھرتا ہے جو سودائی

ذاکر وہی بہتر ہے جو آنکھ کا ہے ذاکر
یہ ذکر خفی قلبی دیدار کا ہے رہبر

ہے ذکر وہی جس سے مذکور نظر آئے
اور قرب و حضوری میں ذاکر کو ہو لے جائے

عارف باللہ صاحب عنایت و ہدایت و فقیر اہل وصال صاحب وہم و حدت خیالی لا ابالی کے لئے ایک دوسری جہان ہے۔ دوسرا جہان، دوسرا مکان اور دوسرا زمان ہے۔ ایک الگ بیان ہے اور الگ زبان۔ ایک نرالا حال اور قال ہے۔ اور نرالی کیفیت جمال۔ ایک الگ طلب ہے اور الگ طاعت۔ ایک علیحدہ ذکر مذکور ہے اور ایک علیحدہ فکر حضور تجلی انوار جدا ہے۔ اور شرفِ دیدار ہر لحظہ جدا۔ مشاہدہ مختلف ہے اور معراج مختلف۔ فنا اور بقا

نہیں ہوتا۔ لا صلوۃ الا بحضور القلب صحیح ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کی نماز سے تنھیٰ عن الفحشاءِ والمنکر کا فائدہ مترتب نہیں ہوتا ۔

بر زباں اللہ و در دل گاؤ خر ۔ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اور فقیر کے اِن مراتب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکتے
حدیث : علماءُ اُمّتی کانبیاءِ بنی اسرائیل ۔ علماءِ امت خاص روشن ضمیر فقیر ہیں ۔

تصور سے حاصل ہوئے سب مقام
تصرف میں ہے فقر و عرفاں تمام

اذا تم الفقر فہو اللہ ۔

ابیات

نفس کی تصویر بتلا دوں ذرا
نفس امّارہ ہے کافر بے حیا

نفس صورت دیو سیرت حق خلیث
منکر توحید و قرآن و حدیث

مطمئنہ نفس ہے طاعت پذیر
انبیا و اولیاء کا بے نظیر

نفس کو پہچاننا پانا ہے گر
کر رفیق اپنا اسے اور راہبر

اولیاء کے یہ مراتب یہ نشاں
وحی قلب و روح سی یا و عیاں

پڑھتے ہیں ہر دم جنازہ نفس کا
یہ نماز ان کی وسیلہ با خدا

نفس و قلب و روح سی نکلے صدا
ہے نمازِ خاص یوں ہوتی ادا

ہیں مراتب عارفوں کے یہ صفا
حق تعالےٰ سی ہے یہ دولت عطا

سب مراتب چھوڑ کر وحدت طلب
عین ہو یا عین ناظر خاص رب

ہے جو مرشد محرم وحدت حضور
بہرہ ور کرتا ہے طالب کو ضرور

ؔ یہ حدیث کہ علماءِ اُمتی کانبیاءِ بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے ان علماء سے مراد علماءِ ربانیین ہیں جو ظاہری اور باطنی طور پر وارث الانبیاء ہیں ۔ انبیاء کی وراثت صرف ظاہری قیل و قال یا رسمی رواجی مذہبی اعمال ہی نہیں بلکہ انبیاء کی حقیقی اور اصلی وراثت ان کی روحانی طاقت اور باطنی علوم ہیں ۔ جو انہیں بلا واسطہ وہبی طور پر اللہ تعالےٰ سے عطا ہوا کرتے ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔ علم الانسان ما لم یعلم یعنی ہم نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا ۔ اور ارشاد ہے ۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنی ہم نے اسے اپنی طرف سی بلے واسطہ علم لدنی عطا کیا ۔ سو اس سے مراد اولیاء کرام ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں ۔ انبیاء کے پاس معجزات تھے تو اولیاء کے پاس ان کی مثل کشف کرامات ہیں ۔ اور انبیاء کے وحی تھی تو اولیاء کے پاس الہامات ہیں ۔ غرض اولیاء اللہ ہی اصلی وارث انبیاء اور بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں ۔ نہ کہ ظاہری لسانی علما جن کے پاس سوائے لفظی قیل و قال اور رسمی رواجی افعال کے اور کچھ نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انبیاء ظاہری کسبی علوم نہیں رکھتے تھے انہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص ذاتی علم سے بے واسطہ طور پر سرفراز فرمایا تھا اور اپنی

(باقی اگلے صفحہ پر)

شرح مستی

مستی کئی قسم کی ہے۔ اول مستی نفسانی۔ نفس کی ہستی کی۔ دوم مستی قلبی، خداپرستی کی۔ سوم مستی روحانی شرفِ دیدار از فیض فضل پروردگار روزِ الستی کی ہے

مست کی ہے آنکھ بینا یا لقا　　علم کہتا ہے بروا یا ناروا

عالم جانتے والا صاحب تقلید ہوتا ہے۔ اور مست اہل دید لیکن فقیر صاحب یافت ورسید ہوتا ہے۔

ہیں نے پایا ہیں نے پہچانا مدام　　کہتے ہیں دیدار اس کو لا کلام

(جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا وہ احمق حیوان ہیں جنہوں نے اسے پہچانا ذکر مذکور اور عقل کل شعور سے اسے آخر پا ہی لیا)

فقر کو فقر میں پایا ہے پیا پے ہم نے　　خاص اور عام ہو عالم ہے کیا طے ہم نے
جسم کو جس نے کیا اسم میں حق کے بینا　　حق سے حق پایا غالب ہوا بر خلق خدا
(نہ کسی سے ہے غرض اور نہ حاجت ہم کو　　غرق توحید میں ہے بس یہ عنایت ہم کو!)

یہ عطا اللہ فیض اللہ مرشد کامل محبوب سے حاصل ہوتا ہے۔ طالب خلافِ شرع مجذوب آخر مردود ہو جاتا ہے۔ خلافِ شرع کسی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر دعویٰ کرے یہ سب لاف گزاف ہوگا۔

روحانی طاقت اور باطنی قوت سے ممتاز فرمایا تھا۔ یہی حال اولیاء کرام کا ہے۔ اور اگر کسی نبی یا ولی کو علاوہ باطنی علوم اور روحانی طاقت کے ظاہری علم بھی حاصل ہو تو یہ نور علیٰ نور ہے۔

[1] طالب اور مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک محجوب، دوم مجذوب اور سوم محبوب۔ محجوب وہ ہوتے ہیں جن کے پاس خالی شرع کا چھلکا ہوتا ہے۔ اور مغز معرفت سے محروم ہوتے ہیں۔

مجذوب وہ ہوتے ہیں جن پر راہ طریقت میں کچھ تجلی ہو جاتی ہے۔ جس کی تاب نہ لا کر ان کا شیشہ عقل ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے اس تجلی اور مقام میں رہ جاتے ہیں آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ مجذوب اکثر شریعت کا جامہ اتار کر پھینک دیتے ہیں۔

سوم محبوب وہ لوگ ہیں جن کے پاس مغزِ معرفت اور قشرِ شریعت ہر دو ہوتے ہیں۔

بعض فقیر مست اہل توحید ہوتے ہیں۔ بعضے مست اہل تقلید۔ مست فقیر کامل جس طالب کو نظر اور توجہ سے مجلس حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت طالب مست فقیر ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ کہ اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ ایسا طالب مست حضور سے تین قسم کے علوم کا سبق حاصل کرتا ہے۔ اول سبق علم مطالعہ موت۔ قولہ تعالےٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر شے موت اور فنا کا مزا چکھنے والی ہے) دوم سبق علم مطالعہ معرفت کہ عالم باللہ صاحب معرفت خلاف وعدہ الست نہیں ہوتا قولہ تعالےٰ اوفو بعہدی اوف بعہدکم سوم سبق علم مشاہدہ حضور انوار۔ قولہ تعالےٰ اللہ نور السموات۔ بعض عارفوں کو معرفت اور محبت سے مشاہدہ انوار و دیدار خواب میں کھل جاتا ہے۔ اور عین بعین دیکھتا ہے۔ ایسے شخص کا خواب ہزار بیداریوں سے بہتر ہے۔ اسے چاہیئے کہ دن رات نیند میں رہے کیونکہ اس کی نیند عین عبادت اور عین ثواب ہے۔ ایسا نوم العروس خواب غفلت بردار اور دور کنندہ صد پردہ غفلت و حجاب ہے۔ حدیث۔ ینام عینی ولا ینام قلبی (میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا)

---

(۱) باطن میں سالک کے پہنچنے اور عالم غیب میں غوطہ لگانے کے تین راستے ہیں ایک راستہ خواب کا ہے۔ مگر عوام اور خواص کے خواب میں بڑا فرق ہے۔ عوام کے خواب اکثر روزمرہ کے عادی خیالات کے زیر اثر ہوتے ہیں لیکن خواص کے خواب روزمرہ کے عادی خیالات سے پاک اور جملہ نفسانی کدورتوں اور آلائشوں سے صاف ہوتے ہیں۔ ان کے دل کا آئینہ اللہ تعالےٰ کے لوح محفوظ کا نمونہ اور جام جہاں نما کی طرح عین نما ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے خواب دل کے سچے حقائق کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اس میں ماضی، حال اور مستقبل کے حالات اور واقعات صاف طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ ایسے خواب صبح صادق کی طرح صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ ان میں شیطانی اور نفسانی جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے عارف سالک، صاحب صحیح خواب بے حجاب دنیا میں بہت کمیاب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے خواب بھی عین ثواب اور عوام کی بیداریوں اور طاعتوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ان کی نیند بھی عین طاعت ہوتی ہے۔ دوم راستہ مراقبے کا ہے۔ خواب اور مراقبے میں یہ فرق ہے کہ خواب کے اندر انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ خواب کے ذریعے انسان اپنے ارادے سے اپنی منزل مقصود کو نہیں پہنچتا۔ لیکن مراقبے میں انسان با اختیار اور باشعور ہوتا ہے۔ اس کا باطنی لطیفہ مراقبے میں جملہ حواس اور عقل و شعور کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور جس جگہ اور جس مقام پر پہنچنے کی کوشش یا ارادہ کرتا ہے باطن میں فوراً وہاں پہنچ جاتا ہے لیکن اہل مراقبہ کو چشم پوشی اور استغراق کے لئے کوشش اور جد و جہد درکار ہوتی ہے۔ تیسرا راستہ عین العیان کا ہے۔ صاحب عیان کو نہ خواب کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ مراقبے کی۔ ایسے عارف کامل مکمل اکمل کی ظاہری اور باطنی آنکھ ایک ہو جاتی ہے۔ جو کچھ دیگر لوگ خواب یا مراقبے کے اندر

(باقی اگلے صفحہ پر)

بعض عارف کا تصورِ اسم اللہ ذات سے معرفت اور محبت میں مشاہدۂ انوار دیدار مراقبے کے اندر کھل جاتا ہے۔ ایسا مراقبہ ظاہر چشم پوشی اور باطن میں عشق الٰہی سے خونِ جگر نوشی ہوتی ہے۔ ایسے صاحب مراقبہ صحیح کو چاہیئے کہ ہمیشہ سر مراقبے سے نہ اٹھائے کہ اس کا مراقبہ محرم اسرار پروردگار ہے کہ بالیقین و بااعتبار ہے۔ بعض عارفوں کو مشاہدۂ معرفت و محبت و دیدار پر انوار عیاں طور پر ہوتا ہے۔ ایسا عارف ساکنِ لاہوت لامکان صاحب توفیق بالتحقیق غواص و غریق بحر انوار ہوتا ہے۔ کہ دنیا و عقبیٰ اس کے سامنے خوار ہوتے ہیں بعض عارف کو مشاہدہ دیدار چشم سر بانہ حاصل ہوتا ہے۔ ایسا عارف خاص اللہ تعالیٰ کا محرم راز اور دنیا و آخرت میں لا یحتاج و بے نیاز ہوتا ہے۔

زندگی میں جسے منظور ہو دیدار خدا　　　مرنے سے پہلے ہی مر جائے وہ از نفس و ہوا

حدیث: موتوا قبل ان تموتوا۔ الشیخ یحیی و یمیت۔ یحیی القلب و یمیت النفس

مست کو ہشیار بنا دے حضور　　　مست کہاں ہوتے ہیں بے شعور

مست کا ہے مرتبہ قربِ خدا　　　مست نہیں ہوتے کبھی بے حیا

مست کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض مست صاحب توفیق۔ بعضے مست باطن صاحبِ تحقیق بعضے مست اہل زندیق۔ مست اہل توفیق زندہ قلب روشن ضمیر مثلِ آئینہ صفا، مست صاحب تحقیق اہل روح صاحب رحمۃ اللہ تسبیح ہر بال ذاکر ذکر تسبیح و مشرف دیدار صحیح، مست نفسانی شیطانی اہل ہوا مستی اور قرب خدا سے محروم وجدا

بے شعور دل کو نہیں ہوتا حضور　　　اور نہیں ہوتے حضور اہل غرور

مست ہوشیار، مست دیدار، مست طالب دنیا مردار، مست زنار، مست غرق توحید فنا فی اللہ پروردگار، مست اہل ریا مثل کفار اہل زنار۔ مست مثلِ گاو عصار، مست دنیا کا ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک صادق صحیح مست ہوتا ہے۔ راست روح کی جان سپار

مست محرم معرفت عارف صفت　　　مست محو حق ہے اہل معرفت

حقیقی مستی کو پہنچنا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ اصل مستی تصور اسم اللہ ذات سے بالیقین و بااعتبار حاصل ہوتی ہے۔ مست اہل الست کو ورد وظائف، ذکر فکر مراقبہ وغیرہ سے کیا کام۔ مست کا سر سے لیکر قدم تک ہفت اندام سراسر نور ہوتا ہے۔ اور مست کی ہر بات جواب سوال اللہ کی طرف سے مثل الہام کرتی ہے۔

میں ہوں محرم مست عارف باکرم　　　مست کو رہتا نہیں ہے کوئی غم

دیکھتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے عین بیداری میں دیکھتے ہیں۔ یہ مرتبہ منتہی ہزاروں لاکھوں سالکوں میں سے کسی خاص الخاص اور اخص کو ملتا ہے۔ ہر بوالہوس خام ناتمام کو یہ مقام اور یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

ایسے مست فقیر نفس پر امیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں۔ دیگر خانوادوں کے فقیر اس مستی کو نہیں پہنچ سکتے۔ فقیر مست بحق پیوست کی آنکھ کو دن رات کسی وقت نیند نہیں آتی۔ کیونکہ اس کی دونوں آنکھیں ہر وقت نور تجلی سے چراغ کی طرح شعلہ زن رہتی ہیں۔ یہ مراتب منتہی فقیر صاحب معرفت وصال ولی اللہ عاشق اُس روزِ الست کے ہیں۔

شرح فقر محمدی

اصل فقر واساس و خاصہ خلاصہ فقر کیا ہے۔ دع نفسك و تعال۔ یعنی نفس کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ کی طرف جا۔ بس یہی ہے راہ قرب معرفت، وصال و مشاہدہ دیدارِ خدا۔

چاہیئے گر تجھ کو دیدارِ خدا چھوڑ دے ہر خواہش نفس و ہوا

قولہٗ تعالیٰ۔ فاقتلوا انفسکم (اپنے نفسوں کو قتل کر دو)

وہ کونسا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے یک دم بلے ریاضت و مجاہدہ نفس سے طالب علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ علم تصور اسم اللہ ذات ہے کہ جس سے طالب اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر نفس کی حقیقت جان لیتا ہے۔ لیکن تصور اسم اللہ ذات کی یہ عنایت اور ہدایت محض عاملوں اور کاملوں کے عمل میں ہے۔

صاحبِ تصنیف علم تصوف کو چاہیئے کہ اوّل ہر علم کو عمل اور قبضہ تصرف میں لے آوے اور اس کا معائنہ تجربہ و آزمائش اور امتحان پہلے خود کر لے بعد ازاں ان حالات کو قلم بند تحریر اور مرقوم کر کے کتاب اور تصنیف کی شکل میں لے آوے تاکہ وہ علم بعدہٗ اس کی رجعت اور پریشانی کا موجب نہ بنے۔ چنانچہ پہلے میں نے تصور اسم اللہ ذات کی قوت اور توفیق اور باطنی صحیح تحقیق سے اپنا باطنی علم حضور حق ذات اور حضرت سرورِ کائنات سے حاصل کر کے اس علم کا مقابلہ، محاکمہ اور اس کا ذکر جملہ انبیاء، اولیاء اور اصحاب کبار اور جمیع مجتہدین سے کیا اور ہر ایک کی نظر اور حضور میں منظور کرا کر اور سب سے اِذن، حکم اور اجازت لے کر بعدہٗ اسے کتاب کی شکل میں شائع اور خلقت میں مشتہر کیا۔ جو شخص اس کتاب کو اخلاص سے پڑھے گا اسے کسی ظاہری مرشد اور پیر کی دست بیعت اور تلقین کی حاجت نہیں پڑے گی۔ جملہ دینی اور دنیوی مراتب اس کتاب سے حاصل کریگا

علہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی تصنیفات کی ایک خاص خصوصیت اور طرۂ امتیاز یہ ہے کہ انہیں خالی پڑھنے سے ہی اہل مطالعہ کو تاثیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ کی تصنیف نرا حال ہوتا ہے جس پر حرف و الفاظ کا ایک باریک پردہ پڑا ہوا ہے۔ آپ کی تصنیف کیا ہے گویا اسم اللہ ذات کے نوری تخم سے ایک شجر طیبہ ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے عمل میں میرے ہر علم مفید | ہوں علوم معرفت سے مستفید
تجھ کو گر دیدار کی ہے آرزو | حق کی خاطر چھوڑ دے یہ نفس تو
چاہیئے گر تجھ کو اللہ کی لقاء | چھوڑ دے اس نفس کو بہر خدا
چاہیئے گر تجھ کو مجلس با نبیؐ | چھوڑ نفس اور ہو شریعت پیروی
چھوڑ نفس اور تقویٰ کر تو اختیار | تاکہ تو ہووے فقیر کامگار
تو اگر ہے طالب علم و علوم | اسم اللہ یا ذکر حیّ القیوم
تجھ کو گر ہے خواہش ملک و ملک | با تصور سیر کر تو بر فلک
گر تجھے منظور ہے کشف القبور | با تصور اسم اللہ جا حضور
علم طے الارض گر چاہے کوئی | ہے خلافِ نفس سے حاصل یہی
نفس کو ہے چھوڑنے کا کیا عمل | ہو تصور اسم کا ہر ایک پل
جس کو شوق فقر لا یحتاج ہو | اسم اللہ کر تصور ہر گھڑی
گنج کن کھلتا ہے اسم اللہ سے | بزم نبوی میں تجھے حاضر کرے
مرشد کامل حقیقی اس کو جان | اک نگہ سے کھولے جو دونوں جہاں

مرشد وسیلہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جو ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضور میں پہنچا دیوے
مرشد وسیلہ سوائے حضوریت کے اور کوئی راہ ہی نہیں جانتا ۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس ۔ اِس تصنیف

اور وہ سخت طلب لئے نکلا ہوا ہے ۔ آپ اپنی تصنیف میں جابجا فرماتے ہیں "ایں قال من بر حال من" اور "کفی علمہا بحالی لا زوالی" یعنی میرا یہ قال میرے حال کے موافق ہے ۔ اور میرے اس لا زوال حال کا شاہد اور گواہ ذات پاک ذو الجلال کافی ہے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ "بعض بزرگوں کی تصانیف الہامی ہوتی ہیں ۔ الہام بھی خام ہے ۔ کیونکہ الہام بھی ملک اور فرشتے کے واسطے اور ذریعے سے ایک پیغام ہے ۔ تصنیف وہ ہے کہ جس کا اظہار بلا واسطہ ذاتِ پروردگار سے ہو ۔ یا مجلس حضرت احمد مختار صلعم سے ہو۔"
خیال کرو ۔ یہ لی مع اللہ وقت کا کس قدر بلند مقام ہے آپ فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے علم اور تصنیف کا مقابلہ اور تکرار اور تصحیح دنیا کے جملہ انبیاء و اولیاء اور جملہ اصحاب کبار اور جملہ مجتہدین و آئمہ دین اور جملہ غوث، قطب اہل مراتب باطنی سے کیا ۔ اور سب سے اذن اور اجازت لیکر کتاب کو شائع کیا۔"
واقعی جو شخص آپ کی کتاب کو ذوق شوق اور صدق و اخلاص سے دن رات پڑھتا ہے اسے مرشد ظاہری کے دست بیعت اور تعلیم و تلقین کی ضرورت اور احتیاج نہیں پڑتی ۔ جملہ دینی اور دنیوی مراتب اس کے مطالعہ سے حاصل کر لیتا ہے ۔

علمِ تصوف ربانی کلماتِ سخن کے پڑھنے سے طالب بے شک کہ اُن کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے۔ اس تصنیف علمِ تصوف کی گویائی سے اہلِ مطالعہ کو بے شک روشن ضمیر بینائی، قلب صفائی، روح یکتائی اور سرِ رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس تصنیف علمِ تصوف کے قال سے پڑھنے والا بے شک حضوری فی الحال اور صاحبِ معرفت قرب، معراج اور مشاہدۂ وصال ہو جاتا ہے۔ اور تماشائے کونین سے واقفِ احوال ہو جاتا ہے۔

چھوڑ دے تو قال و حال اور چھوڑ دے وہم و خیال
تب ملے توحیدِ مطلق اور ہو قرب و وصال !!
رویت و دیدار کا ہو مرتبہ کیونکر نصیب
جسم غرقِ اسم ہو اور روح ہو حق کے قریب

غرض جملہ علومِ قرآن، نصِ حدیث حی قیوم اور جملہ علوم جو لوحِ محفوظ، عرش و کرسی پر مرقوم ہیں۔ اور ماہ سے لے کر ماہی تک جملہ ملکِ خداوندی کے علومِ علمی اور اسرارِ پروردگار اور جو کچھ حکم احکام اور امورِ ظاہری اور باطنی نفسی، قلبی، روحی اور سری اور جو حکمتیں ہژدہ ہزار عالمِ مخلوقات کے درمیان جاری ہیں۔ اور جملہ علوم توریت و انجیل و زبور و فرقانِ حمید اور چاروں اسمائے اعظم ایک ہی اسم اللہ ذات کی طے میں موجود ہیں۔ مرشد کامل وہ ہے کہ توجہ سے اسم اللہ ذات کی طے کھول دے اور طالب اللہ کو عین بعین دکھا دے کیونکہ اسم اللہ ذات میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور پنہاں ہے اور یہ عطا اور توفیق محض بجانب حق سبحان ہے۔ اور تماشائے احوالِ اور علم علوم لا مکان عین عیان اور قدر قدرت شرف لقائے حق سبحان اسم اللہ ذات کی طے میں ودیعت کی گئی ہیں۔ مرشد مکمل اکمل وہ ہے کہ تصور سے طے اسم اللہ ذات کھول دے اور اس کا تصرف طالب اللہ کو دکھا دے بے شک اسم اللہ ذات کا راستہ ہی عین راستی اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی توفیق کا راستہ ہے۔ جملہ گنجِ دین و دنیا اور معرفت اللہ کے تمام خزانے اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ مرشد جامع جمعیت بخش نور الہدیٰ کا وہ

لہ تمام اذکار کی اصل اور مغز اسم اللہ ذات ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے نور سے تمام کائنات اور خصوصاً انسان کے وجود کی بنیاد پڑی ہے۔ انسان کی باطنی فطرت اور حقیقت میں اسم اللہ ذات کا نور بطور ودیعت و امانت ازل سے اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا ہے۔ اسم اللہ ذات ہی ایک نوری رشتہ ہے جس سے انسان اپنے خالق کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی کے وسیلے اور ذریعے سے انسان کے اندر عالمِ غیب اور باطنی دنیا کی طرف نوری روزن اور باطنی راستہ کھل جاتا ہے۔ اسی اسم اللہ ذات کی برکت اور نور سے انسان اللہ تعالیٰ کی پاک صفات سے متصف اور مبارک اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔ غرض اسم اللہ ذات اللہ تعالیٰ کے جملہ ظاہری اور باطنی خزانوں کی واحد کلید اور کنجی ہے اور اسم اللہ ذات تمام علوم، معارف اور اسرار اور تمام ذاتی و صفاتی انوار اور جملہ عوالم ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت اور جمیع مقاماتِ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت اور کل اذکارِ نفسی، قلبی، روحی، سری وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کہ طالب اللہ کو دین و دنیا اور معرفت کے جملہ خزانے اسم اللہ ذات کی توفیق سے کھول دے اور اس کی حقیقت دکھا دے۔ کامل ولی اللہ اہل توحید توجہ کی کلید قفل اسم اللہ ذات میں ڈال کر طالب کے وجود میں مدفون جملہ علوم و فنون کے خزانے کھول دے تاکہ طالب تمام عمر لامحتاج رہے۔ اور ہرگز خطا نہ کھائے۔ علم تصور حضور و علم دعوت قبور یعنی علم اکسیر و علم تکسیر اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ مرشد عارف فقیر طے اسم اللہ ذات سے یہ ہر دو منتہی علوم کھول دے جس سے اہل قبر روحانی لطیف جثے کے ساتھ قبر سے باہر آ کر اہل دعوت سے ہم مجلس اور ہم سخن ہو جاتا ہے۔ اور ہر مشکل حاجت روحانی سے حل ہو جاتی ہے۔

فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ تیس سال تک یہ فقیر مرشد کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہے۔ اور اب کئی سال سے طالب صادق کی طلب میں ہوں لیکن آج تک کوئی طالب صادق حوصلہ وسیع ہمت بلند اہل الیقین لائق تلقین نہیں ملا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت اور توحید کے ظاہری اور باطنی خزائن کی نعمت اور دولت کا جو نصاب بے حساب اس فقیر کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے اس کی زکوٰۃ طالب مستحق مسکین لائق تلقین کے حوالے کر دوں اور اللہ تعالےٰ کا حق گردن سے ساقط کر کے اپنی گردن چھڑا لوں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے مرشدی کے کامل مکمل اکمل جامع اور نور الہدیٰ مراتب سے رہبری کیلئے تیار فرمایا ہے۔ اگر طالب عالم فاضل لائق معرفت مولیٰ اور مشتاق دیدار حق سبحان ہے۔ فقیر باہوؒ کو ایک ہی توجہ سے اسے واصل کرنا نہایت آسان ہے۔ دنیا میں دنیا مردار کے طالب تو بکثرت موجود ہیں۔ لیکن خاص اللہ کے طالب نہایت نادر نایاب اور مفقود ہیں۔ اس لئے فقیر صاحب گنج تصرف اولیاء اللہ عارف باللہ خزائن اللہ کا خزانچی ہمیشہ مشاہدۂ انوار دیدار میں محو اور مستغرق رہتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اکرم صلعم کے احکام کا منتظر رہتا ہے۔ باقی تمام مخلوق اس کی سخاوت اور بخشش کی بانچھ ہوا امیدوار رہتی ہے۔ پس فقیر ہرگز اللہ تعالےٰ کے قرب حضور اور مشاہدے سے منہ موڑ کر مخلوق کی حاجت روائی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ مگر ہاں خاص حالتوں میں جب کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم صادر ہوتا ہے۔ یا حضرت سرورِ کائنات صلعم سے اجازت ملتی ہے۔ اس وقت جس صاحب نصیب ازلی فضلی طالب کی جانب اپنی خداداد ہمت سے متوجہ اور ملتفت ہوتے ہیں۔ اسے ہمیشہ کیلئے اپنی دینی اور دنیوی مرادوں میں کامیاب اور کامران کر دیتے ہیں۔ وہ شخص دنیا و آخرت میں لامحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اے طالب! آگاہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کے قرب و حضور کا معراج اور فقر لامحتاج یادائمی نماز اور صاحب مراقبہ

اور جملہ درجاتِ اسلام، ایمان، ایقان، عرفان، قرب وصال، مشاہدہ، فنا اور بقا کے حصول کیلئے واحد کلید اور وسیلہ توحید ہے۔

روشن ضمیر اور کونین پر امیر ہو کر جملہ انبیاء و اولیاء اللہ سے ہم مجلس اور ہم سخن ہونے کا مرتبہ ظاہری علم پڑھنے یا ورد وظائف، ذکر فکر مراقبے مکاشفے سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ چاہے طالب تمام عمر علم اور ریاضت میں صرف کر دے وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مشاہدے سے محروم رہتا ہے۔ جب تک مرشد صاحب باطن سے تلقین حاصل نہ کر لے مرشد کی توجہ اور نگاہ کے بغیر باطنی راستہ ہرگز نہیں کھلتا۔ ہاں! دنیا و آخرت دونوں جہان کے خزانے طالب کے وجود میں پنہاں ہیں۔ مرشد کلید توجہ سے سب خزانے کھول دیتا ہے۔

زمین و آسمان و عرش و کرسی   ترے اندر ہیں سب عرشی و فرشی

مرشد کے بغیر طالب کے سب کسبی علوم اور تمام بدنی اعمال اگرچہ ظاہر میں بصورت ثواب ہیں مگر درحقیقت اللہ اور بندے کے درمیان یہ سب باعث حجاب ہیں پس ثابت ہوا کہ ذکر فکر میں رجعت ہے۔ مراقبے مکاشفے میں رجعت، صوم و صلوٰۃ میں رجعت ورد وظائف میں رجعت، حج زکوٰۃ میں رجعت اور علم و تلاوت میں رجعت ہے

؎ واضح ہو کہ ذکر زبانی اور عبادت ظاہری و طاعت جسمانی چنداں مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ شیطان زبانی ذکر فکر اور ظاہری عبادت کو وساوس سے خراب کر دیتا ہے۔ اور ذکر فکر کو قلب تک پہنچنے میں بہت کچھ خطرات رہزنوں اور ڈاکوؤں کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔

ذکر کا اصلی محل انسانی قلب ہے۔ اور ظاہری زبان، اعضاء اور جوارح دل کے تابع، خدام اور ذرائع ہیں۔ اور ذکر کو قلب تک پہنچنے کے لئے بہت سی شرائط اور لوازمات درکار ہوتی ہیں۔ اور بے شمار قواعد اور قانون لازمی اور ضروری ہیں۔ یعنی صدق المقال، اکل الحلال یعنی سچ بولنا اور حلال کھانا۔ کلام کو اور ذکر کو بار بار بعد زکوٰۃ، نصاب قتل و بذل وغیرہ دہرانا اور تکرار کرنا، خلوت، تعیین مقام و تعیین وقت، روزہ، ترک حیوانات یعنی پرہیز جلالی و جمالی، وقت سعد بخش اور جگہ جامہ اور وجود پاک وغیرہ اور اس قسم کے بے شمار شرائط اور لوازمات ضروری ہیں۔ اگر ظاہری ذکر اور ورد کے ان شرائط میں سے کوئی رہ جائے تو ذکر کا اثر نہیں ہوتا۔ اس واسطے ظاہری ذکر فکر اور عبادت کرنے والے لوگ سر کھپا کھپا کر ناکام رہ جاتے ہیں۔ لیکن ذاکر اگر بجائے ذکر زبانی تصور اور تفکر کی مشق سے اسی اسم کو اپنے دل پر نقش اور تحریر کرے تو تمام بکھیڑوں اور فسادوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ گویا ذکر کے اصل مقصود کو جا پکڑتا ہے۔ سو ذکر زبانی اور عبادت ظاہری منہ کے ذریعے غذا یا دوا کھانے کے مترادف ہے۔ اور تصور و تفکر سے اسم اللہ کو کسی خاص مقام پر تحریر کرنا گویا انجکشن یا جلدی پچکاری کی مانند ہے۔ جس طرح دوا اور غذا کو منہ کی طرف کھا کر پیٹ میں اترنے اور ہضم ہو کر خون بننے اور جزو بدن ہونے میں بہت منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں لیکن انجکشن کے ذریعے علاج میں فوری اور جلدی فائدہ ہوتا ہے۔ اور کسی شرط اور قاعدے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

غرض اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کے سوا جملہ اشغال باعثِ رجعت ہیں۔ آخر اصل آسان اور محفوظ ترین راستہ کو بتاتا ہے۔ کہ جس پہ چل کر طالب ایک ہی دم میں صاحب وصال ہو جاتے اور تمام رجعتوں اور حجابوں سے چھوٹ جائے اور محض تصور توفیق حاضرات اسم اللہ ذات ہی کا طریقہ ہے۔ کہ جس سے جملہ رجعتیں رفع اور تمام حجاب رفع ہو جاتے ہیں۔ غرض طالب بذریعہ توجہ مرشد ولی اللہ و تصور اسم اللہ و تفکر فنا فی اللہ و تصرف بقا باللہ حضور پر نور لازوال میں پہنچ جاتا ہے۔

بعضے غیر اہل تحقیق صاحب معرفت معراج با توفیق ہوتے ہیں۔ اور بعضے نفسانی طالب دنیا اہل استدراج زندیق ہوتے ہیں۔ اہل زندیق اور اہل تحقیق برابر اور اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

جس کسی کا یہ مجسمہ پیشوا	اس کو ہو جاتا ہے دیدار خدا
جبکہ دیکھے وہ نہیں دم مارتا	مست کیے ہوتا ہے حضور مصطفیٰ
ہے وجود نور سے رویت لقا	اس طرح رویت نہیں حاصل ہوا
کوئی شے حق کے سوا دیکھی نہیں	اولیا کی معرفت بس ہے یہی

عاقل طالب وہ ہے کہ حضور میں داخل ہوتے وقت حق و باطل کی تمیز کیلئے[1] درود شریف یا لاحول پڑھے کہ مجلس خاص اہل اللہ میں شیطان وغیرہ نجس نجاست کی مجال نہیں کہ قائم و برحال رہ سکے۔ دیدار چار قسم کا ہے۔ کہ نہ وہاں جان، نہ جسم اور نہ اسم ہے۔ نہ رسم و رسوم ہے۔ وہاں نور با نور فنا فی اللہ لامکان حی و قیوم ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک اور تشبیہ و تجنیس سے منزہ ہے۔ بعض اہل بدعت سنت والجماعت کے خلاف دروغ نقل اہل لافت، حماقت شعار بد آثار، چشم کور تا مطلب گور بغیر تصور اسم اللہ ذات جب کسی دوسرے طریقے پر مراقبہ کرتے ہیں تو شیطان ان کی راہ مار کر جب انہیں باطن میں جمعیت اور شیطان کے ناری تماشے دکھاتا ہے۔ تو یہ لوگ دھوکے کرتے ہیں کہ ہم دیدار دیکھتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت پہ کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔

---

[1] باطن میں مجلس حق اور باطل میں تمیز کرنے کیلئے بزرگان دین نے ایک معیار قائم کیا ہے۔ کہ شیطان تین صورتوں پہ متمثل اور متشکل نہیں ہو سکتا۔ اول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دوئم قرآن کی صورت اور سوئم کعبۃ اللہ کی شکل پہ۔ اس لئے باطنی مجلس میں جب یہ پاک صورتیں اور ان کی مثل صورتیں نظر آئیں یا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا قرآن کی کسی آیت کی تلاوت ہو رہی ہو تو وہ مجلس شیطانی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے طالب کو چاہیئے کہ جب مراقبے کے ذریعے کسی باطنی مجلس میں داخل ہو۔ تو چاہیئے کہ کلمہ طیبہ، درود یا لاحول وغیرہ پڑھے۔ اگر مجلس خاص حق ہوگی تو قائم رہ جائے گی۔ اگر مجلس باطل ہوگی تو زائل ہو جائے گی۔

بلکہ ان سے بیزار ہو کر اس قسم کے دیدار سے ہزار بار استغفار پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ دیدارِ حقیقی کا یہ طریق ہے کہ ظاہر وجود اہلِ دیدار کا تصورِ اسم کے ذریعے دریائے توحید میں غرق ہو کر انوار دیدار سے بھر جاتا ہے۔ اور جثۂ نفسانیت سے باہر آ کر معنوی طور پر گویا مر جاتا ہے۔ اور دیدۂ دل سے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن مادی حواس اور حادث آنکھیں انوارِ دیدارِ قدیم کو نہیں پا سکتیں۔ مرشد کامل طالب صادق کو روزِ اوّل علم دیدار سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔ علم دیدار کی تاثیر سے طالب کا دل زندۂ جاوید ہو کر ابدالآباد تک بیدار ہو جاتا ہے۔ کہ عالمِ حیات و عالمِ ممات میں قیامت تک اسے خوابِ غفلت نہیں چھوتی۔ جس شخص کو ایک دفعہ حاصل ہو جائے شرفِ دیدار دوام اسے ذکر فکر ورد وظائف مراقبہ وغیرہ سے کیا کام۔ ایسے الوری ناظر مدام حاضر صاحبِ نظارہ معراج کو مراقبے اور استخارہ کی کیا احتیاج ہے۔

ہوتا ہے دیدار سے حاصل یقین جس کو باور ہو تو اُس پر ہو یقین

یاد رہے کہ انسان کے وجود میں قربِ حق اور اللہ تعالیٰ کے لطف کے چودہ باطنی لطائف ہیں کہ جن کے کھل جانے اور زندہ ہو جانے سے جملہ ظاہری اور باطنی حواس نور ہو جاتے ہیں۔ اس کا ہر عضو مظہرِ انوار ہو جاتا ہے جس طرف نگاہ دوڑاتا ہے بے مثل تجلیٔ انوار پاتا ہے۔ اور سر سے لے کر قدم تک تمام وجود گرمیٔ تجلیات سے آگ کی بھٹی کی طرح جلتا رہتا ہے۔ حاضرات اسم اللہ ذات سے روشن ضمیر ہو کر واقفِ اسرارِ الٰہی ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں سالک پر ہر طرف سے وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لدنی نازل ہوتے ہیں۔

اے طالب! یہ مراتب معرفت، توحید، قرب، حضور اور انوارِ دیدار تم نے قبر تک آئینۂ دل میں دیکھنے اور حاصل کرنے ہیں۔ اسے مرتبۂ حق الیقین کہتے ہیں۔ یعنی عبودیت یا ربوبیت دوام۔ قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین (اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین حاصل ہو جائے)

شرح مشق وجودیہ

واضح ہو کہ وجود کے ہر عضو میں ایک باطنی لطیفہ ہوا کرتا ہے۔ جو اُس کیلئے گویا ایک نوری کلید ہے اور اس کے قفلِ حجاب کو کھولنے کا ذریعۂ وحید ہے۔ مرشد کاملِ راہبر، رفیقِ طریق طالب صاحبِ تصدیق صدیق کو پانچ قسم کے علوم دقیق عطا کرتا ہے۔ جنہیں پنج گنج اور لطائفِ انوارِ رحمت کہتے ہیں۔ یہ انوار طالب کے دماغ مقامِ روح میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے اسرارِ الٰہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس مقام اُمّ الدماغ الابیض میں

اس طرح سالک قبر کے اندر خود بیدار ہو جاتا ہے کہ حشر کے دن صور اسرافیل سے ہی بیدار ہوتا ہے۔
اور اس قسم کے سات لطائف قلب کے اندر ہیں۔ اور ایک لطیفہ مقام سینہ میں اس طرح قائم ہے جس طرح انگوٹھی میں نگینہ۔ اس لطیفے کے زندہ ہونے سے دل سے نفاق، بغض اور کینہ نکل جاتا ہے۔ اور سالک خاتمہ بالخیر عارف روشن ضمیر دیدہ بینا ہو جاتا ہے۔ ایک لطیفہ مقام ناف میں ہے جس سے طالب نفس کے خلاف اور منصف صاحب انصاف ہو جاتا ہے۔ دو لطیفے ہر پہلو میں ہیں۔ ان لطائف کے کھلنے سے تمام اوصاف ذمیمہ طالب کے وجود سے رفع اور دور ہو جاتے ہیں۔ اور روح فرحت پاکر زندہ ہو جاتی ہے۔ سالک کامل کا تمام وجود جب ان تمام لطائف کے انوار سے آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے اس وقت سالک مرتبہ لا تحد و لا عد کو پہنچ جاتا ہے اور روئے زمین میں اللہ تعالےٰ کا خلیفہ برحق ہو جاتا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفَۃً (اللہ تعالیٰ نے ازل کے دن فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں)
واضح ہو کہ جو فقیر خلاف شرع شریف ہو اس کا باطن بھی باطل ہے۔ اور اس کا دعویٰ جھوٹا اور بے اعتبار ہے۔ مرشد کامل مقام شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت اور مقام نور الہدیٰ اور مقام فنا و بقا، تصور، حضور، اور تصرف قبور سے اس طرح حصول دیتا ہے کہ طالب کو حیات ممات، خوف رجا، اور دوزخ و بہشت بھی یاد نہیں رہتے۔ اور جملہ ماسویٰ اللہ کو طالب بھلا دیتا ہے۔ یہ مراتب بھی شریعت کی برکت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ واضح ہو کہ انسان صرف گوشت اور ہڈیوں کے ڈھانچے کا نام نہیں۔ بلکہ انسان دل، دماغ پانچ حواس اور ذاتی صفات علم، ارادہ، قدرت، سمیع، بصیر، کلام اور حیات اور اس کے علاوہ دیگر انسانی صفات سے بھی متصف ہونے کا نام ہے۔ اسی طرح باطن میں انسان جب تک غیبی لطیفہ نوری وجود (اور غیبی) پانچ حواس اور سات صفات اور باطنی دل و دماغ یعنی چودہ باطنی لطائف سے زندہ اور تابندہ نہ ہو جاتے تب تک باطن میں اصلی آدم کی اولاد اور زمین پر اللہ تعالےٰ کا خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔
انسان کے یہ باطنی وجود مرشد کے نوری لطیفے سے طالب کے رحم دل میں پڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی مرشد اپنے نور کا نطفہ طالب کے رحم دل میں توجہ سے ڈالتا ہے۔ تو طالب کے بطن باطن میں یہ نوری لطیفہ پرورش اور تربیت پاتا ہے۔ اور دل بدن ترقی کرتا ہے۔ اور اس کے باطن میں تمام اعضاء تیار ہوتے ہیں۔ پھر اس میں چودہ لطائف اور حواس و صفات اور دل و دماغ پیدا ہو کر طفل نوری کی طرح بطن باطن سے تولد ہوتا ہے۔ اور روحانی ماں باپ کے حوالے ہو کر شیر نور سے اس کی تربیت اور پرورش ہوتی رہتی ہے۔ اور جب بڑا ہو کر بالغ ہو جاتا ہے تو مقام ارشاد میں قدم رکھتا ہے۔ اور اسے دیگر طالبوں کو تعلیم و تلقین کرنے اور انکو دل زندہ کرنے کی قابلیت حاصل ہو جاتی ہے۔

کی بخشش اور مرشد کامل ولی اللہ کی توجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

جو کر دیکھے کیوں کرے چوں و چرا   جب کہے اللہ گواہی دے رہا

یہ مراتب ہیں عارفانِ با خدا کے۔ اے احمق بے حیا! جو شخص ایک نظر دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اُن کی ہر بات اور ہر سخن اللہ تعالےٰ کے انوارِ دیدار سے ہوتی ہے۔

جو دیکھتے ہیں وہ دائم خموش رہتے ہیں | سدا لقا میں ہمہ چشم و گوش رہتے ہیں!
جو دیکھتے ہیں وہ خود کو چھپائے پھرتے ہیں | انہیں کی آنکھ سے خلقِ خدا سے چھپتے ہیں!
جو دیکھتے ہیں وہ خود کو ہیں نہاں کرتے | وہ تم سے مر کے جدا ہیں خود نہیں مرتے
جو دیکھتے ہیں سدا ہوشیار رہتے ہیں | خدا گواہ ہے با اعتبار رہتے ہیں
لقائے حق کو ہی اک دم میں سو بار دیکھا | یہ رتبہ ہم کو محمد کی ذات سے ہے ملا

(خیر الناس من ینفع الناس)

خلقت کو نفع اور فیض پہنچانے والی تین چیزیں ہیں۔ ایک بارانِ رحمت۔ دوم آبِ دریا سوم زراعت اور اسی کے موافق تین شخص معدنِ فیض و کرم ہیں۔ ایک عالم باعمل، دوم فقیر کامل۔ سوم حاکم بادشاہ عادل اہل ترس خدا پرست

باب (۳) سوم

شرح دعوت

جو شخص علم دعوت میں عامل ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ اوّل ترتیب ذیل سے نقش روضہ مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چولستان میں جہاں پاک زمین ہو آراستہ کرے اور اس روضہ مبارک میں حضرت سرورِ کائنات کی قبر مبارک کا نقش انگلی سے تیار کرے اور قبر کے اردگرد انگلی سے خوشخط لکھے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ اور پھر یہی تین دفعہ پڑھے۔ بعدہٗ دعوت سورۃ مزمل یا سورہ ملک یا سورہ انا فتحنا یا سورہ یٰسین شروع کرے۔ اور تصور اسم اللہ ذات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی روح مقدس کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ کرے۔ بے شک روح مبارک حضرت سرور کائنات صلعم مع جمیع اصحاب کبار و چاریار و حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ و حضرت شاہ محی الدینؒ حاضر ہو کر صاحب دعوت کو کلید دعوت عطا فرماتے ہیں۔ اور منصب ولایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ ابھی تک صاحب غوث ورد و وظائف دعوت سے فارغ نہیں ہونے پاتا ہے کہ اس کا کام فوراً سرانجام ہو جاتا ہے۔ بعدہٗ دوگانہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو بخش کر سورۂ ملک ختم کرے۔ تاکہ علم دعوت کا عمل روز بروز ترقی کرے۔ خواہ کسی حاکم بادشاہ کو معزول کرے یا کسی گدا کو شاہی منصب سے سرفراز کرے اور خواہ کوئی ملک آباد کرے یا ویران اور برباد کر دے۔

نقش یہ ہے

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اللہ ۔ اللہ ۔ ھو

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم　　لیس فی الدارین الا ھو الحق

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین

قبر محمد بن عبد اللہ صلعم

حضور و بحق ملک الارواح المقدسۃ ۔ اغثنی یا رسول اللہ یا حیات النبی
للہ فریاد رس یا خاتم النبین و شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

رب اللہ روضۃ المبارک محمد رسول اللہ ۔ اللہ اکبر　باب السلام　اللہ اکبر یا رب اللہ روضۃ المبارک محمد رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اللہ ۔ ھو ۔ اللہ

بعض لوگ اس کتاب میں حضرت محمد رسول صلعم کی قبر مبارک کا حال اور اس کی تعریف دیکھ کر جنگل میں قبر اور روضہ کا نقشہ بنا کر دعوت پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب دعوت پڑھنے والے کے پاس نہ آنحضرت صلعم کی روح پاک حاضر ہوتی ہے۔ اور نہ اس کا کوئی کام بنتا ہے۔ تو مصنف کے بیان اور فرمان سے بدظن اور بداعتقاد

(باقی اگلے صفحہ)

واضح ہو کہ یہ پنج گنج بے ریاضت رنج جس شخص کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہو جائیں۔ ان پانچ خزانے والوں کو اللہ تعالیٰ کا خزانچی کہتے ہیں۔ یہ لوگ لا یحتاج ہیں اور جن پر وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے حکم سے نگاہِ لطف و کرم کرتے ہیں انہیں بھی لا یحتاج کر دیتے ہیں۔ ایک فقیر کامل۔ دوم اہل دعوت عامل۔ سوم کیمیا گر۔ چہارم صاحب سنگ پارس۔ پنجم بادشاہ۔ اور مذکورہ بالا صاحب گنج چاروں فقیر کے محتاج اور زیرِ تصرف ہوتے ہیں یہ مراتب محض طریقۂ قادری میں ہیں۔

ہر تصنیف میں محض رسمی قیل و قال اور ذکر مذکور ہے لیکن اس فقیر کی تصنیف میں اللہ حی و قیوم کا نور حضور مستور ہے۔ نہ میں نے کسی کی تصنیف سے کچھ چرایا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے محض اللہ اور اس کے رسول سے صحیح طور پر پایا ہے۔ یہ فقیر حق سے ہو کر آیا ہے۔ اور وہاں سے حقیقت حق لایا ہے۔ اس لئے میری سب باتیں حق ہیں اور غیر ماسویٰ باطل سے بالکل مبرا مطلق ہیں۔

باہُو کو ہے بس یہی یاھُو مدام　　　ان مراتب کو نہ جانے مردِ خام

ہو کر اس پر جھوٹ اور افترا کی تہمت باندھتے ہیں۔ سو یہاں یہ فقیر اس دعوت کی حقیقت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اہل دعوت عامل کامل کو جس قدر بڑی مہم اور بڑا مشکل کام درپیش آتا ہے۔ اس کے حل کرنے کے لئے اسی قدر بڑے روحانی کی استمداد اور اعانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسی قدر طاقتور روحانی کی قبر پر دعوت پڑھنی پڑتی ہے۔ سو بعض مہم اس قدر اہم اور مشکل ہوتے ہیں کہ سوائے استمداد اور استعانت روحِ پاک حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مشکل آسان نہیں ہوتی۔ مثلاً اسلام اور کفر کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ تو ایسی حالت میں حضرت سرورِ کائنات صلعم کی روح پر فتوح کی فوری باطنی استعانت اور استمداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس وقت اہل دعوت عامل کامل آدمی چونکہ مدینہ منورہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ آنحضرت کی قبر مبارک پر دعوت پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے اہل دعوت اسی وقت پاک زمین اور ریت پر قبر مبارک اور روضہ شریف کا نقشہ انگشتِ شہادت سے بنا کر اس سے اصلی روضے اور قبر کا کام نکال سکتا ہے۔ اور اس پر دعوت پڑھ کر آنحضرت صلعم کی روح مقدس کو حاضر کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کام عام نفسانی مردہ دل شخص نہیں کر سکتا۔ یہ کام اس شخص کا ہے جو پہلے دعوت میں عامل کامل ہو۔ اور دوسری قبروں پر دعوت پڑھ کر روحانیوں کو حاضر کر سکتا ہو اور کلیدِ دعوت ہاتھ میں رکھتا ہو۔ قبروں پر دعوت پڑھنا اور روحانیوں کو حاضر کرنا بڑا مشکل اور دشوار کام ہے۔ چہ جائیکہ ایک مبتدی نفسانی مردہ دل آدمی حضرت سرکار دو عالم صلعم کی حاضرات کر کے انہیں اپنے نفسانی اغراض میں استعمال کرے اور ان سے اپنی دنیوی حاجات نکالے۔ یہ بھاری عامل کامل عارف سالک کا کام ہے۔ ہم نے بہت خام خیال نفسانی طالبوں کو محض اپنے ناجائز اور بے ہودہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

دعوت کی کئی قسمیں ہیں ۔ دعوت دم نوش ، دعوت سیم وزر فروش ، دعوت ترک خون جانِ حیوانات ریاضت کوش ، دعوت سلاح پوش ، دعوت بدل جوش ، وہ دعوت کہ جس سے تمام عالم کل مخلوقات میں فریاد اور خروش پیدا ہوتا ہے ۔ ان دعوتوں سے غالب دعوت دعوتِ دم نوش ہے ۔ اگر صاحب دعوت دم نوش تمام جہان والوں کو اپنے دم میں پکڑ کر جذب کرے تو اللہ تعالےٰ شاہد حال ہے ۔ کہ تمام لوگ اس جذب سے فوراً ہلاک ہو جائیں گے ۔ اس قسم کے عامل کو قاتل قتال صاحب قرب مست حال ، لسان السیف باقرب اللہ وصال صاحبِ حکم لبت کشا اور اہل مشاہدہ عین جمال کہتے ہیں ۔ دنیا و دولت کے لئے دعوت پڑھنے والے خام خیال بہت ہیں ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے حکم اور اس کے رسول مقبول صلعم کی اجازت کے بغیر دعوت پڑھتا ہے ۔ وہ عملِ دعوت اور کلید دعوت سے محروم رہتا ہے ۔ وہ دعوت کے ذریعے کسی مہم میں کامیاب نہیں ہوتا ۔ اہل دعوت کو جملہ انبیا اور اولیا اللہ کی صحبت اور ملاقات باطن میں دائمی طور پر حاصل ہو جاتی ہے ۔ مرشد کامل یہ سب مراتب دعوت تصور اسم اللہ ذات اور ذکر کلمہ طیب سے کھول دیتا ہے ۔ اور طالب ان حاضرات سے تمام سفلی اور علوی طبقات یعنی صفات سے تا ذات ۔ نور سے تا حضور ، عرش سے تا فرش ۔ لوح سے تا قلم ، ▮ دسے تا ماہی ۔

نفسانی مطالب کے لئے ورد و وظائف پڑھتے اور چلے کاٹتے دیکھا ہے ۔ اور بعض کسی عامل کامل کی اجازت کے بغیر قبروں پر دعوت پڑھنے کی جرأت کر بیٹھتے ہیں ۔ ایسے لوگ آخر میں رجعت کھا کر دیوانہ ، بیمار ، اور ہلاک ہو جاتے ہیں ۔

عملِ دعوت کے جاری اور رواں ہونے کیلئے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ایک یہ کہ اہل دعوت پڑھنے میں عامل ہو ۔ دوم اسے مرشد کامل کی اجازت حاصل ہو ۔ بعض لوگ نہ خود پڑھنے میں عامل ہوتے ہیں اور نہ اجازت میں کامل ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگ جب دعوت پڑھتے ہیں تو دونوں جہان میں خراب اور خستہ ہوتے ہیں ۔ بعض پڑھنے میں تو کامل ہوتے ہیں لیکن اجازت میں ناقص ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو بندوق چلانے اور نشانہ پر گولی لگانے میں تو قابل ہے لیکن لائسنس نہیں رکھتا اور جو شخص اجازت میں کامل ہے لیکن پڑھنے میں ناقص ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو لائسنس تو رکھتا ہے لیکن بندوق چلانے میں ماہر نہیں ہے ۔ پس دعوت میں عامل اور کامل وہ شخص ہو سکتا ہے جو پڑھنے میں بھی عامل ہو اور اجازت میں بھی کامل ہو ۔ اس کی دعوت سے ہر مشکل مہم حل اور آسان ہو جاتی ہے ۔ لہذا ناقص نفسانی آدمی کو چاہیے کہ ہرگز دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے اور عامل کامل شخص کی اجازت کے بغیر کوئی چلہ ۔ خلوت و ریاضت اختیار نہ کرے ۔ بعض لوگ کتابوں میں کسی اسم یا کلام یا دعوت کی تعریف اور ترتیب پڑھ کر خود بخود چلے میں بیٹھ جاتے ہیں ۔ اور کلام کا عمل شروع کر دیتے ہیں ۔ بعض کو ابتدا میں کچھ فائدہ حاصل ہونے لگ جاتا ہے ۔ لیکن آخر میں ایسی لازوال رجعت میں مبتلا اور گرفتار ہو جاتے ہیں ۔ کہ قیامت تک اس سے خلاصی نہیں پا سکتے ۔ اور دیوانہ ، مجنوں یا بیمار اور ہلاک ہو جاتے ہیں ۔

طے کرلیتا ہے۔ لیکن اِن مذکورہ مراتب والا بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید سے ابھی بہت دور ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قرب وصال کا خاصہ خلاصہ راہِ تصور، تصرف توجہ اور تفکر کا ہے۔ کہ جو بیان سے عیان اور قال سے وصال تک لے جاتا ہے۔ جو شخص یہ راہ نہیں جانتا اور حاضر ناظر آگاہ اور نگاہ کے مراتب نہیں رکھتا وہ شخص احمق ہے کہ پیری مریدی کرتا پھرتا ہے۔ اور طالبوں اور مریدوں کو خراب کرتا ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ اکبر الکبائر گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ ایسے مرشد قیامت کے روز سخت روسیاہ، شرمندہ اور معذب ہونگے۔

دعوت ایک نہائیت ہی اعلیٰ باطنی منصب ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت سے حاصل ہوتا ہے۔ دعوت ولائیت کا ایک خاص ممتاز مرتبہ ہے۔ احمق نفسانی لوگ دعوت کی خاصیت کیا جانیں۔ دعوت بغیر اجازت اور توجہ مرشد کامل جاری نہیں ہوتی اور مفید نہیں پڑتی۔ عامل پختہ وجود اہل دعوت ہر مطلب اور مراد کو بذریعہ دعوت پالیتا ہے۔ لیکن ناقص خام دعوت سے رجعت کھاکر الٹا خانہ خراب ہوجاتا ہے۔ عمل دعوت میں خاص عامل کامل وہ ہے کہ جو کوئی اس سے مراد دینی و دنیوی طلب کرے ایک ہفتہ یا پانچ روز کے اندر بذریعہ دعوت مراد و مطلب حاصل کردے۔ خواہ وہ مرتبۂ شاہی ہو یا مرتبہ معرفتِ الٰہی ہو۔ ہر طالب کو اپنے موافق مطالب اور ہر مرید کو اپنے مطابق مراد پہنچادے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ترجمہ: فرمایا تمہارے ربّ نے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

ایسی دعوت پڑھتا ہوں میں باخدا　　　بے خبر جس سے ملک ہیں ہر جگا

دعوت پڑھنے کے بہت طریقے ہیں۔ صاحب دعوت کو باطنی قوت اور توفیق چاہیئے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے اپنے سوال کا جواب باصواب حاصل کرے۔ صاحب دعوت جذب دعوت سے دشمن بدخواہ کا نور آنکھوں سے اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ یک دم عدو اندھا ہوجاتا ہے۔ اور دشمن کے تمام وجود ہفت اندام روح حیات کو اس طرح جذب کرلیتا ہے۔ کہ اس کے ہفت اندام خشک ہوجاتے ہیں اور وہ ہلاک ہوجاتا ہے۔ یا اگر بچ رہے تو تمام عمر دیوانہ مجنوں بے قرار اور بے آرام رہتا ہے۔ لیکن اہل دعوت کو چاہیئے کہ پہلے اپنے نفس پر تجربہ کرلے اور دعوت کے ذریعے پہلے اپنے نفس کو مارلے۔ بعدہٗ دیگر لوگوں کو مغلوب و مقہور کرے۔ عامل کامل وہ ہے کہ جملہ حیوانات جلالی و جمالی کھاتا پھرے اور اس کی دعوت رواں رہے۔ اس دعوت کی طریق اور توفیق اس شخص کو حاصل ہوتی ہے کہ اہل دعوت تصور اسم اللہ ذات حضور میں کامل اور دعوت روحانی اہل قبور کا عامل ہو۔ جو شخص اس طرح عامل اور باطن میں کامل ہوئے صاحب جذب جہاد الاکبر ذوی المرتبین اہل کرامات الکبیر فنافی اللہ فقیر کہتے ہیں۔

شرح دعوتِ دم

کل مخلوقات کی اصل دم سے ہے۔ جو شخص دم کو باطنی توفیق سے پہچانے وہ شخص واقفِ احوالِ قلوب ہوتا ہے وہ ہر طریق سے ایسی دعوتِ حقیقی پڑھ سکتا ہے۔ کہ جملہ علم علوم اس دعوت سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ دعوت کی چار قسمیں ہیں دعوت دم ستارۂ خاکی، دعوت دم ستارۂ بادی، دعوت دم ستارۂ آتشی اور دعوت دم ستارۂ آبی۔

اس قسم کی دعوت سے لوگوں کے درمیان موافقت، مخالفت، محبت، عداوت، یکتائی، جدائی اور تمام مہمات زندگی حیات کے کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس قسم کی دعوت کا پڑھنا عامل بے توفیق کا کام ہے۔ کامل وہ ہے کہ اگر چاہے دعوت پڑھنے سے نحس کو سعد بنا لے اور قہر و جلالیت سے پڑھے تو نحس اور سعد دونوں کو کھا پی لیتے ہیں ایسے عامل کو شمار عدد ابجد حساب بروج کواکب اور وقت سعد و نحس کی احتیاج نہیں رہتی۔ ایسے پیغام والہام کیلئے فرشتے وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی جس وقت اللہ تعالٰے کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہر سوال کا جواب با صواب پاتا ہے۔ جہاں فقیر کو اللہ تعالٰے کے ساتھ مصاحبت لِی مع اللہ وقت و مقام قرب و حضور ہے۔ وہاں سے فرشتہ وغیرہ بہت دور ہے۔ مرشد کیلئے طالب کو اس مقام پر پہنچانا بہت ضروری ہے۔ اس راہ میں اصل مراد اور حقیقی معاملہ اللہ تعالٰے کی معرفت، قرب اور وصال لازوال ہے۔ ذکر فکر ورد وظائف غیر شغل محض وہم وخیال ہے۔ یہ مراتب اہل ذکر خفیہ حاصل کے ہیں کہ جس سے ذاکر کے وجود میں بارہ لطائف کھل جاتے ہیں۔ اور ذاکر ہر ایک نور لطیفہ میں غرق انوار ہو کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب فقیر کامل کے ہیں۔ جب فقیر کامل اور ذاکر حامل ہر دو ایک اتحاد میں شامل ہو جاتے ہیں ایسے اللہ تعالٰے کی قدرت کا مجموع الذکر زندہ دم کہتے ہیں۔

قولہ تعالٰے،، ونفخت فیہ من روحی۔ جو شخص صاحبِ دم زندہ اور حضور بینندہ اور ذکر مذکور شنوندہ ہو جاتے ایسے صاحب یکقدم کہتے ہیں۔ ایسا شخص اپنے دم میں ہژدہ ہزار عالم کو پکڑ لیتا ہے۔ اور ہر علم ظاہر پنہانی منطق معانی بے واسطہ پڑھ لیتا ہے۔ ایسے علم سیکھنے کیلئے کسی کے پاس آنے جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بعض طالب خام اور ذاکر ناتمام مرشدانِ ناقص کو خواہ مخواہ کامل سمجھتے ہیں۔ ایسے مرشد اور طالب ہر دو اندھے ہوتے ہیں۔ دم دینار اور مال و دولت کی محبت ان لوگوں کے دلوں پر اس طرح قابو پا لیتی ہے کہ ایک دم اللہ تعالٰی کو بھلا دیتے ہیں۔

دم اول ہے دم ابد دم دنیا تمام — اور دم جس سے ملے جنت مقام

ایک سے دو دم ہوں اور دو سے چار — چار سے ہوں آٹھ تب ہو کیسا نگار

ستر ۲ دل، ستر دم میں اک ہو جاتی عجب — صاحب اسرار سمجھ پہنچ لیں سب!

روحی دم ہے یہ رحمت حق نما ۔ چھوڑ یہ دم نفس و شیطان و ہوا
ذکر سے دم نکلے تو جانو حضور ۔ ایسے ذاکر کے ہیں ہفت اندام نور

دمِ الثانی اور ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیا جاتا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقی ہو جاتا ہے اور دم مشرف دیدار ربانی حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے حاصل ہوتا ہے۔ جس سے طالب زندہ دم اور روشن ضمیر ہو کر زندۂ جاوید ہو جاتا ہے۔ کامل عارف وہ ہے کہ ہر نبی اور ہر ولی سے دم لے کر اس کے ساتھ اپنا دم ملا کر اس سے پیغام علام جواب سوال حاصل کر سکے۔ اس قسم کے عامل اہل دعوت کو زبان سے کچھ کلام وغیرہ پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ صرف خیال اور توجہ سے کام نکالتا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ پاک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ملا دعوت دم کی تشریح ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ یہ کہیں گے کہ جب کوئی شخص خود کامل اور اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ہر مراد پوری کرا سکتا ہے۔ اور ہر مشکل حل کرا سکتا ہے۔ اسے دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کی وساطت سے اور ان کے دم سے دم ملا کر کام نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کی طرف ایک الگ صفت سے تجلی ہوا ہے اور خصوصاً ہر نبی ہر ولی، ہر فرشتے اور ہر انسان کی طرف ایک علیحدہ صفت سے جلوہ گر ہوا ہے اس لئے ہر چیز اور ہر مخلوق میں اس علیحدہ تجلی کے سبب اختلاف رنگ و بود واقع ہوا ہے سو ہر چیز ایک الگ صفت سے ممتاز ہے۔ اور ہر نبی ہر ولی اور ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی ایک الگ صفت سے متصف اور اس کے علیحدہ اخلاق سے متخلق ہے۔

مثلاً آپ کا کوئی کپڑا پھٹ گیا ہے۔ اب اس کے سینے کیلئے ایک سوئی کی ضرورت ہے تو دنیا کے باقی تمام اوزار اس کے لئے بیکار ہیں۔ سوائے ایک ناچیز سوئی کے آپکا کام اور کسی قیمتی اوزار سے نہیں نکل سکے گا۔ اور اگر ایک معمولی لوہے کا چمٹا بنانا ہے تو وہ بغیر لوہار کے اور کسی کاریگر سے نہیں بن سکے گا۔ لکل فن رجال یعنی ہر فن کے لئے مخصوص آدمی ہیں۔ اسی طرح باطن میں ہر کام کے لئے مخصوص نبی، ولی اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت سے مختص اور ایک خاص کمال سے ممتاز ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام جذامیوں اور اندھوں کو اچھا کرتے اور مردے کو قم باذن اللہ کہہ کر زندہ فرماتے تھے۔ یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر میں کمال رکھتے تھے۔

سو یہ فن جس کا ہے۔ اس فن کے متعلق انہی نبی ولی اور فرشتے کی باطنی استمداد اور روحانی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہر مخصوص کام کیلئے ایک خاص نبی، ولی یا فرشتے سے دم ملا کر اس سے کام لیا جاتا ہے۔ سو اہل ایک دم اسکو کہتے ہیں جو ہر نبی، ولی اور ہر فرشتے سے دم ملا کر اسے حاضر کر سکے اور اس سے کام نکال سکے۔ یہ بہت بڑا بلند مرتبہ ہے۔

جو شخص علم دعوت یا تلاوت قرآن یا ذکر رحمٰن شروع کرے تو ابتدا میں بعض موکل آواز دینے لگ جاتے ہیں یا روحانی یا شہید خواب یا مراقبے میں ملاقی ہو کر کامیابی کی بشارت دیتے ہیں یا پڑھتے وقت موکلات فلکی مثلاً جنونیت وغیرہ کی خاص بو آنے لگتی ہے یا بعض اسماء کے پڑھنے کا اشارہ یا اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے یا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی طرف سے اس کلام کے پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر ابتدا میں ان احوال میں سے کچھ بھی معلوم نہ ہو تو اس دعوت سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا رجعت میں گرفتار ہو کر پریشان اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے بعض احمق اہل دعوت دم حیوانی، دم شیطانی، دم طیور، دم جنونیت یا دم ملکوت میں اتحاد و اتصال پا کر مطمئن اور مغرور ہو جاتے ہیں اور معرفت اللہ اور توحید سے رہ جاتے ہیں۔

ملائک کو ہے گرچہ قرب درگاہ　　نہیں ان کو حضوری لی مع اللہ

اہل قرب ایک وقت میں اس طرح دعوت پڑھتا ہے کہ اس کے ایک وقت کی دعوت کا عمل اور اثر قیامت تک جاری رہتا ہے خواہ وہ عمل فنا ہو یا عمل بقا۔ خواہ ویرانی کے لئے ہو یا آبادی کے لئے اور خواہ عمل بست ہو یا کشاد۔ ایسے اہل دعوت کو صاحب کل الکلید، کشائندہ اقفال المہمات توحید کہتے ہیں۔ ایسے صاحب تجرید و تفرید اور اہل ترک و توکل ہر قسم کی تقلید سے فارغ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالےٰ کی ذات کافی ہے۔

حسبی اللہ و کفےٰ باللہ و تبارک اللہ ط

اے طالب! اگر تو اللہ تعالےٰ کی طرف آئے تو اس کا در ہر وقت باز ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔ فقیر کامل کی زبان سیف الرحمٰن کن کی سیاہی سے آلودہ ہوتی ہے۔ اس کی بات گویا اللہ تعالےٰ کے امر اور قدرت کی آواز ہوتی ہے۔ واللہ غالب علےٰ امرہٖ۔ بعض دعوت سے بارہ سال پڑھنے کے بعد عمل جاری ہوتا ہے۔ اور مطلب برآری ہوتی ہے۔ بعض سے ایک سال بعض ایک ماہ، بعض ایک ہفتہ، بعض آٹھ پہر اور بعض ایک ساعت ہی میں عمل جاری ہو جاتا ہے۔ دعوت پڑھنے سے سنگین آہنی قلعہ موم کی طرح نرم ہو کر فوراً فتح ہو جاتا ہے۔ دعوت کے اثر سے قلعہ کے بہادروں کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔ اگر کفار، رافضی یا خارجی ہوں تو مسلمان اور تائب ہو جاتے ہیں یا جلاوطن ہو جاتے ہیں۔

۱؎ دعوت بڑا بھاری علم ہے۔ اہل دعوت باطن میں ایک اولوالامر بادشاہ کی سی قوت اور اختیار رکھتا ہے۔ ملکوں کی کنجیاں ایسے عاملوں کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہیں۔ ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں برستی ہیں اور زمینیں دار اعیانات سرسبز اور آباد ہوتی ہیں۔ آسمانی آفات اور بلائیں ان کے قدسی دم اور قدم سے دفع ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ اصلی بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصلی انسان آدم کی اولاد۔ باطنی طور پر زندۂ جاوید ہیں۔ باقی مردہ دل نفسانی لوگ (باقی اگلے صفحہ پر)

عامل اگر چاہے بادشاہِ ہفت اقلیم کو معزول کر دیتا ہے اور ایک مفلس گداگر کو تختِ سلطنت سونپ دیتا ہے اگر حالتِ جذب غضب میں آئے تو بہت دور سے دشمن بدخواہ کی جان لے لیتا ہے۔ اور اگر نوازش کرے تو ایک طرفۃ العین میں ہدایت غائت نصیب کر دیتا ہے اور حضورِ پرنور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ کہ طالب صاحب نظر ہو کر اولو الامر صاحب تصرف کو نین ہو جاتا ہے۔ اور اپنی صفتِ زندہ دم سے مردہ دل کو زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ تصور توفیق اور تصرف باطن تحقیق کے یہ راستے اسمائے ذیل سے رواں اور جاری ہوتے ہیں۔

ان کے مقابلے میں حیوان ناطق اور مردہ کی مثال ہیں۔ یہ لوگ اپنے پاک نوری لطیف قدسی نفوس اور باطنی جسموں سے دنیا میں گشت لگاتے رہتے ہیں اور دنیا کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ جن ملائکہ اور ارواح کے باطنی لشکر ان کے ہمراہ ہوتے ہیں اور وہ سب باطنی ہتھیاروں سے مسلح ہوتے ہیں۔ اور ان کے اشاروں پر کام کرتے ہیں جس طرف قہر اور جلال کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ باطنی غیبی لشکر اپنے غیبی ہتھیاروں سے اس ملک شہر اور گھر پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور وہاں تباہی مچا دیتے ہیں۔ مضبوط قلعے اور مادی سپاہیوں کے پہرے انہیں آنے جانے سے نہیں روک سکتے۔ ان لوگوں کے باطن میں روحانی مجلسیں اور کانفرنسیں قائم ہوتی ہیں۔ اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مہمات پہلے ان کی باطنی مجلسوں میں طے ہوتی ہیں۔ اور اس کے بعد ان کا ظہور و نفاذ ظاہری مادی حکام کے ہاتھوں اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہری مادی دنیا باطنی روحانی دنیا کا ظل اور عکس ہے۔ اللہ اور رسولؐ کے یہ نائب اور جانشین ہوتے ہیں۔ اور یہی اللہ تعالے کی زمین میں خلیفۂ برحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالے نے انہیں قرآنِ کریم میں اولو الامر کے صحیح خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ کیونکہ ان کا حکم روحانی دنیا کے عالم امر میں نافذ اور جاری ہوتا ہے اور عالم خلق عالم امر کے تابع ہے۔

قولہ تعالیٰ = الا لہ الخلق والامر ترجمہ "خبردار اس کے لئے ہے عالم امر اور عالم خلق" (ر)

قولہ تعالیٰ = قل الروح من امر ربی ترجمہ "کہہ دے اے میرے نبیؐ! کہ روح میرے عالم امر کی چیز ہے"

قولہ تعالیٰ = واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم

ترجمہ "اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور عالم امر کے فرمانرواؤں کی"

(نقشہ اسماء آگے ملاحظہ فرمائیے)

تصور

الله

دعوت

محمد

تصرف

یاد رہے کہ صاحب تصور با توفیق دعوت سے جملہ موکلات جنونیت اور ملائکہ کی حاضرات کر لیتا ہے اور صاحب تصرف تحقیق جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ مومن مسلمان کل مخلوقات کی حاضرات کرتا ہے۔ ایسا عامل کامل اہل تصور حضور اور صاحب تصرف غالب بر روحانیت قبور جس وقت دعوت منتہی شروع کرتا ہے۔ بڑے سے بڑے کام اور نہایت مشکل مہم کو ایک ہی قدم پر سر انجام کر لیتا ہے۔ اور اگر چاہے تمام روئے زمین کی مخلوق کو قید کی تسخیر میں لے آتا ہے۔

میں شہسوار ہوں ہے ہاتھ میں مرے تلوار　　میں قتل کرتا ہوں عالم کے موذی کفار

صحیح طریق سے دعوت کو پڑھ لے کوئی اگر — تو زیر حکم ہوں اس کے تمام زیر و زبر
عمل یا اہل حسن کے یہ ہے وہ خاص بر دو فقیر — عمل دعا عارف و تفسیر ہے وہ امیر
ہیں جذب و قہر سے دعوت پڑھیں اگر اکبار — مری نظر سے تباہ و ہلاک ہوں کفار
تو جو تیغ ہے یہ سر قلم کرے یک سر — یہی ہے رابعہ و بایزید سے بڑھ کر
ہے ایک بار تصور کے ساتھ دعوت ہیں — نہیں یہ مشغلہ صاحب ہوا و ہوس
پڑھے اگر کبھی دعوت کو کوئی اہل نظر — کرے مطالعہ لوح مرد اہل حضور
ہیں پڑھتے دعوت قرآن وہ قدردان لقا — وہ اہل دعوت صاحب عیان محرم رب
پڑھے جو دعوت وحدت طلب محرم نام — اسی سے ہوتے ہیں حل ایک دم مشکل کام
نہیں ہے دعوت کچھ کام خود فروشوں کا — ہے علم دعوت دم کام دل فروشوں کا
جو تجھ سے پوچھے کہ دعوت کا راستہ بتلا — رسول پاک سے منصب ہے کرونگا عطا
جو دم لقا کے تصور سے نکلے سالک کا — اسی سے ہوتا ہے سالک پہ مہربان خدا
جو دم تصور دیدار احمدی لاتے — تو اپنے پاس وہ سب جملہ اصفیا پاتے
ہے ایک دم ملکوتی اگر ہو تجھ کو نصیب — تو پائے جملہ ملائک کو اپنے پاس قریب
جو نہی جو دعوت دم ہو جہاں میں تیر ارسال — تو ہوئے اس سے تصرف ہیں تیرا سارا جہاں
یہی ہے دعوت لاسلب لازوال فقیر — یہ ہیں پڑھتے عارف واصل مدام اہل ضمیر
ہو جاتا نہیں سالک یہ علم دعوت دم — تو جانو خام ہے وہ مدعی نامحرم

صاحبِ دعوت دم جس وقت تصور روح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسم سے پکڑتا ہے۔ مجلس محمدی میں حاضر ہو جاتا ہے۔ تصور اسم سے سلطان الفقر حاضر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب اسم سے تصور شیخ کرتا ہے صورت شیخ حاضر ہو جاتی ہے۔ نیز تصورِ اسم سے روحِ جبرائیل حاضر ہو کر الہام دیتی ہے۔ اور تصورِ اسم سے روحِ میکائیل کی حاضرات کر کے جس قدر چاہے بارانِ رحمت برس جاتی ہے۔ اور تصورِ اسم سے روحِ اسرافیل کی حاضرات کر کے جس گھر، شہر اور ملک کی چاہے جذب سے روحِ آبادانی اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ وہ قیامت تک ویران رہتا ہے۔ اسی طرح حاضرات عزرائیل سے ایک دم میں دشمن کی جان قبض کر لیتا ہے لیکن چار موذیوں کو قتل کرنا عین ثواب ہے اول موذی نفس دوم موذی ظالم اظلم سوم موذی کافر چہارم موذی مردود و مرتد دشمن علماءِ عامل و فقراء کامل۔

جو شخص اس قسم کی مستجاب اور مقبول دعوت نہ پڑھتا ہو اور لا تصور و تصرف حضور دعوت دم نہ جانے وہ

نادان ہے کہ دعوت پڑھتا ہے۔ اور کامل عامل کے لئے بے رنج و ریاضت نفس کا مارنا اور اسے مطیع کرنا طاعت
ایک ساعت کا کام ہے۔ لیکن ناقص کے لئے معرفت، مشاہدہ طبقات۔ مطالعہ لوحِ محفوظ۔ قرب۔ توحید اور
انوار دیدار کا حصول نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ مرشد کامل مکمل اکمل جامع ان تمام درجاتِ ذات وصفات
تک طالب کو جلدی پہنچا دیتا ہے۔ یہ سب مراتب علم اکسیر[1] اور علم تکسیر کی قید میں ہیں۔ یہ تمام غنایت۔ عنایت۔ ہدایت
اور ولایت کے مراتب تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے مرشد کلمہ طیبہ سے کھول دیتا ہے۔ اسے مراتب معرفت
وصال کل کہتے ہیں ؎ گر تری آنکھیں ہیں بھائی دیکھ لے مجھ کو ذرا ؎ اک نگہ میری بہتر ہے از نعیم دو سرا

طالب اللہ کے لئے فرض اولین یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی ملے پہلے مرشد کامل ڈھونڈے اور جان توڑ
خدمت سے اسے اپنے اوپر مہربان کرے۔ مرشد کامل[2] وہ ہے کہ اول طالب کو
باطنی طور پر دولت دنیا کا بے حساب تصرف عطا کرے۔ دوم مرتبے میں طالب کو درجاتِ عقبیٰ حور و قصور بہشت
بہار سے سرفراز فرما دے اور سوم مرتبے میں طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ملتفت اور متوجہ کر کے غرق
انوار اور مشرف دیدار کرے۔ مرشد عارف باللہ نظار تین روز میں طالب صادق کو ان مراتب سے بہرہ
ور فرما دیتا ہے۔

---

[1] حضرت سلطان العارفینؒ کی کتابوں میں دو علوم علم اکسیر اور علم تکسیر کا ذکر بہت آیا ہے۔ سو واضح رہے کہ علم اکسیر سے مراد
علم تصور اسم اللہ ذات ہے۔ اور علم تکسیر سے مراد علم دعوت القبور ہے۔ باطنی سلوک اور روحانی دنیا کے تمام خزانوں
کے یہی دو کلید اور کنجیاں ہیں۔ اور ان ہر دو علوم کا حصول نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ ویسے دعوے تو بہت لوگ کر
سکتے ہیں۔ لیکن ایسے کامل عارف جو علم تصور اسم اللہ ذات میں کامل اور علم دعوت القبور میں عامل ہوں۔ دنیا میں عنقا کی طرح
کم یاب ہیں۔ یہ ابدی سرمدی بادشاہی ہر بوالہوس اور خام ناتمام آدمی کے حصے میں نہیں آیا کرتی۔

سرِ علم عشق بوالہوس را نہ دہند
سوز دل پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید تا دوست آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند

[2] مرشد کامل پہلے پہل دنیا اور دولت کا بے حساب تصرف عطا کرتا ہے۔ تاکہ اس کے دل میں استغنا اور دنیا سے
بے نیازی کے جذبات پیدا ہو جائیں۔ جب تک طالب کا دل دنیا اور دولت سے سیر نہ ہو جاتے وہ اسے ترک نہیں
کر سکتا جب تک طالب دنیاوی طور پر محتاج اور ظاہری طور پر مفلس رہتا ہے۔ اس کو دنیا کی طلب (باقی اگلے صفحہ پر)

بڑی بڑی دینی و دنیوی حاجات اور مشکل مہمات کی کنجی فقیر اہل توحید کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر چاہے مفلس گداگر کو ہفت اقلیم کا بادشاہ بنا دے یا معزول کر کے بادشاہی سے علیحدہ کر دے۔ صاحب باطن لوگوں کو توجہ سے علم غیب کے ماضی حال اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لئے مختلف طریقے ہیں۔ بعض نماز استخارہ سے بعض متوراسم اللہ ذات سے، بعض بذریعہ مراقبہ بعض کو مطالعہ لوح محفوظ۔ بعض کو فرشتوں سے الہام بعض کو قرب اللہ سے الہام، بعض کو عرش معلے سے جواب باصواب بعض کو انبیاء و اولیاء سے پیغام بعض کو وقت تلاوت قرآن سے آواز، بعض کو رب جلیل کی حضوری سے صحیح دلیل۔ بعض کو مقام وحدت سے بذریعہ وہم بعض کو بتصور تصرف حضور، بعض کو بذریعہ دعوت شہسواری قبور عینی حالات معلوم ہوتے ہیں۔ فقیر صاحب قوت العلوم وہ ہے کہ ان سب اعمال کا عامل اور ان سب شغل اشغال میں کامل ہو۔

پڑھ دعوت جو نہ جانے خام ہے	مانگنا لوگوں سے اس کا کام ہے!
جو کہ کامل ہے وہ لا یحتاج ہے	باطنی دنیا میں اس کا راج ہے!
کام عاجز گرچہ کرتا ہے بیاں	بول مت مرشد ہے تیرا یا عیاں

جہاں معاملہ بالکل عین عیاں ہے وہاں کیا حاجت قال و بیان ہے۔

دولت کامل ہے بے نصیبوں کو نصیب	پھیرتا خالی نہیں مولیٰ حبیب

رہتی ہے۔ وہ دنیاوی لذات کا خواہاں ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کے تصرف میں یہ چیزیں آجاتی ہیں تو اس کی نظروں میں اس کی قدر اور وقعت گھٹ جاتی ہے۔ اور وہ ان سے دل نہیں لگاتا۔ دنیا کی بے ثباتی اور حقیقت اس پر واضح ہو جاتی ہے۔

جب طالب اس درجے سے گذر جاتا ہے۔ تو پھر اس کو دولت عقبیٰ سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ اور اسے بہشت، حور و قصور کی لذتوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور آخر میں اسے اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ کر کے غرق انوار اور مشرف دیدار کیا جاتا ہے۔ ایسے طالب کو عقبےٰ اور بہشت کی بھی طلب نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کا مشاہدہ چاہتا ہے۔

فقیر کاملؒ طالب صادق کے لئے جو مرتبہ نصیب باطن میں حضور حضرت محمد صلعم حبیب کی بارگاہ سے دکھاتا ہے وہ ہو بہو اسی طرح اسے پاتا ہے۔ فقیر کامل عامل جو دعوت میں صاحب حکم و توجہ ہو اسے نصاب زکوٰۃ وقت سعد و نحس اور حساب عدد و شمار بروج و کواکب دور بابعد، بدل قفل ترک حیوانات جلالی و جمالی اور غسل و دوگانہ روزہ خلوت چلّہ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ سب وسوسے خطرات اور وہمات خام اور ناقص ناتمام اہل دعوت کے لئے ہوتے ہیں ؎

میں ہوں عامل اور ہوں کامل فقیر عالم ارواح پر ہوں میں امیر

علم دعوت کا پڑھنا اور ہر آفت و بلا سے سلامت محفوظ باشعور رہنا کاملوں کا کام ہے۔ ناقصوں کے لئے بہتر ہے کہ دعوت نہ پڑھیں اور علم دعوت میں دم نہ ماریں چاہے کوئی ان کی گردن تک اڑا دیں یا ہزار اشرفی پیش کریں ہرگز قبول نہ کریں۔ کیونکہ شیطان لعین تیس ہزار سال تک علم دعوت پڑھتا رہا اور فرشتوں کو پڑھاتا رہا ہے۔ اس علم کی مستی انانیت اور کبر و غرور نے اسے آدم علیہ السلام کے سجدہ اور اللہ تعالیٰ کے امر سے باز رکھا۔ پس اصل علم معرفت، محبت، توحید اور ہدایت کا ہے۔ اور اس علم کی فرمان برداری عالم پر فرض ہے ؎

ؔ اہل دعوت کامل کے لئے قاعدے اور قانونوں اور دعوت کے لوازمات اور شرائط کی پابندیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً نصاب زکوٰۃ بدل قفل روزہ خلوت پرہیز جلالی و جمالی ترک حیوانات تعین وقت جائے مقیم وقت سعد و نحس وغیرہ یہ پابندیاں ناقص اہل دعوت کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ جنہیں باطنی رجعتوں اور آفتوں کا خطرہ اور اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کامل عامل چونکہ دعوت اللہ تعالیٰ کے امر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن اور مرشد کامل کی اجازت سے پڑھتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حفظ اور امان میں ہوتا ہے۔ اور اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور وہ دعوت محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی خوشنودی کے لئے پڑھتا ہے۔ جو لوگ دنیا کی خاطر یا امراء یا اہل دنیا رؤساء اور بادشاہوں کی تسخیر کے لئے علم دعوت پڑھتے ہیں انہیں ہر قسم کے بلا اور آفات کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ اور وہ ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ ہر وقت حصار میں رہتے ہیں۔ ان سے اگر تھوڑی سی غفلت اور پرہیز میں کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے۔ تو موکل موقع پا کر اسے پاگل دیوانہ یا بیمار کر کے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ اس لئے ناقص خام نفسانی آدمی کو ہرگز دعوت میں دم نہیں مارنا چاہیئے۔

دعوت جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہ کام اس آدمی کا ہے جو جنات ملائکہ اور ارواح (باقی اگلے صفحہ پر)

علم ہے پیغام اور دانش بیاں — ہیں بہت کم عالم علم عیاں!
علم سب باتیں ہمیں پائے عمل — ہیں کہاں دنیا میں عالم باوہ بال
علم ہے حرفوں کا اور نورِ حق — کون ہے عالم فنا فی اللہ غرق!
معرفت ہے نور عارف باحضور — ہے وہاں نے ذکر و فکر نے شور
علم ہے اک ذکر سوئے معرفت — ہے وہی عالم جو ہو عارف صفت
علم حق سے ہم کو یہ حاصل ہوا — علم ہے توحید باقی سر بسر ہوا
علم میں عزو نہ ہو معنی و طرز — سب کرتا ہوں اسے میں بالنظر
علم ہے عین الیقین عین الحیات — ہے وسیلہ علم توحیدی بذات

قولہ تعالیٰ: لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ط (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ تو اسے اپنا کفیل بنا اور کارساز مقرر کر) ۔

اسم اللہ ذات نور — ہے سرِ اسم اللہ لے جائے حضور

فقیر کامل صاحب قرب اللہ پروردگار کو دعوت پڑھنے سے کیا سروکار بلکہ دن رات چلوں اور خلوت میں بے حد دعوتیں پڑھنے اور لڑائی کے لئے پیادہ اور سوار بکھو کھا فوج جمع کرنے اور کروڑوں روپے خرچ کرنے سے فقیر کامل کی ایک توجہ ہزار بار بہتر ہے۔ فقیر کامل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب یا کنہ کن اور کلمہ طیب کی حقیقت سے توجہ جانے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دعوت کے چار حروف ہیں۔ د، ع، و، ت۔ حرف د سے دوام صاحب مشاہدہ حضور ہو۔ حرف ع سے عیاں ہیں، عیاں بخش، عالم عین العلم ہو، حرف و سے واردات غیبی اور الہام و جواب باصواب ہر آیات سے دکھانے والا ہو۔ اور حرف ت سے صاحب توجہ، صاحب تصور

زبردست اور زیادہ روحانی طاقت کا مالک ہو اور اس غیبی لطیف مخلوق پر غالب ہو کمزور خام ناتمام مردہ دل نقصانی آدمی کا کام نہیں ہے۔

۲؎ یہاں حضرت سلطان العارفین فقیر کامل کے انتہائی مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسے دعوت پڑھنے کی کبھی ضرورت نہیں رہتی اور نہ اسے ورد وظائف کی حاجت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ صرف نظر سے کام کرتا ہے۔ وہ جس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ فوراً تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ اس کی توجہ مشکل سے مشکل عقدہ کو آنِ واحد میں کھول دیتی ہے۔

صاحب تصرف۔ صاحب تفکر۔ صاحب تہاون، صاحب تمثل۔ صاحب ترک، صاحب توکل۔ صاحب توحید۔ صاحب تجرید صاحب محاسبہ و تفحص نفس اور صاحب توفیق ہو کر ان جملہ مراتب کی توفیق کو عمل میں لاتا ہو اور ہر دعوت سے پھل کھاتا ہو۔ علم دعوت کی خاصیتیں بے حد بے شمار ہیں۔ اگر تمام لکھی جائیں تو ایک علیحدہ دفتر کی ضرورت ہو گی۔ اس لئے یہاں مختصر طور پر تحریر کی گئی ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے کو ملال نہ آئے لیکن وہ منتہی دعوت جس سے ایک ساعت میں جملہ مطالب حل ہو جاتے ہیں۔ وہ دعوت نور۔ دعوت قبور اور دعوت حضور بمد نظر اللہ منظور ہے۔ اسے دعوت اتم اور دعوت ختم بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ ہر کل و جزء کا تصرف اور ہر علم عمل میں لانا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ پنج گنج بے حساب و بے رنج اور پانچ طرح کے علم علوم یعنی علم ظاہر رسم و رسوم اور علم حی و قیوم سے طالبوں اور شاگردوں کو بطریق فیض فضل بہرہ ور فرمادے اور ہر علم کا عمل توفیق اور امتحان تحقیق طالب کو دکھادے اور ہر طریق سے پہنچا دے۔ اوّل مطالعہ علم و درس غنایت لاشکایت، علم و درس حکمت یہ ہے۔ کہ طالب کو اکسیر کیمیا کا خزانہ عطا فرما دے لیکن طالب صادق جاں فدا اور لائق عطا ہو۔ طالب ناقص کو محرم کرنا سراسر خطا ہے۔ دوم مطالعہ علم و درس یہ ہے کہ طالب صادق کو ذکر حال بخشے۔ تاکہ طالب ذکر کمال لازوال سے فکر فناء نفس میں مراقبہ کر کے اللہ تعالےٰ کے قرب اور مشاہدہ حضور وصال میں جا پہنچے۔ سوم خزانہ علم و درس یہ ہے کہ طالب کو علم دعوت تکسیر عطا فرما دے تاکہ طالب بذریعہ دعوت جملہ ارواح اہل ممات انبیاء و اولیاء اللہ اور تمام موکلات کی حاضرات کر کے ان کی امداد حضور اور برکت دعوت قبور سے جملہ اہل حیات امراء بادشاہ وغیرہ کو قید تسخیر میں لے آئے۔ چہارم خزانہ علم و درس یہ ہے کہ مرشد طالب کو آیات قرآن میں سے اسم اعظم مرحمت فرما دے جس کے ورد سے طالب باجمعیت لایحتاج اور واصل باللہ ہو جاتے۔ پنجم گنج مطالعہ علم و درس یہ ہے کہ مرشد طالب کو علم توجہ، علم تصور۔ علم تصرف۔ علم تفکر۔ علم معرفت۔ علم تجلئ انوار۔ علم استغراق مشرف دیدار۔ علم نفس فنا و روح بقا اور علم توفیق و علم تحقیق میں کامل بنا دے کیونکہ پہلے موت ہے اور پھر معرفت۔ اوّل فنا ہے پھر بقا اور لقاء، اول ظہور انوار ہے پھر دیدار۔

یہ ہے راہ یقین واعتبار یہ جملہ مراتب ذات وصفات مرشد کامل اسم اللہ ذات کے ذریعے اور قرآن یعنی اتباع شریعت میں سے طالب اللہ کو حصول دیتا ہے۔ کیونکہ جملہ مراتب قرآن میں ہیں اور قرآن پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں یہی ہے راہ حق۔ برحق مطلق اور حقیقی راہ توحید۔ بدعت باطل سے بعید۔ النہایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ ترجمہ "جب کسی امر کی انتہائی منزل آجاتی ہے" کامل وہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات کی توجہ اور باطنی نظر سے طالب کے دل کو اس طرح بیدار کر دے۔ کہ طالب غرق انوار اور مشرف دیدار ہو کر جملہ ماسویٰ نامشروع سے بیزار ہو جاتے۔

ابیات

اسکے دیدار میں حائل کوئی دیوار نہیں | مردہ دل کس طرح دیکھے کہ جو مشتاق نہیں!
جس کو آسکتا ہے نظر اس پہ ہیں سب راز عیاں | چھپتے آتا ہے اس شخص کی جو کچھ تو جہاں
دیکھ لیتا ہے جو وہ خود کو چھپا لیتا ہے | طالب آغاز میں یہ مرتبہ پا لیتا ہے
کر لے اے طالب حق راہِ خدا میں ہمت | ترک کر عیش کو اور چھوڑ دے مال و دولت

مرشد پر فرض ہے کہ طالب سے پوچھے کہ اے طالب! باطنی علوم کے ان پانچ خزانوں میں سے تجھے کونسا خزانہ چاہیئے۔ تاکہ تجھے عطا کردوں۔ طالب ہر مطلوب مرشد کامل سے طلب کر کے حاصل کرے۔ تاکہ طالب کے دل میں متاع دنیا و آخرت میں کسی چیز کی خواہش اور احتیاج باقی نہ رہے۔

مراقبہ تین قسم کا ہے اوّل مراقبۂ توفیق مثل معراج، دوم مراقبۂ درجات و سیر طبقات، سوم مراقبۂ الہام از قرآن آیات جس کو کشف حضوری حاصل ہو جاتے۔ اسے زبانی قیل و قال اور مطالعہ علم بیان سے شرم آنی چاہیئے۔ من عرف ربہٗ فقد کلّ لسانہٗ۔ مرشد کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کا طالب مشرفِ دیدار اور دوام حضوری ہو۔ یہ قوت توفیق اور راہِ باطن تحقیق مرشد کامل قادری سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ تزکیہ نفس سے نفس پاک ہو کر قید میں آجاوے۔

۱؎ قبر پر دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک قبر کے پاس بیٹھ کر دعوت پڑھی جاتی ہے۔ دوم قبر کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر دعوت قرآن پڑھتے ہیں۔ سوم قبر کے اوپر گھوڑے کی طرح چڑھ کر دعوت پڑھنا بہت مشکل کام ہے۔ قبر کے پاؤں کی طرف قرآن پڑھنے سے روحانی تنگ ہوتا ہے۔ اور قبر کے اوپر دعوت پڑھنے سے روحانی پر پہاڑ جیسا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قبر پر دعوت پڑھنا عامل اور کامل آدمی کا کام ہے۔ اگر نفسانی تمام عمر قبر پر دعوت پڑھے تو نہ اس کے پاس روحانی حاضر ہوتا ہے۔ اور نہ ہمکلام ہوتا ہے۔ نفسانی مردہ دل آدمی ہرگز قبر پر دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے۔ عامل کامل آدمی جس وقت رات کو دعوت پڑھتے وقت قبر کے ارد گرد اذان اور بانگ پڑھتا ہے۔ اذان کے سنتے ہی فوراً روحانی حاضر ہو جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت قبر سے سخت رعب اور جلال ٹپکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی مٹی کی قبر نہیں ہے۔ بلکہ شیر یا اژدہا منہ پھاڑے بیٹھا ہے۔ اس وقت مردہ دل نفسانی آدمی اگر قبر پر قدم رکھے تو اس کی جان نکل جاتی ہے۔ لیکن نفسانی مردہ دل آدمی خواہ قبر کے ارد گرد ہزار دفعہ بانگ پڑھے اور دن رات قرآن کی تلاوت کرے۔ روحانی ہرگز نفسانی آدمی کے پاس حاضر نہیں ہوتا۔ کیونکہ نفسانی آدمی کے نہ دم اور دل میں باطنی قوت ہوتی ہے۔ اور نہ اس کی تلاوت کلام اللہ سے کچھ نور پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ روحانی اور ملائکہ کی غذا ہوتی ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور تصفیہ قلب سے دل روشن مصفا ہو کر رونما ہو جاتے۔ تجلیہ روح سے راہِ معرفت و توحید کھل جاتے اور
تجلیہ سر سے مقام فنا فی اللہ میں داخل ہو جاتے۔ جو شخص اس طرح اپنے وجود کو باطنی نور اور قرب حضور سے پختہ بنا لے
اسے لائق ہے کہ دعوت پڑھے۔ جس وقت صاحب دعوت عامل اہل القبور، کامل اہل حضور اور اکمل بمد نظر اللہ منظور کسی
ولی کی قبر پر دعوت پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ یا اس کی زیارت کے لیے روانہ ہوتا ہے۔ تو ابھی اپنے گھر سے باہر قدم
نہیں رکھنے پاتا کہ روحانی اس کے استقبال اور پیشوائی کے لیے آگے آ کر اس کے ساتھ ہم سخن اور ہمکلام ہو جاتا
ہے۔ چنانچہ قبر تک پہنچنے سے پہلے الہام دیتا ہے۔ بذریعہ وہم یا از راہِ خیال فہم یا از مخفیہ قلب الہم یا از جثہ نور
ایمان یا از جثہ شہادت بجان حقیقت ماضی، حال اور مستقبل بیان کر دیتا ہے۔ ابھی اہل زیارت قبر تک پہنچنے نہیں پاتا
کہ اس کا دینی و دنیوی کام مشکل اور مہم آسان ہو جاتی ہے۔ جو شخص کسی قبر پر دعوت پڑھنے کی نیت سے نکلے اگر
قبر تک پہنچنے سے پہلے روحانی استقبال کے لیے حاضر نہ ہو جائے۔ تو سمجھے کہ روحانی غصے غضب اور جلالیت
سے قبر پر جلوہ ہے۔ اور اس کی قبر میں تند مرکب یا بربط ہے۔ اور روحانی قبر میں جنگ کارزار کے لیے تیار اور
خلوت خانہ قبر میں ہوشیار ہے۔ اگر اہل دعوت عامل قبور اور کامل حضور ہے قبر پر پہنچ کر اول فاتحہ پڑھے۔ بعد
ازاں تصور اسم اللہ ذات سے مراقبہ کر کے جثہ نور کی توفیق اور رفیق کی رفاقت سے روحانی کی قبر میں داخل
ہو جائے۔ اور اسم اللہ ذات کی حقیقی توجہ اور تصور کے درجات میں روحانی کو قید کرے۔ تصور اسم اللہ
ذات کے غلبے اور تصرف سے روحانی ہم سخن اور ہمکلام ہو جائے گا۔ اور جملہ دینی و دنیوی حاجات روحانی
سے حل ہو جائیں گے اور اگر عامل صاحب دعوت قبور دیکھے کہ روحانی قہر اور جلالیت سے پڑھنے والے کو اپنے
نزدیک آنے نہیں دیتا۔ تو عامل اہل دعوت کو چاہیے کہ آپ مجلس اور [illegible] سے روحانی کو مرتبہ سے بے مرتبہ
اور منصب سے بے منصب اور ولایت سے بے ولایت کر دے۔ اور اس کا غوثی و قطبی درجہ اور مرتبہ شہادت سلب کرے

بعض کامل عامل آدمی جس وقت کسی اہل قبر روحانی کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے تو روحانی فوراً استقبال اور پیشوائی کیلئے اہل دعوت کے سامنے
آجاتا ہے۔ اور اپنے آنے کا اعلام اور الہام بذریعہ دلیل یا وہم یا آواز یا خوشبو یا رقت قلب۔ غرض کسی نہ کسی طرح اہل دعوت کو آگاہ کرتا
ہے۔ روحانی اژدہا کی طرح قبر کے غار میں عالم برزخ کے جنگل میں گھسا ہوا ہوتا ہے۔ اہل دعوت جوگی اور قلندر کی طرح جب قرآن
کی بین بجاتا ہے۔ تو قرآن کی آواز سن کر روحانی فوراً حاضر ہوتا ہے۔ اور ادب سے سر ڈال کر قرآن سنتا ہے۔ اور اہل دعوت کی
بغل میں آ بیٹھتا ہے۔ اور اسے خزانہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسی بارے میں کہا گیا ہے "ہر جا کہ گنج است آنجا مار است"۔ دعوت
کا بہت عظیم جلیل القدر علم ہے۔ کسی سعادت مند طالب قادری کو یہ نعمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے طریقے والے اس علم سے بالکل بے خبر ہیں۔
۲ ایک دفعہ مجھے ایک ملتانی خانوادہ کے ایک بہت بڑے بزرگ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس بزرگ (باقی اگلے صفحہ پر)

بعدازاں روحانی تائب اور تابع ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لے کر عاجزی سے زبان کھولتا ہے۔ اس کے بعد اہلِ دعوت کامل بذریعہ تصور اسم اللہ ذات اسے دوبارہ مرتبہ ولایت بخش دیتا ہے۔ اس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور پڑھنے والا صاحب شجاعت شہسوار، صاحبِ ذوالفقار، قاتلِ موذی کفار۔ دوام حاضر مجلس نبی صاحب دین قوی خاص مردِ خدا ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے ہی مقام حضور اور نیز مقام کشف القبور کھل جاتے ہیں۔ لیکن کشف القبور سے مقام حضور ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ کی الف سے الف ۱۰۰۰ الہام اور الف ۱۰۰۰ مقام اور الف ۱۰۰۰ علوم ختم تمام حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو طالب اوّل ان جملہ مراتب کشف القلوب، کشف القبور اور مراتب حضور کو ایک دم میں طے نہ کر لے ہرگز مرتبہ فقر و معرفت کو نہیں پہنچتا۔ چاہے تمام عمر ریاضت سے سر پتھر پر مارتا رہے۔ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا اهل القبور۔ ترجمہ: "جب تم کسی امر میں حیران اور عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد حاصل کرو"۔ اگر مردہ دل اور بے باطن تمام عمر قبر پر پڑھتا رہے ہرگز روحانی سے جواب باصواب نہیں پاتا۔ بلکہ رجعت کھا کر الٹا نقصان اٹھاتا ہے۔ واضح ہو کہ خزانہ کیمیا، سنگ پارس کا خزانہ، خزانہ اسم اعظم اور خزانہ نظر عظیم یہ جملہ خزانے اہل دعوت قبور باطنی قبور باطنی قوت اور توفیق سے اپنے تصرف اور قبضے میں لے آتا ہے۔ کہ ہر موکل اور روحانی لا کر حاضر کر دیتے ہیں۔

کے بے شمار مرید ہیں۔ میں نے ان سے دوران گفتگو میں سوال کیا کہ آپ لوگ قبروں پر دعوت پڑھنے اور انہیں حاضر کر کے ان سے مشکل مہمات میں امداد اور اعانت حاصل کرنے کا طریقہ جانتے ہیں۔ تو اس نے اس علم کا قطعی انکار کیا۔ اور کہا کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کی روح واپس دنیا میں نہیں آ سکتی۔ ہم صرف اس قدر کر سکتے ہیں کہ اس کی روح کو فاتحہ پڑھ کر بخش دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچا دیتا ہے۔ خواہ وہ فاتحہ گھر بیٹھ کر پڑھا جائے۔ خواہ اس کی قبر پر۔ غرض وہ بزرگ اس علم سے صرف بے بہرہ اور عاری ہی نہ تھا بلکہ وہ اس علم کا منکر بھی تھا۔ میں اس کی یہ کور چشمی اور جہالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ حالانکہ وہ ایک بڑے بھاری سجادہ نشین اور گدی کا مالک اور پیر مغاں بنا ہوا تھا۔ عام لوگوں میں اس کی بزرگی اور مشیخت کا بڑا چرچا تھا۔ خواجہ حافظؒ نے سچ فرمایا ہے ؎

راز درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس　　　کین حال نیست زاہدِ عالی مقام را

دنیا میں بہت بزرگ ہیں۔ جنہیں باطن کی مطلق خبر نہیں۔ کسی اسم اور کلام کے عامل ہوتے ہیں۔ نفسانی لوگ مکھیوں کی طرح ان پر گرتے ہیں۔ ان کی تسخیر خوب چلی ہوئی ہوتی ہے۔ لوگوں میں غوث، قطب، ولی کامل اور خواجہ و مخدوم کے لقب سے مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک ان کی کچھ قدر اور وقعت نہیں ہوتی۔ لوگوں میں شاہانہ مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن مکھی کی طرح ان کا نشیمن جیفۂ دنیا ہوتا ہے۔ دنیا کی خاطر ہر وقت تسبیح گھماتے ہیں۔ اور ہر زبانِ سادہ لوح کا شکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں حافظ شیرازی یہ فرماتے ہیں۔ ندہم ملنگن بے شیخ تو دانہ ہائے تسبیح ؛ کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامے

کیونکہ موکلات اور روحانی اہل دعوت قبور کے محتاج ہوا کرتے ہیں۔ اور اہل دعوت لا احتیاج دوام صاحب حضور ہوتا ہے۔ مرشد طالب کو یہ مراتب پہلے روز ضرور عطا کر دے۔ ابیات

پہلے تو مرشد سے کر دنیا طلب	بعد ہٗ حاصل ہو تجھ کو قرب رب
اسم اعظم کی طلب کر بعد ازاں	تاکہ تو بے غم ہو اندر دو جہاں
کر طلب مرشد سے تو قدرت امر	تاکہ تیری دید سے ہو خاک زر
پھر طلب مرشد سے کر دیدار تو	کُن کا ہو گا محرم اسرار تو
آنکھ ہے وہ جو کہ ہو دیدار بیں	جو کہ بے دیدار ہو وہ ہے لعیں

دعوت منتہی کے پڑھنے سے عرش۔ کرسی۔ لوح و قلم۔ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ غرض تمام باطنی کائنات ماہ سے ماہی تک جنبش میں آجاتی ہے سا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا قیامت قائم ہو رہی ہے۔ اور ہر شرہ ہزار عالم میدان حشر میں عبرت اور حیرت کھا رہے ہیں۔ جب تک اہل دعوت اس دعوت سے فارغ نہ ہو لے یہی حالت رہتی ہے۔ دعوت یہ ہے۔

قرآن ہو اور قبر ہو اور پڑھنے والا صاحب قرب زندہ قلب۔ یہ ہے مراتب دائرہ دل بادم۔ محض حاضرات اسم اللہ ذات سے ہی انبیاء اور اولیاء اللہ کی ملاقات اور صحبت کا راستہ کھلتا ہے لیکن مرشد کامل کی توجہ اور نگاہ ہمراہ ہونی چاہیئے۔ زندہ نفس اور دل سیاہ لوگ اس راہ سے بالکل بے خبر ہیں جس شخص کا تصور اسم اللہ ذات سے نفس ہوا و ہوس اور اوصاف ذمیمہ سے پاک ہو کر مر جاتا ہے۔ وہ زندہ قلب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور سے جواب بذریعہ الہام پاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی توفیق بالتحقیق رکھتا ہو اسے دعوت پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام فقیر صاحب توجہ، فیض بخش، اہل معرفت کامل اور اہل دعوت عامل کا ہے۔ کہ خاص مقام حضور میں جا کر تصور سے دعوت پڑھے۔ یا اللہ تعالیٰ کے قرب سے طریق تصور جانے۔ ایسا عامل کامل اللہ تعالیٰ

۱؎ تقدیر کا مسئلہ ایک نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بہت لوگوں کو اس میں سر کھپاتے دیکھا گیا ہے۔ لیکن کسی سے اس کا شافی اور کافی جواب بن نہیں آتا مسئلہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ مقدرات اور امورات لوح محفوظ پر لکھ چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا تھا ہو چکا ہے۔ تو پھر دعا مانگنا اور کوشش کرنا اور کسی نبی یا ولی کی امداد اور سفارش طلب کرنا بے سود اور بے فائدہ معلوم ہوتا ہے واضح ہو کہ جس طرح مقدرات پہلے لوح محفوظ پر مرقوم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ وسائل، ذرائع اور اسباب بھی مقدر ہو چکے ہیں۔ کہ فلاں کام فلاں دعا اور فلاں کوشش اور فلاں شخص کے وسیلے اور امداد سے سرانجام ہوگی۔
کسی شخص نے مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ سے پوچھا کہ "چوں رزق مقدر است پس کد چیست" (باقی اگلے صفحہ پر)

سے بے نصیب کو بھی نصیب دلا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ برکت التماس حضرت محمد رسول اللہ صلعم حبیب بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی دعوت پڑھے وہ مشرق سے مغرب تک ہر ملک ولایت کی بادشاہی جسے چاہے دے سکتا ہے۔ اس قسم کے فقیر دنیا میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے خزانچی ہوتے ہیں۔ یہ مراتب اہل دعوت شہسوار قبور اور صاحب تصور شمشیر زن اہل حضور کے ہیں۔ کامل فقیر اور صاحب لفظ درویش کی بات مہد سے لے کر لحد تک اور قیام قیامت تک بلکہ قیام قیامت سے بھی آگے دخول جنت تک جاری اور رواں رہتی ہے۔ قولہ تعالےٰ یا ایتها النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی:۔ ترجمہ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر۔ ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہو۔ اور وہ بھی تجھ پر رضامند ہو۔ اس کے بعد میرے بندگانِ خاص کی صف میں شامل ہو جا۔ اور میری بہشت قرب میں داخل ہو جا۔"

یعنی جب رزق مقدر ہو چکا ہے۔ تو اس کے لئے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا "کہ چوں رازق مے گرداند پس پر سید چیست" یعنی رازق نے رزق مقدر کے ساتھ اس کی طلب میں پھرنا بھی مقدر کر دیا ہے۔"

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی فوج ایک ایسی جگہ اتر پڑی جہاں پہلے وبا اور ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فوج کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ ایک صحابی نے اعتراض کیا۔ کہ اے عمرؓ! کیا آپ اللہ کی قضا اور تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم ایک قضا سے دوسری قضا کی طرف بھاگتے ہیں۔ یعنی اگر وبا اور ہیضہ کی جگہ سے کوچ کرنا قضا سے بھاگنا ہے۔ تو جہاں ہم جا رہے ہیں یہ جانا بھی قضا میں لکھا ہوا ہے۔

ابیات

در ماندۂ بحکم قضا از بلا گریخت — زد طعنہ جاہلے کہ فلاں از قضا گریخت

چو از قضا گریز تواند کسے کہ بود — دست قضا عناں کش او ہر کجا گریخت

بس اہل معرفت کہ ز بیگانہ آفتے — احساس کرد و در کنف آشنا گریخت!

گر نیست از سبب بہ سبب التجا روا — خیر البشر ز مکہ بہ یثرب چرا گریخت!

اسباب چوں مظاہر فعل مسبب اند — ہر کس گریخت ہم ز خدا اور خدا گریخت

ترجمہ" ابیات فارسی متعلق قضاؤ قدر: ایک شخص نے قضا و قدر کے حکم سے مجبور ہو کر کسی بلا اور آفت سے بھاگنے کی کوشش کی۔ جس پر ایک جاہل نے طعنہ مارا کہ فلاں شخص اللہ تعالےٰ کی تقدیر سے بھاگ رہا ہے۔ قضا اور تقدیر سے کوئی شخص کیونکر بھاگ سکتا ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ اپنی کوشش اور اسباب کا گھوڑا دوڑائیگا۔ اس کی باگ قضا کے ہاتھ میں ہوگی۔ بہت دفعہ اہل معرفت کو جب کسی بیگانہ آفت سے آسیب اور دکھ کا احساس ہوتا ہے۔ تو وہ کسی آشنا کی پناہ میں بھاگ جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ایک سبب سے دوسرے کی طرف التجا جائز نہ ہوتی۔ تو خیر البشر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کفار قریش (باقی اگلے صفحہ پر)

اہل نفسِ مطمئنہ صاحب طاعت باتوفیق باربردار۔ اہل معرفت مشاہدۂ انوار پروردگار، باطن مست اور ظاہر ہوشیار ہوتا ہے۔ اہل ایمان کو گاہے خوف و گاہے رجا ہے۔ لیکن خوف در جاء در لقرف و قید فقرا ہے سخن فقیراز کنہ کن مثلِ سخنانِ خدا ہے یعنی فقیر وہ ہے کہ جس کام کے لئے کہدے کہ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ کے امر سے ضرور جلد یا دیر سے ہو کر ہی رہتا ہے۔ کیونکہ فقیر صاحب قرب اہل کنہ کن فنا فی اللہ کی بات کبھی رد نہیں جاتی۔

حدیث! لسان الفقراء سیف الرحمٰن۔ ترجمہ۔ فقراء کی زبان اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تلوار ہے۔ اس قسم کے فقیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں۔ کہ ظاہر مجبوب اور باطن مجذوب ہوتے ہیں۔ ظاہر ہوشیار اور باطن میں اہل دیدار ہوتے ہیں۔

قادری کی آنکھ بارویت دوام　　　غرق فی الدیدار ہے ہر صبح و شام

ہے بچنے کے لئے مکہ سے مدینہ کیوں چلے گئے تھے۔ جبکہ اسباب سب مسبب کے فعل کے مظاہر ہیں۔ اور غیر کچھ بھی نہیں۔ تو جو شخص خدا سے بھاگا۔ وہ عین خدا کی طرف بھاگا۔ دوسرا مسئلہ جو مذکورہ بالا مسئلہ تقدیر کی طرح مشکل بلکہ اس سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ بے نصیب کو نصیب کس طرح دیا جا سکتا ہے۔

ان اشکال کا حل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا امر بدل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا علم نہیں بدلتا۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے علم کے ذریعہ اپنے امروں پر غالب ہے۔ واللہ غالب علی امرہٖ۔ یمحو اللہ مایشاء و یثبت وعندہٗ ام الکتاب ترجمہ مٹاتا ہے لوح محفوظ سے جو چاہتا ہے۔ اور اس کے پاس علم کی ام الکتب ہے۔"

پانی ڈھلوان کی طرف بہتا ہے۔ لیکن پمپ اور فوارے کے ذریعے علم سائنس نیچی جگہ سے پانی بلندی پر لے جاتا ہے۔ اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ فرض کرو کہ ایک شخص کیلئے زندگی میں رزق کی تنگی مقدر ہو چکی ہے۔ لیکن آخرت میں اس کیلئے رزق جاودانی فراخ اور وسیع موجود ہے۔ تو مرشد کامل ایسے شخص کیلئے بارگاہِ الٰہی سے التجا کرتا ہے۔ یا مجلسِ حضرت حبیب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں درخواست کرتا ہے۔ کہ اس کا تھوڑا سا آخرت کا حصہ اسے دنیا میں بطور نعم البدل دیدیا جائے۔ سو اس طرح درخواست منظور ہو کر بے نصیب کو نصیب مل جاتا ہے۔

؎ اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ!

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یوں آخرت کا نصیب دنیا کا آخرت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ حضرت سرورِ کائنات صلعم کی خدمت اقدس میں ایک ضعیفہ عورت حاضر ہوئی جسے کو مرگی کا عارضہ تھا۔ اس نے عرض گذاری کہ حضور میرے حال پر توجہ فرما دیں۔ کہ مجھے اس موذی مرض سے رہائی حاصل ہو جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ چاہے تیری مرگی جاتی رہے یا اس کے بدلے تجھے آخرت میں نعمت ملے اس نے کہا کہ مجھے مرض مرگی نعمتِ آخرت کے ہمراہ

بخاری ۱

بات مردوں کی ہے بے خبران زندگی ناقصوں کو دربدر شرمندگی
جن کو چاہیں کر سکتے ہیں یک دم حضور غرق فی التوحید ہیں در بحر نور
جس کو ہے حاصل حضوری سر دوام اس کے آگے ہیں برابر خاص و عام
روز دو دعوت سے پھر بن جائے دم جس کو یہ حاصل نہ ہو ہے اہل غم
قہر سے دعوت پڑھے کوئی اگر ہووے لرزاں ہر طبق زیر و زبر
یہ مراتب قادری کو ہیں عطا ہیں سدا کامل مشرف بالقا
قادری ہوں سروری ہوں سرمدی ہم جلیس مصطفےٰ حاضر نبی
سے الگ جستہ الگ اس کا مقام اس طرح سے فقر ہوتا ہے تمام
ایک دم میں فقر کرتا ہوں تمام طے کروں اک دم میں ہر منزل مقام
کر تو یہ توفیق کامل سے طلب ہیں بہت کم یاب کامل راہ رب
ہیں بہت سے طالب دنیا دنی ہے ہزاروں میں کوئی کامل غنی
ہے اگر عامل بزر کامل نظر ایسے کامل کو ہے قربت سر بسر
عارف و عامل ہے سالک چوں خضر ہے برابر اس کے آگے خاک و زر
میں غلام قادری ہوں جانثار قادری قاتل زباں ہوں سیف وار
نقشبندی کو ہے یہ طاقت کہاں سہروردی بھی نہ دم مارے یہاں
ہر طریقہ ہے سوالی با طلب قادری قادر قوی با قرب رب
ہر طریقہ رکھتا ہے مثل چراغ آفتاب قادری سے دل ہیں داغ

واضح ہو کہ عالم فاضل اور شیخ مشائخ۔ غوث۔ قطب اور درویش کہلانا آسان کام ہے۔ لیکن حقیقی مومن مسلمان بننا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ صاحب طریقہ قادری اصلی مومن مسلمان، صاحب سنت والجماعت اہل مذہب پاک حنفی اور دوست دارِ چار یار ہے۔ باطن میں شراب الست سے مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے ؎

اک قدم لاہوت میں ہے دوسرا ابرا امکان دیکھ پھر دیدار حق اے صاحب عارفاں

آدمی اپنے وجود میں اہل فتنہ و فساد کے ساتھ ہمیشہ برسر جہاد رہتا ہے۔ کہ نفس کی اصل چوں چرا ہے۔ اور چوں و چرا کی بنیاد انا ہے۔ اور انا ہی سے شرک اور کفر کی ابتدا ہوئی ہے۔ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین ۵ سو یاد رہے کہ انسان کا نفس کافر باطن میں مختلف زنار پہنے ہوئے رہتے ہے۔

چنانچہ تیس ہزار زنار واہمات اور تیس ہزار زنار وسوسہ، تیس ہزار زنار طمع و حرص و دنیلیت و دل۔ تیس ہزار زنار شرک۔ اور تیس ہزار زنار کفر کے جملہ ایک لاکھ اسی ہزار زنار ہیں۔ لیکن یہ زنار یہود و نصاریٰ اور دار حرب کفار کے زناروں سے زیادہ سخت ہیں۔ یہ باطنی زنار نہ ورد و وظائف۔ صوم و صلوٰۃ سے ٹوٹتے ہیں۔ اور نہ حج زکوٰۃ سے۔ نہ مراقبے مکاشفے سے اور نہ مجاہدے سے۔ اور نہ بذریعہ علم مسائل فقہ تفسیر اور نہ بذکر فکر تاثیر، نہ چلوں ریاضت خلوت سے اور نہ تلاوت قرآن آیات سے۔ نہ بذریعہ علم مسائل فقہ تفسیر اور نہ بذکر فکر تاثیر نہ جنبش و حرکت دل اعتباری سے ان جملہ زنار باطنی کے توڑنے کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات اور تصرف حاضرات کلمہ طیبات سے حروف اسم اللہ ذات اور حرف کلمہ طیبات تفکر اور توجہ باطنی سے طالب اللہ کے دل کے اردگرد مرقوم کرلے۔ ان نوری حروف کے لکھے جانے سے طالب کے وجود میں سر سے قدم تک انوار توحید اور معرفت کی آگ اس طرح روشن ہو جاتی ہے۔ کہ تمام باطنی زناروں کو جلا دیتی ہے۔ اس کے بعد طالب اللہ حقیقی طور پر مسلمان با ایمان صافی القلب و صاحب تصدیق با عیان۔ باطن صفا۔ غرق انوار دیدار، کفر اور شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

جو مرشد طالب اللہ کو روز اول کفر اور شرک سے باہر نہ نکالے اور مرتبہ تصدیق القلب سے سرفراز نہ فرمالے۔ اور اصلی منزل مقصود دیدار حق معبود تک نہ پہنچالے وہ مرشد راہزن اور دنیا کا جیفہ اس کا مقصود ہے۔ اس کا طالب بھی راہ حق سے رد اور مردود ہے۔ لیکن طالب وہ ہے۔ جو بغیر دیدار جملہ مطالب سے دست بردار ہو۔ اور مرید وہ ہے۔ جو جملہ ماسوی مرادوں سے بیزار ہو۔ جیسا کہ المریدین لا یرید آیا ہے۔

واضح ہو کہ وہ علم، وہ حکمت، وہ امر غالب، وہ قرب حضور، وہ دعوت قبور۔ وہ ذکر فکر محمود، وہ زبان اور دہان وجود مغفور اور وہ پڑھنا قرآن کا سراسر نور کو لینا ہے۔ کہ جس کے پڑھنے اور ورد کرنے اور توجہ و تصرف میں لانے سے طالب اللہ کو غنائت ظاہری و باطنی خزانے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی آل اولاد میں قیامت تک اس کا عمل رہ جاتا ہے۔ اور وہ ابدالاباد تک لایحتاج اور جملہ ہوا و ہوس اور خواہشات نفس بخس سے بے نیاز رہتے ہیں۔ آدمی کے وجود میں نفس گویا ایک شجرۃ الزنار ہے جس کی ہر شاخ ہر رگ میں زنار نکلا۔ اور اس کے پتے ہر پتے میں بدبو دار بدکردار اور ہر بال تن پر مثل خار ہے۔ مرشد کامل توجہ کے تبر اور اسم اللہ ذات کی قوت بازو سے اس شجرہ خبیثہ کو وجود طالب سے کاٹ ڈالتا ہے۔ تب کہیں جا کر طالب کا وجود صفا ہوتا ہے۔ اور دائمی معرفت توحید بقا ہوتا ہے۔ جو مرشد اس طرح محرم راہ نہیں ہے۔ وہ راہ حضوری سے آگاہ نہیں ہے۔ طالب مرید قادری کو دوسرے طریقوں سے تلقین ارشاد حاصل کرنا مطلق گناہ ہے۔ کیونکہ دوسرے طریقوں والے اگر تمام عمر رنج و ریاضت سے سر پتھر پہ مارتے رہیں ہرگز طریقہ قادری کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ

مجاہد مرتبہ مردود رہے اور مبتدی قادری کا مرتبہ قرب و مشاہدہ حضور ہے۔ عامل کامل اہل دعوت اس طرح دعوت پڑھتا ہے۔ کہ ہر آفت اور رجعت سے سلامت رہتا ہے۔

ایسا کامل ایک ہفتے کے اندر دشمنانِ دین اہل دار حرب کفار مثلاً یہود و نصاریٰ اور رافضی و خارجیوں کے ملک کو نابود اور خاک و خاکستر کر دیتا ہے۔ اس دعوت کے لوازمات یہ ہیں کہ قبر ہو اور قرآن پڑھنے والا صاحب قرب قوی دل مقرب سبحان ہو۔ ایسا عامل اہل قبور اور کامل حضور اگر کسی سنگین یا آہنی قلعے کی تسخیر کے لئے دعوت پڑھتا ہے بیشک وہ قلعہ بغیر تصرف لشکر و خزانہ موم کی طرح جلدی فتح ہو جاتا ہے۔

جو کہ دعوت دم میں ہے کامل تمام ہے نہ مشکل اسکے آگے کوئی کام

لیکن ایسے عامل کو بادشاہ و امراء کی احتیاج نہیں رہتی محض بحکم خدا و اجازت حضرت محمد مصطفٰے صلعم کسی کے لئے عنداللہ دعوت پڑھ دیتا ہے۔ ابیات

خلق روحانی کو جانے زیر خاک جسہ لے جاتے حضوری روح پاک

گم قبر گم نام بے نام ونشاں روح کو لے جاتے اندر لامکاں

نام لینے پر ہو حاضر جلد تر ہم سخن ہو اور کر دے باخبر

موت ہے میرے لئے دائم حیات قید دنیا سے ملے مجھ کو نجات

حدیث: الدنیا سجن المومنین وجنۃ الکافرین۔ ترجمہ: دنیا مومنوں کے حق میں قید خانہ ہے اور کافروں کے حق میں باغ بہشت ہے۔

ہے جو قید زیست میں قید و غلام بعد مردن ہو گا وہ واصل مدام

عارفان الٰہی کی موت سات طرح کی ہوتی ہے۔ کہ وہ سات مراتب وصال اور سات مراتب جلال اور سات مراتب مشاہدہ جمال کے ہیں۔ یہ مراتب جسے اللہ چاہے بہ برکت عشق و جذبہ عطا کر دیتا ہے۔ یہ ہے راہ توفیق اور مرتبہ قرب حضور انوار اور مشرف دیدار تحقیق جو شخص شک لاتا ہے وہ مردہ دل ہے اور اہل زندیق بعض عاشق بموجب ان اولیاء اللہ لا یموتون نہیں مرتے بلکہ وہ موت سے مشرف دیدار ہو کر ازل سے ابد تک کے حالات سے خبردار اور خواب غفلت سے بیدار ہو جاتے ہیں۔

میرے ہفت اندام ذکر حق سے ہیں گویا مدام
بعد مردن کیوں نہ ہو گا واصل مولیٰ مدام

جس شخص کی اصل وصل پر ہے اسے دردِ موت اور زراعت جوانی بہار فصل کے کاٹے جانے کا کیا خوف وخطر ہے جس شخص کا تمام وجود بمعہ اندام مشق تصور اسم اللہ ذات سے پاک ہے۔ اسے جان کندن کی تلخی اور عذابِ قبر سے کیا باک ہے۔ کیونکہ سر سے قدم تک صاحب مشق کا ہر عضو چاک چاک ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں صاحب تصور کشتن پر معہ اندام کا عنصری کرتہ جبتہ خاک ہے۔ اور بحیز انہ مرتبہ پاک ہے۔

باطنی موت کی سات قسمیں ہیں۔ اوّل موت محبت۔ دوم موت معرفت۔ سوم موت مشرف مشاہدہ کرنے والے چہارم موت موذی نفس کا قتل کرنا اور ہر دو جہان کا تماشہ پشتِ ناخن پر کرنا۔ پنجم موت مدام حضوری مجلس آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا۔ ششم موت ملاقات انبیاء و اولیاء اللہ۔ ہفتم موت محرم اسرار پردہ بردار سخت بیدار ہوتا ہے یہ تمام مراتب موت ملاوات کامل اسم اللہ ذات سے طے کرا دیتا ہے اور اسم اللہ سے دکھا دیتا ہے بعد ازاں طالب کو جملہ ماضی حال مستقبل معلوم ہو جاتے ہیں۔ ایسے روشن ضمیر کو مطالعہ علوم ورقم رقم رقم کی احتیاج نہیں رہتی۔ ہن لے اے صاحب باطن آباد۔ تو نے کیوں نام و ناموس اور خطاب و القاب کے پیچھے عمر برباد کر دی ہے۔ علم مفتح الابواب یعنی وہ علم جس سے تمام علوم کے دروازے کھلتے ہیں۔ وہ علم توحید ہے۔ یہ علم گویا دونوں جہان کی تسخیر کی کلید ہے۔ سوائے اس کے باقی جسقدر علوم ہیں سب ذریعہ روزگار اور ہوائے نفس پلید ہیں۔ وہ علم جو کہ تمام دعوتوں کی کلید ہے جیسے دعوت استجاب الدعوات کہتے ہیں۔ اس

عام عوام کیلئے گویا موت ایک سخت اور صعب ترین واقعہ ہائلہ ہے۔ لیکن خواص و کاملین کے لئے موت عین حیات ہے۔ کیونکہ موت عارفوں کے لئے قید دنیا سے نجات ہے۔ اور موت ان کے لئے باعث وصل حبیب اور ذریعہ ملاقات ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ مدعیان صدق محبت سے خطاب فرماتے ہیں۔ کہ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین یعنی اگر تم محبت الٰہی میں صادق ہو تو موت کی تمنا اور آرزو کرو سو اللہ تعالےٰ کے دوستوں اور محبوں کے لئے موت عین مراد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک غیر مسلم حکمران جس سے جنگ چھڑی ہوئی تھی کو یوں خط لکھتے ہیں کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم بھائی بن جائیں گے۔ اور اگر اسلام نہیں لاتے تو جزیہ دو۔ پھر بھی ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ اور اگر ان ہر دو شرائط میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو پھر ہم تمہارے مقابلہ کیواسطے ایسے سرفروش، مردانِ مجاہد و جانباز غازی لائیں گے۔ جن کے نزدیک موت اور شہادت ایسی محبوب ہے۔ جیسے تمہارے نزدیک زندگی محبوب ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کے صادق مومن بندے موت سے ڈرتے نہیں ہیں۔ بلکہ موت کے خواہاں اور آرزو مند رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ ع خلق را موت است مارا خوش پیام۔ یعنی لوگوں کیواسطے جو موت ہے ہمارے واسطے وہ خوشی کا پیام ہے۔ اب ہر آدمی کو اپنے اندر قیاس کر لینا چاہئے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

علم معرفت اور حکمت کا کیا نام ہے۔ کہ کل و جز علم علوم اس دعوت میں ختم اور تمام ہو جاتے ہیں۔ اور اس پڑھنے والے صاحب قرب سبحانی کا کونسا مقام ہے۔ وہ دعوت سلام قولاً من رب الرحیم ۵ اور پڑھنے والا صاحب جمعیت و اہتمام ہے۔

مثنوی!

طے اسم اللہ ذات میں ہر کل و جز موجود ہے ۔ حصول اسم اللہ سے ہر دو اگر مسدود ہے

طے کی یہ توفیق بیشک حق سے ہوتی ہے عطا ۔ پر وسیلہ اس کا ہے ذات محمد مصطفےٰ

وہ علم دعوت کونسا ہے کہ اگر ایک دفعہ پڑھا جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے۔ اور جس قدر مشکل مہم ہو کر اس کا حل وہم اور فہم میں بھی نہ آسکے۔ ایک شبانہ روز میں سرانجام ہو جائے۔ یہ دعوت مشکل کشائے بشروع مطلب نمائے وہ شخص پڑھتا ہے۔ جو عامل شہسوار قبور اور رخصت اجازت دعوت لینے والا از حضرت محمد رسول اللہ صلعم حضور ہو۔ یہ دعوت زبان قلب، زبان روح، زبان سر اور زبان نور سے پڑھی جاتی ہے۔ اور لقور، تصرف تفکر اور توجہ سے ہمیشہ کے لئے جاری کی جاتی ہے۔ ایک دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے دشمن کے تمام ہتھیار بے کار اور بندوقیں وغیرہ بند ہو جاتی ہیں۔ اور فرشتے مؤکل فوج دشمن کے بہادروں کو اندھا، گونگا بہرا اور دیوانہ مجنوں بنا دیتے ہیں۔ یا ان کے دل پر خوف و ہراس چھا جاتا ہے۔ اور وہ اطاعت مان لیتے ہیں۔ فقیر اہل دعوت حضور کو اس قسم کی باطنی توفیق از راہ تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے والا صاحب لسان السیف مثل ذوالفقار، قاتل موذی اہل کفار، مجلس نبی جانشین اور شرک و بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ اس شخص کو نصیب ہوتا ہے کہ ظاہر جامۂ شریعت پردوش ہو اور باطن میں محبت الٰہی سے خون جگر نوش ہو۔ اہل معرفت تو حید ہو۔ فارغ از تقلید طالب مرید قادری پہلے روز ہی مثل رابعہ بصریؒ ہوتا ہے۔ اور مثل حضرت بایزید بسطامیؒ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مرشد کامل کو چاہئے کہ پہلے روز طالب صادق کو جمعیت نفس کے لئے علم دعوت کا خزانہ بخشدے

کہ وہ موت سے خائف و ہراساں ہے۔ یا اس کا طالب و جویاں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ ففروا الی اللہ یعنی اللہ کی طرف دوڑو لیکن ہم الٹے اللہ تعالےٰ سے بھاگتے ہیں کیونکہ موت سے بھاگنا جو باعث اور موجب وصل حبیب ہے۔ عین محبوب سے بھاگنا ہے۔ قولہ تعالےٰ یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ۵ ولن یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظٰلمین ۵ سو مومن کو چاہئے کہ موت کیلئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ اور اس سے خائف اور گریزاں نہ ہے۔

وہ دعوت کہ جس سے طالب کو پہلے روز تاثیر اور نفع ہو۔ اور پڑھنے سے دل کو ملال اور پریشانی نہ ہو ۔

علم دعوت میں ہوں عامل اور ہوں کامل فقیر   اور تصور اسم اللہ میں ہوں میں روشن ضمیر

علم دعوت مشکل کشا اور ہر مطلب نمائی اصل اور بنیاد یہ ہے۔ کہ اہل دعوت اپنے نفس کا دشمن اور اس پر غالب ہو اور تصور اسم اللہ ذات اور حاضرات کلمہ طیبات سے جملہ دعوتوں کی کلیدات اپنے تصرف میں لے آئے۔ ایسا صاحب دعوت عالم باللہ اور کامل ولی اللہ جب دعوت شروع کرتا ہے تو تمام باطنی اور روحانی دنیا میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا چودہ طبق زیر وزبر اور غائب از نظر ہو رہے ہیں۔ حضرت خانہ کعبہ اور حضرت مدینہ منورہ جنبش میں آجاتے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ منورہ اور قبر مبارک سے باہر آجاتے ہیں۔ اور اہل دعوت کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اس کا کام سرانجام فرما دیتے ہیں۔ منتہی٭ اہل دعوت اس دعوت کے پڑھتے وقت عرش و کرسی کو زیر قدم اور لوح محفوظ کو زیر مطالعہ رکھتا ہے۔ اور ہر آفت ۔ رجعت اور بلا حتیٰ کہ دشمنی ہژدہ ہزار عالم اور جن و انس کل مخلوقات کے آسیب سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے۔ اس دعوت کے سات قاف لازمی ہیں۔ ق قرب ۔ ق قبر ۔ ق قرآن ۔ ق قوت ۔ ق قدرت ۔ ق قہر اور ق قوی ہو اور صاحب دعوت حاضر مجلس نبی ہو کہ آں حضرت صلعم کی طرح دائیں پاؤں کے نیچے جمالیت اور بائیں کے نیچے جلالیت ہو۔ یہ دعوت اسم با مسمیٰ ہے۔ اور اس دعوت میں بہت بھاری معمیٰ ہے۔ اس دعوت سے اعلیٰ اور زبردست دعوت کوئی نہیں ہے۔ کہ ایک شبانہ روز میں کامل اس سے گنج لے لیتا ہے اور ناقص رنج سے دیوانہ مجذوب ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

٭ منتہی اہل دعوت فنافی الرسول ہو ہم دم ہم قدم اور ہم جسم وہم جان وہم زبان محمدی علیہ السلام جب دعوت شروع کرتا ہے۔ تو ہژدہ ہزار عالم کل مخلوقات جن، ملائکہ اور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اس کے ساتھ دعوت میں شریک ہوتے ہیں۔ ایسی دعوت اگر تمام عمر میں ایک دفعہ پڑھی جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔ دن بدن ترقی کرتا ہے۔ دعوت پڑھنے میں بے شمار رجعتیں اور آفتیں پیش آتی ہیں کیونکہ دعوت کا عمل عین بعین بالکل ملک گیری اور ملک رانی کی طرح ہے۔ اور ملک گیری خونریزی اور جدال وقتال کے بغیر فتح نہیں ہوتے ۔   تا نزنی تیغ دو دستی بسے ؛ ملک بمیراث نیابد کسے

السیف لمن ضرب والملک لمن غلب ط یعنی تلوار اس کی ہے جو اسے چلائے اور ملک اس کا ہے جو غالب آجائے۔

جس وقت صاحب دعوت لطیفہ نفس اور زبان نفس سے دعوت پڑھتا ہے۔ تو عالم غیب میں سے عالم جنونیت میں داخل ہوتا ہے۔ اور جنات کو مسخر کرنے لگتا ہے اس لئے جنات اس کے ساتھ برسرِ پیکار ہوتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ سالک پختہ پاک وجود عارف ان ناری مخلوق کی شرارتوں اور آفتوں سے بچ کر نکلتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

باب چہارم

مرشد اور طالب کی صفت

طالب پر فرض عین ہے کہ جو کچھ مرشد فرماتے اس سے سر مو خلاف نہ کرے۔ اور مرشد کے سامنے کسی قسم کا دم نہ مارے
اور مرشد کو فرض عین ہے کہ جو کچھ طالب مرشد سے طلب کرے مرشد اسے مرحمت فرما دے۔ اگر مرشد بے توفیق ہے
ثانی شیطان طالبوں کا راہزن قاطع الطریق ہے کہ طالبانِ حق کی عمر برباد کرتا ہے۔ طالب کو راہِ حق سے روکنے والی
چیز محض حب دنیا ہے۔ کیونکہ مرشد طالب کا امتحان طلب مال و جان سے کرتا ہے۔ اکثر طالب بے یقین تابع
نفس محبتِ دنیا کے سبب مرشد سے روگرداں ہو جاتے ہیں۔ ایسے طالب تمام عمر مرشد کے عیبوں کے جاسوس اور
اس کیلئے موجب وسوسہ ہوتے ہیں۔ اور معرفت سے محروم رہتے ہیں۔ مرشد طالب سے متاع معرفت کے بدلے
عزیز جان کی نقدی طلب کرتا ہے۔ جو طالب راہِ مولیٰ میں سر نہیں دیتا وہ نامردِ معرفت حق سے محروم رہتا ہے
طالب مردہ ہے کہ راہِ مولیٰ میں جان دیدے۔ اور دم نہ مارے۔ ایسا طالب روشن ضمیر باشعور لائق
حضور ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مرشد اور طالب مدعی اور مدعا علیہ کی طرح ہوتے ہیں۔ اور انکا معاملہ معرفت قاضی
قدرت حق تعالےٰ کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ اور نفس و روح کے حق و باطل کی تحقیقات شرعی مجلس محمدی صلعم
میں جاکر ہوتی ہے۔ جہاں قدرت کے دو گواہ درکار ہیں۔ ایک علم تصدیق دوم علم اقرار ہیں۔ مرشد اور طالب
کے اسرار۔ مرشد کامل کیلئے طالب عالم اور جاہل برابر ہیں۔ کیونکہ مرشد عامل وہ عالم باللہ کو علم ظاہری
و باطنی یعنی علم رسم و رسوم اور علم حی و قیوم ہر دو بے واسطہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور مرشد عارف باللہ کے

اس کے بعد جب اس کا لطیفہ دل زندہ ہوتا ہے۔ اور زبان قلب سے دعوت پڑھتا ہے۔ تو عالم ملکوت میں قدم رکھتا
ہے۔ اس وقت سالک پر ملائکہ اور فرشتوں کا نزول شروع ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی حاضرات اور تسخیر کا عمل جاری ہوتا
ہے۔ یہ معاملہ جنات کے معاملے سے بہت سخت اور صعب تر ہے۔ اس تسخیر میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے۔ جو
اخلاص تقویٰ اور محبت الٰہی میں ملائکہ اور فرشتوں سے فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس مقام (باقی اگلے صفحہ پر)

آگے طالب بانصیب اور بے نصیب بھی برابر ہیں۔ کہ عارف کامل بے نصیب کو مجلس حضرت محمد حبیب صلعم سے ہر نصیب دلا دیتا ہے۔ لیکن مجلس محمدی محک اور کسوٹی کیطرح ہے۔ صادق طالب وہاں بمقتضائے فطرت ازلی جمالی طالب معرفت و مشاہدہ دیدار ہوتا ہے۔ لیکن طالب کاذب مجلس نبوی سے بموجب جبلی جلالیت طلبگار کشف کرامات عزوجاہِ دنیا مردار ہوتا ہے۔ اگر مرشد کامل طالب کورسا در زاد ازلی کو آفتاب ذات کی تجلی شہرگ سے نزدیک بھی دکھادے۔ طالب کور چشم اسے پسند اور اختیار نہیں کرتا۔ اور اگر مرشد خود راہ معرفت سے اندھا کور ہے۔ اس کا طالب بھی اسی طرح خلوت اور چلوں میں پریشان خاطر طالب عزوجاہ ورجعات خلق اہل شرو شور ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ طالب صادق کو خوف سوء خاتمہ شرو شور سے گذار کر صاحب خاتمہ بالخیر بنا دے۔ مرشد عارف ولی اللہ طالب صادق کو تین علوم کا درس دیتا ہے۔ علم الف سے بذریعہ اسم اللہ مقام الفت طے کرا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم سلف اہل سلف سے باطنی طور پر سکھا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم خلف بھی بانوفیق عطا کر دیتا ہے۔ اور طالب اسے سیکھ کر بھلا دیتا ہے۔ بعدۂ طالب کا وجود سراسر نور ہو جاتا ہے۔ اور دوام صاحب مشاہدہ قرب اللہ اہل حضور ہو جاتا ہے۔ مقام الست میں جا پہنچتا ہے اور روحی زبان سے صف انبیاء و اولیاء میں کھڑے ہو کر لفظ بلی پکارتا ہے۔ اسے مسلمان حقیقی کہتے ہیں۔ جو طالب مرشد

میں جملہ ملائکہ اور تمام فرشتے اس کے رقیب اور حریف ہوتے ہیں۔ اس مقام میں وہی سالک کامیاب ہوتا ہے۔ جس کا وجود اللہ تعالےٰ کے ذاتی نور سے منور ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کا کفیل اور یاور و ناصر ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب سالک مقام قلب اور مقام ملکوت کو عبور کرتا ہے۔ تو اس کا لطیفہ روح زندہ ہو جاتا ہے۔ اور زبان روح سے دعوت پڑھتا ہے۔ اس وقت جملہ روحانی اور ارواح مقدسہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت تک تمام مومنین مسلمین اور جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اس کی دعوت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ایسا صاحب دعوت اہل اسم بامسمیٰ ہژدہ ہزار عالم کل مخلوقات کی رقابت اور دشمنی کا بار گراں اٹھاتا ہے۔ اور سب سے جان بچا کر اللہ تعالےٰ کے قرب وصال اور مشاہدے کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد زبان سر اور زبان نور سے دعوت پڑھنے کے مراتب اور منازل ہیں۔ جن کا ادراک اور قیاس عوام کیا خواص کی عقل اور فہم سے بھی بالا تر ہے۔ عام لوگ صرف اسی گوشت کے لوتھڑے یعنی مادی زبان اور ظاہری لسان سے ہی کلام اور دعوت پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ایسے مردہ دل نفسانی لوگ بھلا کیا جانیں کہ لطیفہ قلب اور روح وغیرہ کیا بلا ہوسکتی ہے۔ اور اس سے کیونکر دعوت پڑھی جاتی ہے۔

"ذوق ایں بادہ نیابی بخدا تا نچشی"

کی تلقین سے اس مرتبہ مسلمانی کو پہنچے اور صفت ازل میں اپنی روح کا منصب معلوم کر لے مرشد نادان اور طالب حیوان ہے۔ اے طالب عالم باللہ اور اے طالب عارف ولی اللہ! اگر تو عاقل انسان ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے قرب و حضور کے مشاہدے کا مرتبہ حاصل کر لے۔ تاکہ تو دونوں جہاں کا تماشہ ایک پل میں دیکھے لیکن پہلے مرشد سے طلب علم کر کہ مدعائے علم تو اں خدارا شناخت "وہ علم کیا ہے۔ علم توحید عنایت۔ علم معرفت ہدایت۔ علم ولایت اور علم غنایت۔ مرشد کامل یہ جملہ علوم طالب صادق کو بذریعہ توجہ اور نظر سکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب ایک ساعت میں عالم فاضل صاحب تحصیل ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں علم قرب اللہ نور حضور مشاہدہ حضور، محبت حضور، طلب حضور، لاہوت لامکان، حضور علم توفیق تحقیق حضور، ذکر فکر الہام مذکور حضور اور معراج مجلس محمدی صلعم حضور حاصل کرا دیتا ہے۔ جس شخص کا ان جملہ علوم حضور اور قوت علم نور سے وجود سراسر نور ہو جاتا ہے۔ وہ علم نور حضور سے بے کام و بے زبان جب ایک دفعہ اسم اللہ پڑھ لیتا ہے۔ اسے تمام عمر ریاضت اور مجاہدے کی حاجت نہیں رہتی۔ اول مرشد کامل ان جملہ علوم حضوریات سے طالب کو تعلیم دیتا ہے۔ بعد ازاں اسے تلقین و ارشاد فرماتا ہے۔ بعدہٗ طالب غلطی اور غضب کے راستے پر چلنے نہیں پاتا۔ اور غالب الاولیا ہو جاتا ہے۔ کامل وہ ہے کہ راہِ مجاہدہ علم مشاہدہ میں طے کرا دے اور راہِ ریاضت علم راز میں دکھا دے۔ اور مجاہدہ مشاہدے میں اور ریاضت راز میں اس طرح آ جاتا ہے جس طرح نمک طعام میں یا انگارہ آگ میں یا سونا لوہے میں اور سانس جسم اور جان میں آ جاتا ہے۔ جس شخص نے مراتب معرفت۔ توحید۔ قرب اور مقام فنا فی اللہ و مرتبہ ہدایت پایا یا علم نور حضور سے پایا۔ اور اسی علم کو وسیلہ پیشوا، رفیق، رہبر با توفیق بنایا۔ کیونکہ کوئی اہل بدعت کافر خلافِ شرع محمدی صلعم اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچان سکتا ؎

علم باطن مثل مسکہ علم ظاہر مثلِ شیر!
کیسے ہو بے شیر مسکہ کیسے ہو بے پیر پیر

جو طالب مرشد سے معرفت و قرب توحید طلب کرتا ہے۔ وہ اسعد سعید ہے اور وہ صاحب مرتبہ حضرت بایزیدؒ ہے۔ اور بے پیر و بے مرشد طالب گویا شیطان کا مرید ہے۔ کامل مرشد کی علامت یہ

ؔ جس طرح بچہ جننے کے لئے عورت کو خاوند اختیار کرنا ضروری اور ناگزیر ہے۔ اسی طرح طالب کو باطنی اور معنوی طور پر زندہ دل بننے کے لئے مرشد کامل اور پیر استاد پکڑنا لازمی اور اشد ضروری ہے۔ بغیر راہبر اور رفیق باطنی طریقت کے اس پر خار و خطر راہ کو طے کرنا تقریباً ناممکن اور محال ہے۔ الرفیق ثم الطریق۔ اللہ تعالےٰ کا ہر شخص کے ساتھ الگ الگ معاملہ کرنا اس کی حکمت اور قدرت کے منافی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو براہِ راست (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے کہ نظر اسم اللہ ذات سے طالب صادق کے سر سے لیکر قدم تک تمام وجود نور کر دیتا ہے۔ اور توجہ سے داخل حضور کر دیتا ہے جس مرشد سے مرتبہ مشاہدہ اور حضور حاصل نہ ہو وہ ناقص ہے۔ اس سے تلقین اور ارشاد جاری نہیں ہو سکتی۔ حضوری مشاہدہ کے کئی طریقے ہیں۔ حضوری مشاہدہ ذکر فکر حضوری مشاہدہ قرب اللہ الہام پیغام حضوری مشاہدہ فنا بقاء لقاء حضوری مشاہدہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم۔ فقیر کامل طالب کو بذریعہ حاضرات اسم اللہ ذات ان جملہ مشاہدات حضوری سے سرفراز فرما دیتا ہے۔

ہر علم قرآن، حدیث اور آیات کو عزت اور شرف اسم اللہ ذات سے ہے۔ اگر کسی نے انبیاء و اولیاء غوث قطب، درویش فقر آہ کا مرتبہ اور منصب پایا اسم اللہ ذات سے پایا ہے

جسم کو تم اسم میں پنہاں کرو ۔ زندہ دل اے طالب اسم اللہ سے ہو

اللہ تعالےٰ کے ساتھ معاملہ کرنے کی توفیق نہیں ہے۔ اس لیئے اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص نیک اور برگزیدہ شخصوں کو لوگوں کے رشد اور ہدایت کے لیئے منتخب فرمایا۔ اور انہیں اپنے اور مخلوق کے درمیان گویا ایک واسطہ اور وسیلہ بنایا۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۵ ترجمہ "اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو اور اس کے راستے میں مجاہدہ اور کوشش کرو۔ شاید تم چھٹکارا پاؤ۔"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل اور عبادت ہے۔ اگر وسیلہ سے مراد نیک عمل یا عبادت ہوتی تو اللہ تعالےٰ یہ کیوں فرماتا۔ کہ اے لوگو جو ایمان لاتے ہو تقویٰ اختیار کرو اور اس کے بعد اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ سو معلوم ہوا کہ عمل نیک اور عبادت تو ایمان اور تقویٰ کے اندر آجاتے ہیں۔ وسیلہ کا امر ایمان اور تقویٰ پر اس لیئے بڑھایا گیا ہے کہ وسیلہ نیک عمل اور عبادت اور ایمان اور تقویٰ کے علاوہ اور چیز ہے۔ سو یہاں صاف معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ سے مراد رفیق راہبر راہ باطن یعنی مرشد کامل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا ارنا اللہ جہرۃ یعنی ہمیں اللہ تعالےٰ ظاہر دکھادے تب ہم مانیں گے۔ ہم کیونکر جانیں کہ یہ باتیں جو تم لاکر بیان کرتے ہو واقعی خدا کی طرف سے ہیں۔ یا تم خود بنا کر لاتے ہو۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نادانو! تمہیں خداوند تعالےٰ کے دیکھنے کی تاب وطاقت نہیں ہے۔۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے تمہارے اور اپنے درمیان واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ لیکن انھوں نے اس بات کو نہ مانا اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی قوم کی یہ جہالت اور ہٹ دھرمی بیان کی۔ تب اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ انہیں کہہ دو کہ ہر قوم اپنے قبیلے کے معتبر اور بڑے طاقتور آدمی چن کر پیش کرے۔ تاکہ وہ سچے دیکھنے اور (باقی اگلے صفحہ پر)

طالب کے وجود میں اسم اللہ ذات کے ہر حرف سے مختلف تجلیات پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان سے مذکورہ بالا جملہ مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور جملہ حاجات سے غنی اور لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ مرتبہ عنایت اکسیر سے فقیر عامل کیمیاگر اور مرتبہ ہدایت اکسیر کیمیا نظر سے ولی اللہ صاحب بحر و بر ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل کو چاہیئے کہ یہ ہر دو مراتب طالب صادق کو عطا کر دے۔ طالب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول طالب مثلِ بچہ شہباز طالبِ دیدار کہ اسکی غذا دیدار ہے۔ اور مرشد کامل دیدار بخش ہوتا ہے۔ دوم مثل بچہ غلیواز طالب مردار جسکی غذا جیفہ دنیا مردار ہے اور مرشد ناقص مردار بخش ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ جو شخص نفس کا گلہ و شکایت کرتا ہے وہ نامرد ہے کیونکہ نفس مطمئنہ سراسر نور ہے۔ اور نفس کے طفیل ہی انسان کو سر عزت، شرف، جمعیت، معرفت، لقا اور مشاہدہ حضور ہوتا ہے۔ نفس بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ کافر آدمی کا نفس کافر، منافق کا نفس منافق، مسلمان کا نفس مسلمان اور مومن کا نفس بھی مومن ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ط ترجمہ اللہ تعالےٰ کسی نفس کو اس کی وسعت اور طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ نفس جب ایک دفعہ مشرف دیدار پروردگار ہو جاتا ہے۔ تمام لذات دنیا اور لذاتِ حور و قصور بہشت عقبیٰ سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی طور پر تابع اور فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

ابیات

بہترین لذت ہی دیدار و لقاء | لذتِ دنیا عبث ہی بے بقاء
لذتِ دیدار کریم کو عطا | جو ڈرے دیدار سے ہی بے حیاء
تیرے رخ کے سامنے لایا ہوں | نحر ہے میں دیکھتا ہوں رو برو
نعمتِ رؤیت ہی دائم لازوال | معرفت توحید حق ہی باوصال

کلام سننے کے لئے کوہِ طور پر آئیں۔ چنانچہ ستر آدمی منتخب ہوئے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے سامنے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ کوہِ طور پر پیش ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے اپنی کلیمی تجلی فرمائی تو سب کے سب مر گئے۔ اور کوئی بھی سوائے موسےٰ علیہ السلام کے زندہ نہ رہا۔ تب موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے عرض کی۔ کہ اے اللہ! ان لوگوں نے بے حد ترقی کی ہے۔ تو ان سے درگذر فرما۔ سو موسےٰ علیہ السلام کی درخواست پر انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔ تب وہ تائب اور پشیمان ہوئے۔ اور سچے دل سے اقرار کیا کہ اے موسیٰ! بے شک ہم براہِ راست اللہ تعالےٰ سے معاملہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو ہمارے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان وسیلہ بہتر ہے۔ اور سوائے اس کے اور چارہ کار نہیں۔ یہ واقعہ قرآنِ کریم میں حرف بحرف تفصیل وار موجود ہے۔

جو شخص باطنی قوت سے معرفت، قرب، حضور اور دیدار کار اللہ جان سے سعدہ طالبوں کو ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر اس مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا مرشد لباس بیگانہ اور دل حق سے یکتا و یگانہ رکھتا ہے چنانچہ شریعت کے اندر گاہے طرح طرح کے لذیذ طعام کھاتا ہے۔ اور شیریں شربت پیتا ہے۔ اور نفیس اطلس اور زرین زربفتی لباس پہنتا ہے۔ اور کبھی مفلس گداگر کی طرح در بدر دل سے بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ یہ ہے مراتب فقیر عارف تمام۔ اے احمق خام! ؎

نفس کو کرتا ہے اصل رسوا با گدا | در بدر پھرتا ہے اصل میں باخدا

ان فقیروں کے دم قدم کی برکت سے جملہ مخلوق ہر مصیبت و آفات سے سلامت و محفوظ رہتے ہیں۔ اس لئے ہر خاص و عام اور جملہ خلائق پر ان فقراء کا حق ہے۔ اور ان کی خدمت ضروری ہے نہ ہر وجود انسان لائق قرب حضوری وصال ہے۔ نہ ہر پتھر کے اندر بیش بہا سرخ لال ہے۔ نہ ہر زبان قابل قرآن آیات و احادیث تفسیر ہے۔ نہ ہر جڑی بوٹی لائق کیمیا اکسیر ہے۔ نہ ہر فقیر صاحب سخن مشاہدہ بین ہے۔ نہ ہر جاہل مثل ابوجہل لعین ہے۔ نہ ہر درویش صاحب ولایت نظر ہے۔ اور نہ ہر شخص لائق صحبت حضرت خضر ہے۔ ہزاروں لاکھوں میں کوئی فقیر صاحب تصرف سیم و زر ہے۔ نہ ہر سر لائق بادشاہی ہے۔ اور نہ ہر دل میں گنج اسرار الٰہی ہے۔ نہ ہر ایک کا مرتبہ فقیر ہے۔ نہ ہر شخص نفس پر امیر ہے اور نہ ہر دل روشن ضمیر ہے۔

؎ بہت لوگ ہیں جو محض لباس فقر پہن لیتے ہیں۔ اور فقیر اور بزرگ بن بیٹھتے ہیں بعض لوگ محض فقراء کی باتیں اور قصے کہانیاں لوگوں کو سنا سنا کر فقیری اور بزرگی کی دکان گرما بیٹھتے ہیں۔ بعض لوگ فقیروں اور مشائخوں جیسی ٹھاٹھ باٹھ اور چال ڈھال اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہر وقت سر مراقبے میں ڈالے رہنا، سرد آہیں بھرنا اور چند بیوقوفوں کو اپنے پیچھے لگا کر چادر منہ پر ڈال کر چلنا وغیرہ اس طرح سادہ لوح احمقوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتے ہیں۔ لیکن خدا کے خاص بندے اپنے آپ کو ہر وقت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ لباس بیگانہ اور دل یگانہ رکھتے ہیں بقول کسے ؎

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش | کم بود اندر دو عالم این چنیں زیبا روش

بعض کامل مکمل اکمل فقیر جب فقر کے انتہائی مقام پر فائز المرام ہو جاتے ہیں تو سیر و سفر دوام اختیار کر لیتے ہیں اور کسی جگہ قیام اور مستقل مقام نہیں رکھتے۔ اسی طرح گمنام رہتے ہیں۔ بعض کاسہ گدائی لے کر دربدر بھیک مانگ کر اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو مجنوں اور دیوانہ بنا کر لوگوں میں چھپے پھرتے ہیں۔ ہمیشہ خرابے ویرانوں میں چھپائے جاتے ہیں۔ خدا کے خاص بندے شہرت اور انگشت نمائی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ جیسے کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

(باقی اگلے صفحہ پر)

تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب سالک عرش کو قدم کے نیچے فرش بنالیتا ہے۔ اور لاہوت لامکاں میں ساکن ہو کر مشاہدہ انوار دیدار باعیان کرتا ہے۔ روز اوّل دولت عظمیٰ مجلس حضرت محمد مصطفےٰ اور شرف دیدار لقا حاصل کر لیتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات مشق وجودیہ سے طالب عاشق معشوق، عارف معبود، قاتل نفس معبود، کاتب احسام الکتائب، عارف بے حجاب، شب و روز جان کباب ہوتا ہے۔ جو شخص اس طرح عین العلم حی و قیوم کا مطالعہ کرتا ہے جملہ علوم رسم رسوم کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور دو نوں جہان کی آرزؤں سے بیزار ہو جاتا ہے عین دیکھتا ہے۔ عین سنتا ہے۔ اور عین پاتا ہے جس شخص نے عین پایا علم عین کو اپنا رفیق اور پیشوا بنایا۔ یہ مراتب توفیق۔ قولہ تعالےٰ۔ وَمَا تَوْفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ۔ توفیق اللہ تعالےٰ کی قدرت کا ایک نور ہے۔ اس نور توفیق سے طالب اپنے وجود کے اندر صورتِ نفس، صورتِ قلب، صورت روح اور صورت سرّ چاروں صورتوں کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور یہ صورتیں اہل توفیق کے ساتھ ہم سخن ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں اہل توفیق حق لے لیتا ہے۔ اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے جو شخص ان مراتب کو پہنچے اُسے طے الفقر و حی الوجود۔ صاحب معرفت یحی القلوب و یمیت النفس کہتے ہیں۔ اسکے لئے زندگی اور موت ایک خواب و بیداری ایک، مستی و ہوشیاری ایک بھوک و سیری ایک۔ پڑھنا نہ پڑھنا ایک، مجاہدہ و مشاہدہ ایک، قال و سکوت ایک اور سونا چاندی ایک ہو جاتے ہیں۔

میں دریائے وحدت میں ہوں غرق ایسا | ازل اور ابد کی نہیں کچھ خبر بھی

یاد رہے کہ سلوک باطنی کی آخری منزل مقصود مشاہدۂ ذات حق معبود ہے اور دوام حضور مجلس محمدی صلعم مقصود ہے۔ ان دو مراتب کے ماسوا دیگر ہر منزل و مقام حق سے دور اور مردود ہے۔ یہ ہر دو مراتب جانبین رضی اللہ تعالےٰ عنہم و رضوعنہٗ خاص نور حضور کے لامکان میں ہیں۔ جب عارف باللہ لامکان میں آ جاتا ہے تو ہر دو جہان مچھر کے پر نظر آتے ہیں۔

سلک سلوک باطنی میں مختلف رنجشیں یعنی قبض و بسط سکر و صحو وغیرہ آفات ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کا قرب تو نفس

گر شہرہ شوی بشہر شر الناسی | ور گوشہ نشین شوی ہمہ وسواسی
بر از آں نبود کہ ہم چوں خضر و الیاس | کس نشناسد ترا تو کس نشناسی

دروغ کو اس ناقدر زمانے میں بہت فروغ حاصل ہے۔ اور راستی ہمیشہ کاستی میں ہے۔ کامل صادق لوگ گوشہ گمنامی میں منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ اور دیو صفت لوگ معشوقانہ انداز میں ناز و کرشمے دکھا رہے ہیں۔

"پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست"

قلب روح سے بھی جدائی کی بات ہے۔ فقیر کو سلک سلوک راہ کی کیا احتیاج ہے۔ کیونکہ اس کے طالب کو تو پہلے روز
ہی نصیب مشاہدہ حضوری معراج ہے۔ اور اس فقیر کو ضرورت الہام و پیغام ہے۔ جو ابھی قرب حضوری میں خام
ناتمام ہے۔ قادری مرشد کے ہر دو جہان جن و انس تابع و غلام ہیں۔

مرشد کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ مرشد نام، مرشد نان، مرشد زبان، مرشد قصہ خوان، مرشد لاف زن اہل
زبان، مرشد پریشان اور مرشد حیوان دنیا میں بکثرت ہیں اور طالب احمق نادان بھی بے شمار ہیں۔ اگر مرشد کامل ہے
طالب صادق کے لئے دونوں جہان بار بردار حامل ہے۔ طالب بے اعتقاد دشمن جان ہے۔ وہ شیطان
سے بھی برا ہے۔ جو کہ غائب دشمن ایمان ہے۔ نافرمان اور بے حیا طالب سے ایک رفیق و آشنا کتا بہتر ہے
میں طالب و مرشد کاذب اور صادق کو نظر سے ہی پہچانتا ہوں۔ مرشدی اور طالبی کا مرتبہ نظر سے ناظر اور
حاضر کرتا ہے۔ مرشد طالب کو مرتبہ ابتداء سے چلاتا ہے۔ لیکن طالب کی مراد مرتبہ انتہا یعنی مشاہدہ لقا
ہونی چاہیئے۔ اگر مرشد کامل ہے ایک ہی توجہ اور نظر سے اپنے مقام انتہا میں پہنچا دیتا ہے۔ ورنہ طالب
ہمیشہ شوق و محبت کی پیاس اور آگ میں جلتا رہتا ہے۔ الانتظار اشد من الموت۔ ترجمہ "انتظار
قتل خود عذاب قتل سے زیادہ سخت ہوا کرتا ہے" اس قسم کا طالب اہل انتقال یا مجذوب یا محجوب عاقبت مردود
ہو جاتا ہے۔ اور کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ غرض مرشد روز اول طالب کو اسم اللہ ذات یعنی قال لازوال تلقین فرماتا ہے
لیکن طالب علم معرفت قرب حضوری وصال چاہتا ہے مرشد طالب کو پہلے روز درس تجلی انوار سکھاتا ہے۔ لیکن طالب
مقام انتہا شرف دیدار چاہتا ہے۔ اور مرشد طالب کو علم طریق بتاتا ہے۔ لیکن طالب صادق انتہا علم اعلیٰ قرب حق
تعالیٰ توفیق تحقیق چاہتا ہے۔ مگر مرشد کو چاہیئے کہ طالب کو اسم اللہ ذات میں مقام انتہا دکھائے۔ تاکہ حق مرشدی
ادا ہو جائے۔ یعنی جب مرشد طالب کو ابتدائی سبق اسم اللہ ذات بتائے۔ تو حرف اسم اللہ ذات میں سے
مشاہدہ دیدار دکھائے ؎

زندگی کا تجھ کو میں مقصد بتاؤں اے رفیق ۔ کر طلب دیدار وحدت اور اس میں ہو غریق

طالب ہونا بھی آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ طالب کو صاحب نفس فنا، روح لقا، باادب و باحیا،
فنا فی اللہ تعالےٰ باخدا ہونا چاہیئے۔

ابیات

جس کو ہو دیدار دائم باوصال ! ۔ لقمہ جو کھائے وہ ہے اس پر حلال !
مالک الملکی ہے وہ عارف فقیر ۔ اس کا حق ہے سب پہ چوں حاکم امیر
اس کے اندر جاتے کیوں لقمہ حرام ۔ اس کے ہیں جب ساری دنیا کے طعام
عارفوں کی دیکھ یہ حالت ذرا ۔ بخشتا ہے یہ مراتب مصطفےٰ!

ہیں کبھی جذب و غضب میں یا جلال ⁂ رہتے ہیں گہ غرق در بحر جمال

گہ حیات و گہ ممات آخر نجات

مردہ دل زندہ کریں با اسم ذات

سن لے اے طالب اللہ! اے عالم باللہ، اے عارف ولی اللہ، اے واصل صاحب ہدایت اللہ اے صاحب تصور با . . . . . توفیق اور صاحب تصرف با اسم اللہ ذات تحقیق اور صاحب توجہ باسم محمد صلعم خاص طریق۔ یعنی مرتبہ[1] فنا فی الشیخ و مرتبہ فنا فی اللہ و مرتبہ فنا فی الرسول۔ جب تک طالب سر سے قدم تک تجلیات انوار مشاہدہ دیدار میں غرق نہ ہو جاتے بغیر اس کے جس قدر مقامات راہ سلوک میں آتے ہیں سب کو مراتب باطنی گرگی ہے اعتبار جانتے علم معرفت سبحانی، علم توحید سیرانی اور علم لاہوت لامکانی محرم عارف باللہ اور فقیر ولی اللہ بے واسطہ اور بے کام و سیلہ زبان پڑھتے ہیں ہے

---

[1] مراتب تین ہیں۔ ایک مرتبہ فنا فی الشیخ۔ دوم فنا فی الرسول اور سوم مرتبہ فنا فی اللہ۔ طالب ان مراتب کو بتدریج حاصل کرتا ہے۔ پہلے مرشد اور شیخ طالب کے لئے بمنزلہ رسول کے ہوتا ہے کیونکہ شیخ کامل رسول کا جانشین اور قائم مقام ہوتا ہے۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔ یعنی ایک کامل شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔

مثنوی

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ⁂ ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد ⁂ او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول! ⁂ پس ترا سرگشتہ دارد بانگِ غول

پس تقرب جو بدو سوئے الٰہ ⁂ سر مپیچ از طاعت او ہیچ گاہ!

زانکہ او ہر خار را گلشن کند ⁂ دیدۂ ہر کور را روشن کند!

سرمہ کن تو خاک این برگزیدہ را ⁂ ہم بسوزد ہم بسازد دیدہ را

چشم روشن کن ز خاک اولیا ⁂ تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست ⁂ دست او جز قبضۂ اللہ نیست

گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش! ⁂ چوں نبی باشد میان قوم خویش

چوں بمیرد در میانِ امتاں ⁂ در گلستان روضۂ دار الجناں

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول ⁂ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول!

ابیات

سر بسر ہے سرِ اللہ سے خالص علم	سرِّ ھُو ذاکر کی فطرت کا ہے ساز
موت سے کر جسم کو یہ آواز ہو	قبر سے پا وصل اور راز کو!
دنیا سے عقبیٰ تلک اک دم تمام	اولیا کو ہے یہ راہ نیم گام
ماہ سے ماہی تلک دیکھے عیاں	اک نظر سے ظاہر و باطن جہاں

بعض لوگ تمام عمر ریاضت، مجاہدے، خلوت اور چلوں میں ذکر فکر، ورد وظائف، مراقبے وغیرہ کرتے ہیں

طالب شیخ کی ذات میں وہ سب کچھ جو ایک نبی کی ذات میں ہونا چاہیئے۔ دیکھ لیتا ہے۔ تو اس کے دل میں نبی کی صداقت کا عین الیقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ سچے دل سے نبی کا محب اور شیدائی ہو جاتا ہے۔ اور نبی کی پوری فرمانبرداری اختیار کر لیتا ہے جس سے وہ مرتبہ فنا فی الرسول کو پہنچ جاتا ہے۔ اور نبی کی شان اور عظمت اور علو مرتبت جب اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ اس سے اس کو اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات اسماء و افعال کا یقین ہو جاتا ہے۔ اور اس کی وسعت، قدرت، عزت، عظمت اور شان و شوکت کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دل و جان سے طالب صادق ہو کر فقر الی اللہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کی ذات پاک کا والا و شیدا ہو کر دن رات اس کی طلب میں تگ و دو جاری رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے قرب وصل اور مشاہدے سے بہرہ یاب اور بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ **مثنوی**

بانہ دیوانہ شدم من اے طبیب	باز سودائی شدم من اے حبیب
خوش ترا از ہر دو جہاں آنجا بود	کہ مرا با تو سر و سودا بود
عاشقم من بر فن دیوانگی	سیرم از فرہنگی و فرزانگی
ہر چہ غیر از شور و شر دیوانگی است	اندریں راہ دوری و بیگانگی است
نیست از عاشق کسے دیوانہ تر	عقل از سودائے او کور است کر

بقیہ ظاہری مجاہدے اور ریاضت اور زیادتی ذکر فکر ورد وظائف اور چلوں چلوں سے جزئیت غیب عالم اور سفلی موکلات مسخر ہو جاتے ہیں اور ان کے ذریعے عامل کو تسخیر خلائق اور رجوعاتِ خلق پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں میں کامل فقیر اور خدا رسیدہ بزرگ مشہور ہو جاتا ہے۔ اس کا دم درود اور تعویذ دھاگہ خوب چلتا ہے۔ اور عام جہلا انسانی لوگ مرد و عورتیں اس کے مرید اور تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایسے سفلی عاملوں کی کچھ قدر اور وقعت نہیں ہوتی۔ بلکہ جو لوگ محض لوگوں کی تسخیر کے لئے اللہ تعالےٰ کا پاک کلام پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو ذریعہ معاش بنا لیتے ہیں ایسے لوگ ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور موت کے وقت خالی ہاتھ دنیا سے جاتے ہیں۔ تسخیر کا راستہ الگ ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ہمیشہ قائم اللیل و صائم الدہر، صاحب اکل الحلال و صدق المقال رنج کش تا سالہا سال رہ کر رجوعات خلق میں گرفتار صاحب عز و جاہ روضہ خانقاہ مشہور و معروف ہر دیار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کا مرتبہ حاصل کرنا نہایت آسان ہے۔ لیکن آتش توحید میں دن رات جلنا اور مقام فنا فی اللہ طے کرنا اور دریائے استغراق مشاہدہ ذات میں چلنا غرض نفس کو ایک دم میں یہ بار گراں برداشت کرنا نہایت مشکل اور دشوار ہے۔ شوق محبت معرفت اور مشاہدۂ حضور طالب کے ہفت اندام جان کو اس طرح پاک کر لیتے ہیں کہ واہمات نفسانی خطرات شیطانی اور حوادث و آفات دنیا سے پریشانی کا ایک ذرّہ طالب کے وجود میں باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل کا مرتبہ بروز اوّل سے ہی طالب صادق کو مرشد کامل کے طفیل حاصل ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ کے قرب معرفت اور روشن ضمیری کا راستہ علیحدہ ہے۔

ایک دفعہ مجھے ایک کالو نام کا ان پڑھ جٹ فقیر ملا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ میاں کالو! تیرے اندر تھوڑی سی تسخیر کی مقناطیسی طاقت ہے۔ یہ تجھے کہاں سے حاصل ہوئی ہے۔ اس نے اپنا قصہ مجھے یوں سنایا۔ کہ میں ان پڑھ اور جٹ آدمی ہوں۔ مجھے ایک بزرگ نے رات کو جنگل میں سورۃ مزمل پڑھنے کیلئے کہا۔ چنانچہ میں نے وہ کلام پڑھنا شروع کر دیا اس سے میری خوب تسخیر شروع ہو گئی۔ میرا دم درود چل پڑا۔ اور تھوڑے عرصہ کے اندر اپنے ہم جنس جاٹوں اور کسانوں میں فقیر اور بزرگ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے ہمارے گاؤں میں گاہے گاہے ایک مستوار مجذوب بھی آنکلتا تھا۔ میں اس کی خدمت بھی کیا کرتا تھا۔ مجھے پہلے بتائے ہوئے بزرگ کے چلہ سورۃ مزمل کا بڑا اشتیاق پیدا ہوا۔ میں نے اس کے فرمان اور اذن سے سورۃ مزمل کے چالیس روز کا چلہ شروع کر دیا اور خلوت میں بیٹھ گیا۔ اتفاقاً میرے اثنائے چلہ میں وہ مجذوب فقیر ہمارے گاؤں میں آنکلا۔ اور مجھے ایک آدمی کے ذریعے بلایا۔ میں نے چلے کی مجبوری ظاہر کی۔ اس مجذوب نے اس آدمی کے ذریعے کہلا بھیجا۔ کہ کالو کو کہو کہ اگر اسے کلام کا شوق ہے تو یہ کلام پڑھا کرے۔ لا الٰہ من کان الا اللہ فن کان۔ کالو نے کہا کہ اس مجذوب فقیر کے قاصد نے آکر مجھے چلے خانہ میں انکا پیغام دیا۔ اور پڑھنے کیلئے مذکورہ بالا کلام سنایا۔ تو میں اس عجیب و غریب کلام کو سن کر متعجب اور حیران ہوا۔ کیونکہ اس قسم کا کلام پہلے کبھی سننے میں نہ آیا تھا۔ میں نے یادداشت اسے تین چار دفعہ زبان پر دہرایا اور پھر سورۃ مزمل حسب معمول پڑھتا رہا۔ جب میں مقررہ تعداد سورۃ مزمل پڑھ کر سویا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہفت لطائف ذکر لا الٰہ من کان الا اللہ فن کان سے جاری ہیں۔ اور میرے ہر رگ و ریشہ اور تمام بدن میں اس ذکر کا اس قدر غوغا اور شور اور جوش و خروش ہے۔ کہ گویا اس ذکر کا ایک طوفان برپا ہے۔ اور میرا تمام وجود اس ذکر کی لذت سے مخمور ہے۔ اور وہ مجذوب فقیر میرے سامنے کھڑے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اس عجیب ذکر کے تلاطم سے حیران ہو گیا۔ خیر بیدار ہونے پر میں نے پھر سورۃ مزمل حسب معمول جاری رکھی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مثنوی:-
حالت کونین گو دیکھیں عیاں | پر نہ دم ماریں نہ کرتے ہیں بیاں
ہو سکے تجھ سے تو راز اپنا چھپا | خود فروشی سے رہے عارف جدا

اکثر اہلِ دکان مرشد طالب مریدوں کی حاجت روائی میں پریشان رہتا ہے۔ لیکن فقیر کامل تماشہ بین مشاہدہ لاہوت لامکان ہوتا ہے۔ اس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص پڑھے کامل ہو جائے۔ اگر کامل پڑھے عامل کل ہو جائے۔ اگر عامل کل پڑھے مکمل ہو جائے۔ اگر مکمل پڑھے اکمل ہو جائے۔ اور اگر اکمل پڑھے مرشد جامع صاحب جمیعت ہو جائے۔ اور اگر جامع پڑھے سلطان الوہم فقیر کونین پر امیر نور الہدیٰ ہو جائے گا۔ اس کا مرتبہ وہم وفہم سے بالاتر لاحد ولا عد ہو جائے گا۔ یہ کتاب مجموع الجمعیت، کل المکلید ہے۔ طالب اسے جس قفلِ مطالب میں ڈالے کھول لے گا۔ اور ہر دولت ومتاع حاصل کر لے گا۔

طالب صاحب قلب سلیم، جان بحق تسلیم کے لئے فرض عین اور سنتِ عظیم ہے۔ کہ از راہ توفیق قدیم وصراط مستقیم غرق مقام فنا، بقا ولقا اور مشرف حضور ضرور اور نظر اللہ میں منظور ہو۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ اول اپنے نفس کو قتل کر ڈالے تاکہ وجود میں دعوئ فرعونی افار بکم الاعلیٰ فرعون نے بنی اسرائیل سے کہا۔ کہ میں ہی تمہارا حقیقی رب اور معبود ہوں" اور نیز ہولتے نفسانی باطل کو وجود سے مٹا ڈالے تاکہ نفس اپنی ہستی لبود سے نیست ونابود ہو جائے۔ جب طالب نفس خود پرست اور سوا وہوس کے دو معبودوں کو تیغ تصور اسم اللہ ذات سے اپنے وجود میں قتل کر کے نابود کر ڈالتا ہے۔ تب جا کر اللہ تعالےٰ کی معرفت اور مقام فقر میں قدم رکھتا

لیکن جونہی میں سونے لگتا تو حالت استغراق میں اپنے اندر اسی ذکر لا الٰہ من کان الا اللہ تن کان کا بدستور شور برپا رہتا غرض چند روز یہی حالت رہی۔ میں اس حالت سے بہت حیران تھا۔ کہ زبان پر تو سارا دن مزمل جاری رہتا ہے۔ لیکن اندر میں مجذوب کے ذکر کا خود بخود غوغا اور شور برپا ہے۔ حالانکہ میں اس کی طرف خیال بھی نہیں کرتا تھا۔ آخرش چار روز کے بعد پھر وہ مجذوب مستوار ہمارے شہر آ نکلا اور مجھے اسی قاصد کے زبانی بلایا۔ میں نے قاصد سے عذر معذرت کی کہ فقیر صاحب کو عرض کر دو کہ چلہ کے اب تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں۔ پھر میں خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اس پہ مجذوب نے قاصد کے زبانی کہلا بھیجا کہ کالو کو کہو کہ تم رجوعات کے طالب ہو۔ رب کے طالب نہیں ہو اب تم جانو اور تمہارا چلہ،، جب وہ قاصد یہ بات کہہ کر چلا گیا۔ اور میں سویا تو باطنی ذکر کی وہ حالت نہ رہی میں چلہ ختم کر کے اس مجذوب فقیر سے ملا۔ اس کی خدمت کی اور بڑی منت سماجت کی۔ لیکن پھر وہ حالت نصیب نہ ہوئی۔ مزمل کے پڑھنے سے میری اچھی خاصی پیری مریدی اپنے علاقے میں چلی ہوئی ہے۔ لوگوں نے مجھے زمینیں بطور نذرانہ دے رکھی ہیں۔ مجھے دنیا کی عزت اور وسعت پوری طرح حاصل ہے۔ لیکن ذکر اللہ کی حلاوت جو چند روز اس مجذوب (باقی اگلے صفحہ پر)

ہے۔ ایسے مردِ عارف باطن آباد کو نفس کا قتل کرنا مبارک ہو۔

کرنہ تو قالوا شہادتہ بیقین واقتباء | چھوڑ دو کہ ایک خدا کی بندگی کر اختیار

قولہ تعالیٰ۔ افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ۔ ترجمہ " آیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہو "

خود پرستوں کو نہیں ملتا خدا | خود پرستوں کا خدا ہوگا ہوا
جس نے کر ڈالا ہے جان و تن جدا | نفس چھوڑا اور ہوا واصل خدا

قولہ تعالیٰ۔ وَاَمَّا من خاف مقام ربہٖ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ۔ ترجمہ " لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑے ہونے سے ڈرا۔ اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے باز رکھا۔ پس بہشت اسی شخص کیلئے سزاوار ہے " فقیر کامل کی علامت یہ ہے۔ کہ سلک سلوک میں صرف سالک ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر سلک پر غالب اور مالک ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو جہان اس کی نظر میں عیاں اور اسکا تدبر باسرار الٰہیہ وگمان ہوتا ہے۔ یہ ہیں مراتب فقیر صاحب حضور اور عامل اہل دعوت قبور فقیر کامل ہرگز زبانی طور پر فکر ذکر میں مشغول نہیں ہونا چاہیئے۔ ایسے فقیر ہی کیوں نہ کر دے۔ کیونکہ فقیر دوام اہل حضور ہوتا ہے۔ فقیر کا دشمن تین باتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا سیاہ دل یا منافق بخیر از قرب اللہ یا دشمن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث۔ الفقر فخری والفقر منی۔ اس فقر پر حضرت محمد مصطفےٰ کو فخر ہے۔

مرشد بننا بہت بھاری اور اہم کام ہے۔ جب تک کسی فقیر کو باطن میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی توجہ سے حاصل ہوئی۔ پھر کبھی نصیب نہ ہوئی۔ غرض رجوعات خلق اور تسخیر خلائق کا راستہ اور ہے۔ قرب و معرفت خالق کا راستہ الگ ہے۔ جب عارف سالک مقام ارشاد پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اسے باطن میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور مرشد کامل کی طرف سے لوگوں کو طالب مرید کرنے اور انہیں فیض و فضل اور رشد و ہدایت سے بہرہ یاب کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ایسے کامل مرشدوں کے طالب مرید گمراہ نہیں ہوتے۔ اور دنیا سے خاتمہ بالخیر اور ایمان کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں۔ لیکن آج کل تو بھی دوکاندار ناقص پیروں نے دنیا میں وہ اودھم مچا رکھا ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ دنیا میں یہ شیاد ایجنٹ پھیلا رکھے ہیں۔ جو ہر جگہ ان کی جھوٹی بزرگی کا پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور ہر سال سینکڑوں بھولے کو پیر کی قربان گاہ پر پروان چڑھاتے ہیں۔ ہر سال ایسے اندھے پیر کے ارد گرد اندھے مریدوں کا اچھا خاصہ مجمع بن جاتا ہے اگر ان پیروں سے کہا جاتے کہ تم اس قابل نہیں ہو تو تم نے یہ بجا بکھیڑا کیوں بنا رکھا ہے۔ تو ان میں بعض تو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کا نام بتاتے ہیں۔ اللہ کے نام بتانے میں حرج ہی کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ -

(باقی اگلے صفحہ پر)

کی طرف سے طالبوں اور مریدوں کو تعلیم وتلقین کرنے کی رخصت اور اجازت نہ ملے وہ احمق ہے ۔ کہ خود لبغیر امر و اجازت کے تلقین وارشاد کرتا ہے ۔ اور آخر کار خراب اور شرمندہ ہوتا ہے ۔ مرشد وہ ہے کہ طالب کو سوگند دے کر پوچھے کہ اے طالب جو کچھ تیرا اصلی مطلب ہے ۔ وہ مجھ سے طلب کر لے مرشد طالب کو اپنا مطلوب عطا کر دے ۔ مرشد کا فیض مثلِ بارانِ رحمت، یا موج دریا یا شعاع آفتاب ہے ۔

نگاہِ مرشد سراسر توفیقِ خدا ہے جو کہ طالب کے وجود سے نفسانی اور شیطانی حجاب اور ظلمت دور کر دیتا ہے ۔ لیکن مرشد ناقص حجام طالبوں کو ہمیشہ آج کل کی تسلی اور تشفی سے ٹالتا رہتا ہے ۔ طالب کی یہ محض بے اعتقادی اور بے اعتباری کی علامت ہے ۔ کہ خدمت کے دن رات، ماہ وسال شمار کئے جائے بلکہ اپنے اختیارات مرشد کے حوالے کر دے اور خدمت کی بات زبان پر نہ لائیے ۔ طالب ہو اہل اطاعت و بندگی گذار ۔ مرشد ہو حضور کنندہ غرق مشرف دیدار ۔

طالبا سر دیکے سر حاصل کرو بے ادب ہو جو نہ دے سر یار کو

معرفت محض اس شخص کا مقسوم اور مراد ہے ۔ جو ازلی ولی مادر زاد ہے ۔

کہ ہم اگر کسی قابل نہیں ۔ مگر ہمارے دادا پیر کامل ہیں ۔ وہ مرتے وقت اور قیامت کے روز ہمارے مریدوں کی مدد کریں گے ۔ تو ہم کہتے ہیں ۔ کہ اگر خالی اللہ کا نام بتانے سے کوئی پیر مرشد بن سکتا ہے ۔ تو اس قسم کی باتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں ۔ پھر یہ لوگ کس مرض کی دوا ہیں ۔ کہ حرف بتلانے اور حرف باتیں بنانے سے اپنے آپ کو معبود اور مسجودِ خلائق بنا رکھا ہے ۔ یہاں تو صرف بتانے سے نہیں بلکہ راہ دکھانے اور طالبوں کو منزلِ مقصود تک پہنچانا پڑتا ہے ۔ باپ دادا کے نام پر ہی اگر پیری مریدی ہو سکتی ہے ۔ تو دنیا کے تمام کافر، مشرک اور منافق جناب پیغمبر خدا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا فخر کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس راستے میں تو ذاتی جوہر کی ضرورت ہے ۔ ؎ " کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست "

مخدوم جہانیانِ جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بجدٍ لا بجدٍ کل مجدٍ ولا جدٌ بلا جدٍ بمجدٍ

ترجمہ: جد بمعنی کوشش ۔ جد بمعنی دادا ۔ مجد بمعنی بزرگی ۔ ہر بزرگی کوشش سے حاصل ہوتی ہے ۔ نہ کہ بطور وراثت باپ دادا کے ۔ اور نہ کسی کا باپ دادا بغیر جد اور کوشش کے بزرگی کو پہنچتا ہے ۔ قولہ تعالیٰ ۔ وَاِذَا نُفِخَ فِی الصور فلا انساب بینهم ۔ ترجمہ: یعنی جب قیامت کے روز صور اسرافیل پھونکے گا ۔ تو نسل اور نسل کے رشتے ٹوٹ جائیں گے ۔

گر کہوں میں شرح شرط طالبی ... طالب صادق ہی شیدائے نبیؐ
بحضوری مرشدی ہے ناتمام ... ہے وہ مرشد جو دکھائے ہر مقام
مرشدوں سے خوب ہوں میں باخبر ... طالبوں کو جانتا ہوں با نظر
صورت صراف ہوں مردم شناس ... جانتا ہر ایک کو ہوں با قیاس
جو کرے دعوے مرشد طالبی ... جانتا ہوں سب کو از قرب نبیؐ
جنس و نقدی جو ہے میرے پاس ہے ... تاکہ میں تجھ کو خدا سے دوں ملا
ہر متاع کا مشتری ہوتا ہے پیر ... ہر متاع کا دے عوض وہ بےنظیر

جو لوگ جانتے ہیں۔ وہ نہیں کہتے اور جو کہتے وہ نہیں جانتے۔ ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہٗ
طالب صادق مرشد کامل کے سامنے مثل لحمائے تجمی ودملث دمی کشتہ محبت، جاں فدا، دل صد چاک
ہوتا ہے۔ اس کے ہفت اندام پر لباس عجز و نیاز مثل پیراہن خاک ہوتا ہے۔ اگر طالب بے اخلاص مرشد
سے بے اعتقاد ہو کر اس کی مخالفت کرے مثل "خس کم جہاں پاک" فی الدنیا والآخرت ہلاک ہو جاتا ہے۔
مرشد کی شرط یہ ہے کہ طالب بارہ سال کے بعد غرق انوار یا مشرف دیدار ہو جائے۔ اور جملہ علائق دنیا و عوائق
اہل و عیال زن و فرزند اور ہوائے نفس وغیرہ سے بیزار ہو جائے۔ ورنہ مرشد اسے اپنے سے بےیقین اور بے اعتبار
بنا دیتا ہے۔ آسخر طالب کا سلامتی سے مرتبہ عظمیٰ تک پہنچنا اس میں ہے۔ کہ مرشد سے خالص اعتقاد طلب کرے
اعتقاد وہ ہے کہ جو نفس اور شیطان مایۂ فساد کے شر سے محفوظ رکھے۔ اعتقاد کے چھ حروف ہیں۔ ا، ع، ت
ق، ا، د۔ حرف ا سے آئینہ دل صاف ہو جاتا ہے۔ حرف ع سے علم دیکھے اور عین بخشنے والا ہو۔ حرف
ت سے توفیق ہر دوسرا کو طے کرنے کی رکھے۔ حرف ق سے قوت قرب اللّٰہ حضوری حاصل ہو۔ حرف ا
سے ارادہ صادق رکھے۔ اور حرف د سے دوام حضوری مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہو۔ جس مرشد سے مذکورہ بالا مراتب حاصل
ہوں وہ مرشد اعتقاد بخش ہے۔ ورنہ خود حب دنیا اور نفس وہوا کی قید میں رنج کش ہے۔

شہباز صفت پیر تو دنیا میں ہے عنقا
پرواز سے واقف نہیں پیر مگس آسا

یاد رہے کہ عارف واصل کو اصل اور وصل کے کل و جز جملہ مراتب اسم اللّٰہ ذات کے ذریعے نیت کے
موافق حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابتدائے سلوک ہی میں بعض کو مرتبہ علم قیل و قال۔ بعض کو ملکۂ معرفت وصال
بعض کو مشاہدہ حضوری حضرت محمد رسول اللّٰہ صلعم لازوال۔ اور بعض کو مرتبہ معرفت ظاہر باطن یکرنگ
و یک احوال حاصل ہوتا ہے۔

دعوت تکبیر کا عامل ہوں میں — معرفت توحید میں کامل ہوں میں
دربدایت فقر عارف قادری — جاں فدا ہم سخن ہوں حاضر نبیؐ
مجھ کو بیعت مصطفےؐ نے خاص کی — درس اسرار خدا ہم کو ملی!
دیتا ہوں طالب کو وحدت با لقا — خاص طالب جو کہ ہو لائق خدا
طالبا۔ آ طالبا۔ آ طالبا — تا نکالوں تجھ کو از کبر و ہوا!
گر طلب طالب سے مرشد دو گوا — جن کی نظر دل میں ہو یہ دنیا گناہ
گنتا ہو جو شخص ہر دم ماہ و سال — ایسے طالب کو نہیں ملتا کمال
یوں ہو ثابت مرشدی و طالبی — جس طرح تھے خضرؑ اور موسیٰؑ نبی
طالبی ہے کام مشکل اور سخت — موت پر جس کی نظر وہ نیک بخت
دیکھ ازل، دنیا و عقبیٰ و ابد — ایک دم طالب لقا وحدت احد
کر فدا اے طالبا مال اور تن — حق طلب کر، طالب ثانی نہ بن
طالبوں کو جانتا ہوں بالنظر — جس طرح صراف جانے سیم و زر

اگر طالبؒ با اخلاص اور مرشد خاص الخاص ہے تو دونوں کی صحبت موافق ہو کر جملہ مقامات ابتداء وانتہاء ایک دم طے ہو جاتے ہیں۔ مرشد کامل طالب کو ہر مطالب دلاتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص بغیر طلب خدمت اور زر و مال دوسرا راستہ نہیں جانتا۔ مرشد کامل طالب کو لاہوت لامکان میں پہنچاتا ہے۔ لیکن مرشد ناقص محض روٹی کپڑے کی طلب میں پریشان رہتا ہے۔ مرشد کامل طالب صادق کو اللہ کا نام بتا دیتا ہے۔ لیکن باطن

یہاں پر مرشد اور طالب کی اوصاف بیان کی گئی ہیں۔ واقعی مرشد کامل بننا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ اسی طرح طالب صادق بھی دنیا میں کمیاب ہیں۔ جو طالب صادق ہوتے ہیں۔ وہ آخر مرشد کامل بن جاتے ہیں۔ جس طرح طالب صادق مرشد کامل کی طلب اور تلاش میں رہتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل طالب صادق کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کامل کو جب دولتِ باطنی کا بحساب نصاب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو جاتا ہے۔ تو ایسے مرشد پر اس مال باطن کی زکوٰۃ فرض اور واجب ہو جاتی ہے۔ مرشد کامل کو وہ طالب کامل اور واصل بنانے فرض اور ضروری ہوتے ہیں۔ یہ وہ طالب گویا تکمیل شدہ ہدایت کے گواہ ہوتے ہیں۔ اگر زیادہ طالبوں کو اللہ تعالیٰ کے فیض اور فضل سے بہرہ ور کرتا ہے تو یہ اس کیلئے کار خیر ہے۔ لیکن اگر مرشد عارف کامل باوجود کمال اور عرفان کسی طالب کو کمال تک نہ پہنچائے۔ اور اپنا نوری تخم کسی طالب کی زمین قلب میں نہ ڈالے۔ اور مرمبز نہ کرے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

میں توجہ سے راہ معرفت عیاں طور پہ دکھاتا ہے۔ اگر مرشد خود اندھا حیوان ہے۔ تو ایسے اندھے سے ہدایت حاصل کرنی سراسر نقصان ہے۔ اے عالم فاضل عاقل کان لگا کر سن لے کہ محض تقویٰ ہی نہیں بلکہ تقویت توفیق الٰہی اور نگاہ مرشد کامل اور اجازت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے مرتبہ معرفت، فقر، رحمت جمعیت مشاہدہ قرب اللہ نور اور مرتبہ حضور حاصل ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ لاحد و لاعدد وہم اور فہم سے بالاتر ہے۔

ابیات

جو کہ مستغرق ہو اندر نور ذات | با شعور و عقل کلی با ثبات!
ہے مراقبہ موت دکھلائے ممات | کرتا ہے ثابت یہ حال اہل ذات
دیکھتا ہے ہر طرف فی اللہ بقا | ہر مراتب اس کو دیتا ہے خدا
اس جگہ نے نفس شیطاں نے رقیب | خاص ہم مجلس ہی با احمد حبیبؐ
یاں ملک ہے قادری کی ابتدا | ہیں معزز اور مشرف با خدا

طالب کے لئے ضروری ہے۔ کہ تلقین وارشاد حاصل کرنے سے قبل مرشد کیساتھ علم ظاہری مثلاً دقائق و حقائق علم معرفت و تصوف و منطق معانی قیل و قال زبانی کا مقابلہ کرے۔ بعد ازاں اس کے ساتھ مقابلہ علم باطن یعنی معرفت اللہ وصال علم باطنی ربانی کا تکرار کرے۔ جب مرشد طالب علم کے اس امتحان سے عہدہ برآ ہو جائے۔ بعدازاں تلقین کرے۔ طالب اس طرح عالم فاضل صاحب شعور ہونا چاہیئے۔ ورنہ ہر اول کو دیوانہ اور مجنوں بنانا کیا مشکل کام ہے۔ مرشد کامل وہ ہے۔ کہ ذکر کے غلبات اور تصور اسم اللہ ذات سے طالب کو اپنے وجود میں صورت نفس و صورت قلب و صورت روح و صورت سر جملہ صورتیں علیحدہ علیحدہ دکھادے۔

تو وہ اپنی دولت باطنی کی زکوٰۃ کے بارے سبکدوش نہیں ہوتا۔ اس لئے جس قدر طالب صادق کو مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ مرشد کو طالب صادق صاحب استعداد، وسیع بلند ہمت اور قوی دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کا تخم اچھی زمین میں پڑے۔ اور شورہ زمین کے اندر کوئی شخص تخم نہیں ڈالتا۔ کا تلقوا الدرّ فی فواہ الکلب۔ یعنی کتے کے منہ میں کوئی شخص موتی نہیں ڈالا کرتا۔ کتے کو ہڈی چاہیئے۔ خدا سے بیگانہ نفس ناقص طالبوں کو مرشد کامل نظر سے صراف کی طرح پہچان کر دور پھینک دیتے ہیں جس وقت طالب صادق اللہ تعالیٰ کی طلب میں پہلے روز دنیا اور ماسوی کو چھوڑ کر نکلتا ہے۔ تو چاروں طرف سے مرشدان کامل اس کی طرف باطن میں دوڑتے ہیں۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اسے خواب میں ملتے ہیں۔ اور جس سے اس کا نصیبہ ازلی ہوتا ہے اسکے ہاتھ چڑھ جاتا ہے۔ ایسے طالب دنیا میں کبریت احمر کی طرح بہت کمیاب ہوتے ہیں۔ اگر مل جائیں تو انہیں اکسیر بننے میں کیا دیر لگتی ہے۔

مرشد رفیق صاحب توفیق کی بخشش یہ ہے۔ کہ ہر ایک صورت کے ساتھ ہم سخن وہم زبان یا عیاں ہو۔ یہ مرتبہ بھی شریعت محمدی کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ترجمہ "اے میرے نبی صلعم! تو لوگوں سے کہدے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے" فقیر کا مرتبہ ابتدا زمطالعہ علم علماء ہے۔ اور مرتبہ انتہا معرفت اولیاء ہے۔ یعنی ابتدا میں وہ عامل ہے اور انتہا میں کامل۔

واضح ہو کہ جملہ قرآنی آیات واحادیث نبوی وقدسی واقوال جمیع اصحاب و مشائخ فرماتے ہیں کہ نفس دشمن جان ہے۔ اور شیطان دشمن ایمان اور دنیا موجب فتنہ و بے جمعیتی دل پریشان ہے۔ جو شخص ان ہر سہ کی عزت و تعظیم کرے۔ اور فقر محمدی صلعم سے بشر ماوے۔ وہ شخص مومن مسلمان، عالم فاضل، درویش، قطب درویش تو کیا کبھی صحیح انسان بھی نہیں بلکہ حیوان ہے

باہُو علم یاب ہیں مولیٰ طالب　　　جان فدا کرتا نہیں ہے کوئی اب

پس علوم ظاہر تو دہ ہیں۔ اور ایک علم باطن۔ جب علم باطن یعنی علم معرفت و توحید عارف باللہ کو باطن سے کھل جاتا ہے۔ جملہ ظاہری علوم خود بخود اس میں اس طرح آجاتے ہیں۔ جیسے دودھ میں، پانی۔ اور روٹی میں نمک۔ شیطان بھی تو ظاہری طور پر بڑا عالم تھا پس اہل وصل کو نظر اصل پر چاہیئے۔ نہ کہ تمتع روزی معاش۔ بیع خریف فضل اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید اور حضوری اسم اللہ ذات علم باطن سے حاصل ہوتے ہیں۔ جہل سے نہیں۔ ما اتخذ اللہ ولیاً جاھلاً۔ ترجمہ" اللہ تعالےٰ نے کبھی کسی جاہل کو دوست نہیں بنایا

سیکھ پہلے علم پھر آجا یہاں　　　قرب حق ملتا ہے جاہل کو کہاں

کمال مراتب حیات انسانی یہ ہے کہ عارف مثل اجسامھم فی الدنیا وقلوبھم فی الاخرۃ۔ ترجمہ" ان کے جسم دنیا میں ہیں اور ان کے دل آخرت میں ہیں" یا حضرت محمد مصطفٰے ہو۔ آدمی کو یہ زندگی کس لئے دی گئی ہے۔ اور ان ایام و ماہ و سال کا عالم ممات میں کیا حال ہوتا ہے قولہ تعالےٰ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی۔ قولہ تعالیٰ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ط جس شخص کو اپنی زندگی میں مرتبہ وصلت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بعد از موت واصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص زندگی میں راہ دین پر مستقیم اور صادق قدم سدا رہے، وہ موت کے بعد خاتمہ با لایمان ہے۔

حدیث۔ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ بلا حساب و بلا عذاب"

ترجمہ"جس نے لا الٰہ الا اللہ صدق دل سے کہدیا پس وہ بلا حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہو گیا"

ابیات ؎

آنکھ میں جس کے رہے نورِ کرم	عین بینا کو نہیں ہے کوئی غم
وہ نہ کھولے آنکھ جو ہو بے عیاں	عین ہی ہوں عین گو ہوں عین دال
عارف حق کا ہے یہ رتبہ مدام	دیکھتا ہے ظاہر و باطن دوام
کور مادر زاد کیا دیکھے لقا	کور کو باور نہیں آتا ذرا

اللہ بس ماسوٰی اللہ ہوس۔ پس مرشد اوّل طالب سے مرتبہ طالبی طلب کرے۔ اور طالب بھی مرشد سے شرائط مرشد دریافت کرے۔ طالب کا مرتبہ زندگی میں نفس کی فنا ہے۔ اور مرشد کا مرتبہ اللہ تعالےٰ کی ذات میں فنا و بقا ہے ؎ بیت

میں جو ذاتِ حق میں فانی ہو گیا	پھر صفاتی سیر سے کیا واسطہ

راہِ معرفت و توحید کہاں اور راہِ رسم رسوم تقلید کہاں۔ چنانچہ گفت و شنید سب تقلید ہے۔ یعنی قیل و قال

ملہ پہلے مرشد طالب کا امتحان لیتا ہے۔ اس سے طالبی کی شرائط اور لوازمات پورے کراتا ہے جس وقت راہِ خدا میں طالب جان و مال فدا کر دیتا ہے۔ دنیا کی گندگی سے استنجا کر لیتا ہے۔ اور آبِ تقویٰ سے وضو کر لیتا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور شرف باریابی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس وقت مرشد کامل اسے خدا اور رسول کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے۔ اس کے بعد طالب مرشد سے کمالات مرشدی حاصل کرتا ہے۔ اور صاحب رشد و ہدایت ہو جاتا ہے۔ اسے خدا اور رسول کی طرف سے طالب مرید بنانے اور انہیں اللہ تعالےٰ تک پہنچانے کا امر اور اذن ہو جاتا ہے۔ ورنہ دنیا میں نانی زبانی طالبوں کی کیا کمی ہے۔ اور اسی طرح رسمی رواجی ناقص مرشد بھی دنیا میں بکثرت ہیں۔ پس ناقص پیروں کو ناقص مرید مل جاتے ہیں۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات سے یہی مراد ہے۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ مثنوی

للخبیثات الخبیثون حکمت است	زشت را ہم زشت جفت و بایست است
پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر	محو او باش و صفاتِ او پذیر
نور خواہی مستعدِ نور شو	دور خواہی خویش بین و دور شو
ناریاں مر ناریاں را جاذب اند	نوریاں مر نوریاں را طالب اند
صاف را ہم صافیاں طالب شوند	درد را ہم تیرگاں جاذب شوند
مونس احمد بمجلس چار یار	مونس بوجہل عتبہ و ذوالخمار
ذرہ ذرہ کاندریں ارض و سماست	جنس خود را ہم چو کاہ و کہرباست

اور دید و خود سب راہ توحید ہے یعنی دع نفسک و تعال اہل قال اور اہل حال برابر نہیں ہو سکتے۔ مرشد کو چاہیئے کہ طالب اللہ کو یکدم بذریعہ مشق وجودیہ اور حاضرات اسم اللہ ذات حضور میں پہنچا دے۔ اور راہ باطن کی تمام آفتوں سے نجات دلا دے۔ مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مرشد حبیب کو طالب غریب کو مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں پہنچا دے۔ دوم مرشد رقیب کہ طالب کو رنج و ریاضت، چلول، خلوتوں اور رجوعات خلق سے خراب کرے۔ انسان ضعیف البنیان کماحقہ اسم اللہ ذات کی جباری و قہاری کے بار گراں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ بجز لطف و عطائے پروردگار۔ قولہ تعالٰے۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا ۔

بار گراں جو ہم نے اٹھایا ہے نام کا کس کا جگر ہے اتنے بڑے بوجھ کا کام

جب تک مرشد کامل طالب صادق کے وجود کے غائب لطیفے بتصور تصرف تفکر اور توجہ سے غیب الغیب نہ کھولے طالب اللہ کا نفس ہرگز قید میں نہیں آتا۔ اور جب تک ظاہر حواس بند نہ ہو جائیں اور وسواس خناس خطرات و ذمیمہ خطوط رفع و دفع نہ ہوں محال اور ناممکن ہے۔ کہ طالب معرفت کو پہنچے مجھے ان نادان حماقت شعار لوگوں پر تعجب آتا ہے جو اللہ تعالٰے غیر مخلوق کو عکس معکوس بنا کر حسن خط و خال اور زلف و رخسار یا آواز نغمہ مطرب ساقی بادہ بدعت وغیرہ کو اللہ تعالٰے سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ سب شرک کفر و طغیان و ہوائے نفس اور شیطان کی گمراہی کے سامان ہیں۔ ناقص خام لوگوں نے لذات دنیوی کیلئے یہ حیلے وسیلے بنا رکھے ہیں۔

ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ اور انسان کے وجود کی کنجی محض اسم اللہ توحید ہے۔ جو شخص وجود کا قفل کھولکر قلب سلیم کا خزانہ حاصل کرنا چاہے تو تصور اسم اللہ ذات کی کنجی سے اول طالب اللہ کو طے کر لے۔ جب مرشد توجہ کے ذریعے طالب کے وجود کو حرف اسم اللہ ذات میں لپیٹ کر طے کر لیتا ہے۔ تو اس کا وجود زندہ حی ہو جاتا ہے بعدہٗ اس کے ہفت اندام نور اور وہ دائمی صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اس کو توجہ توفیق اور مرشد رفیق صاحب تحقیق کہتے ہیں۔ جب مرشد طالب کو حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا چاہتا ہے۔ طالب کے وجود کو حرف اسم محمد میں لپیٹ لیتا ہے۔ بیشک اسم محمدی طالب کو جسم اور مجلس محمدی تک پہنچا دیتا ہے۔ اس حضوری طے کو توجہ کہتے ہیں مرتبہ فنا فی الشیخ میں طالب کا جثہ شیخ کے جثے کے ساتھ اسطرح ملا ہوتا ہے لیکن شیخ صاحب شرف ہے نہ صفت شیطان شیخ کامل توجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ توجہ[1] پانچ قسم کی ہیں۔ لیکن توجہ تصدیق سے طالب مرتبہ صدق کو پہنچتا ہے اور توجہ ذر سے صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اس راستہ کی اصل جمعیت ہے۔ اور جمعیت کے

---

[1] جمعیت اس کو کہتے ہیں کہ سالک اپنی باطنی وسیع اور بلند شخصیت کے ذریعے جمیع مراتب اور (باقی اگلے صفحہ پر)

بہت رلاتے ہیں۔ اصل جمعیت وہ ہے کہ عارف صاحب وصال کو مشاہدہ جمال لازوال میں حاصل ہو لیکن اس مرتبے کو پہنچنا نہایت مشکل اور محال ہے۔ دوسری قسم کی جمعیت یہ ہے کہ عارف کامل کا وجود تمام جہان والوں کیلئے بمنزلہ جان عزیز بن جائے۔ اور دونوں جہان کے دفاتر نیک و بد اس کے اختیار میں ہو جائیں۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہو۔ تیسری قسم جمعیت کی یہ ہے کہ عارف ہر ایک کام اجازت حضرت محمد رسول اللہؐ اور آپ کی نظر کیمیا سے کرے۔ اور نظر کیمیائے اثر خیر البشر صلعم سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے خزائن لا یفنی اور مرتبہ مشاہدۂ دیدار حاصل کرے۔ لیکن کیمیائے ہنر اکسیر و زر سے دنیا جیفہ مردار حاصل ہوتا ہے۔ جسے اہل دیدار ہرگز اختیار نہیں کرتا ہے۔

ابیات

دیکھے جو کہتا نہیں وہ برملا	حاضر و ناظر ہے دائم باخدا
جو کہ دیکھے حق کہے کیوں بر زباں	آنکھ خود شاہد ہے دیتی ہے بیاں
جو کہ دیکھے وہ رہے دائم خموش	غرق فی اللہ از جگر خونناب نوش
جو خدا دیکھے خودی کر دے فنا	حق کے استغراق میں دیکھے لقا
جو کہ دیکھے حق وہ ہے اہل کرم	عارف باللہ ہے یا فقر اتم
جو کہ دیکھے حق سے وہ پائے خطاب	با عیاں دیدار دیکھے بے حجاب
جو کہ دیکھے حق وہ ہو کامل نعتبر	عارف واصل ہے وہ روشن ضمیر
جو کہ دیکھے اسکو ہے جوش و خروش	مست کو رہتا کہاں ہے عقل و ہوش
دیکھتا ہے جو وہ ہے دائم حضور	اسکا ہر اک لقمہ بن جاتا ہے نور
جو کہ دیکھے حق دکھا دیوے ضرور	غرق فی التوحید کر دیوے حضور
ہم سے گر پوچھے کوئی اس کا نشاں	ہو بیاں کیونکر نشان لامکاں
جا طلب دیدار کر اے بے خبر	آنکھ کی ہے بات پیدا کر نظر

کل درجات کو اپنی تصرف اور قید میں لے آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کے طفیل بمقتضائے (لا ولہ بکل شیئ محیط) ہر کل و جزو پر حاوی ہو جاتی ہے۔ پس اس جمعیت ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ اول جمعیت یہ ہے کہ عارف صاحب وصال کو مشاہدہ جمال لازوال ذات ذوالجلال حاصل ہو۔ اس ذاتی مشاہدے میں جملہ صفات و اسماء و افعال غرض جملہ مخلوقات کا نظارہ سالک کو حاصل ہو جاتا ہے۔ دوم جمعیت یہ ہے کہ سالک کا ذاتی نور تمام عالم و عالمیان کے لئے بمنزلہ جان اور بمثل روح رواں بن جاتا ہے۔ اور تمام مخلوقات کے دفاتر نیک و بد اعمال اس کے اختیار (باقی اگلے صفحہ پر)

یاد رہے کہ تین شخص گنج محمدی یعنی باطنی نعمت اور دولت سے محروم اور بے نصیب ہیں۔ ایک ازلی منافق۔ دوم جھوٹا کاذب۔ سوم بے ایمان کافر۔ قولہ تعالیٰ۔ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔ ترجمہ: "اے میرے نبی صلعم! ہر شخص کو جو تو ارادہ کرے ہدایت پر نہیں لا سکیگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت پر لاتا ہے۔ لیکن ہر مرض کا علاج ہوتا ہے۔ اور ہر قفل کی کنجی اور ہر شے کے لئے ایک حیلہ اور وسیلہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسا علم بھی ہے۔ کہ ہر بے علاج کا علاج اور ہر قفل کے لئے کلید اور ہر شے کیلئے حیلہ اور وسیلہ بن جاتا ہے۔ وہ کونسا علم ہے۔ کہ جس کے پڑھنے سے یکدم طالب اللہ جملہ مطالب حاصل کر لیتا ہے۔ وہ علم تصور حضور اور علم دعوت قبور ہے ؎

علم پر مغرور ہے اے عالم نادان فضول — علم نے تجھ کو کیا ہے دور حق سے اے جہول
گر تو کشاف و ہدایہ رات دن پڑھتا ہے — ہے عبث جب تک نہ تو کچھ خدمت خاصاں کرے

حدیث۔ من عرف ربہ فقد کل لسانہ۔ مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے سبق علم معرفت اور درس دیدار دیتا ہے۔ اور دنیائے باطل جیفہ مردار سے بیزار کر دیتا ہے۔ معرفت اور دیدار کا راستہ اسم اللہ ذات سے شروع ہوتا ہے اور پھر اسم اللہ ذات میں ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جملہ مراتب ابتدا و انتہا اسم اللہ ذات میں مندرج ہیں۔ حدیث۔ النھایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ۔ جس طرح کہ ابتدا میں ہم خاک سے نکلتے ہیں۔ اور پھر خاک قبر میں چلے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ٹوٹے ہوئے دل اور ٹوٹی ہوئی قبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ شکستہ دل وہ ہے کہ جو

اور ارادے سے ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی قید اور قبض میں ہوتا ہے۔ سوم جمعیت یہ ہے۔ کہ سالک جو کام کرتا ہے۔ حضرت آقائے نامدار احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی امر اور اذن سے کرتا ہے۔ اور اس کے تمام کام آنحضرت صلعم کی نظر اور توجہ سے سرانجام ہوتے رہتے ہیں۔

؎ حضرت سلطان العارفین نے اپنی تصنیف میں ان دو عملوں کو بہت سراہا ہے۔ اور حد سے زیادہ تعریف فرمائی ہے حتی کہ فرماتے ہیں کہ یہ عمل دونوں ہی دنیا کی تمام مشکلات کے لئے کلید ہیں۔ اور بے نصیبوں کا نصیب اور بدبختوں کا بخت ان دو عملوں سے کھل جاتا ہے۔ ایک تصور اسم اللہ ذات حضور۔ دوم علم تصرف علم و دعوت القبور۔ فقیر کامل جب تصور اسم اللہ میں کامل اور عمل دعوت القبور میں عامل ہو جاتا ہے تو اس کی نظر اور توجہ میں اللہ تعالیٰ کے کن کا نور آ جاتا ہے۔ جس کام کا ارادہ کرتا ہے اور جس مشکل کے لئے توجہ اور تفکر اور اپنی پوری ہمت سے متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کام کے قفل میں اس کی توجہ کن کی کلید بن کر چڑھ جاتی ہے۔ اور وہ مشکل جلدی یا بدیر ضرور حل ہو جاتی ہے پس یہ دو عمل گنج دارین کے لئے بمنزلہ کلید ہیں۔ ان عملین کا حصول بہت مشکل اور دشوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیض فضل اور رحمت کے انوارات سے اس قدر پر اور معمور ہو جاتے ہیں کہ غلبہ نور حضوری سے شگوفہ دل پارہ پارہ اور مضغہ قلب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دل کے پھول کی ہر ایک پتی گل گلاب کی طرح سرخ رنگ معطر اور معنبر ہو۔ حدیث شریف۔ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر فی قلوبکم و نیاتکم۔ "اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ دلوں اور نیات کو دیکھتا ہے۔"

مشاہدہ کیلئے دل کی آنکھ سے لازم — یہ آنکھ ظاہری عینک کی طرح ہے ہمدم
نظر جو حق پہ کرے دل کی آنکھ ہو ناظر — وگرنہ رکھتے ہیں حیواں بھی دیدہ ظاہر

لیکن شکستہ قبر وہ کہ اہل قبر اللہ تعالیٰ کے انوار و حلاوت میں پلٹا ہوا ہو۔ اس راہ باطن علم غیب کا عالم صرف عارف غیب دان اور غیب خوان باعیان ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو مراتب بیان کا صحیح نشان پیش کرتا ہے۔ اور لاہوت لامکان میں پہنچاتا ہے۔ مرتبہ غیب دانی اور غیب خوانی یہ ہے۔ کہ باطنی معاملہ ظاہر کے موافق دکھاوے اور ظاہر کو باطن سے بنا دے۔ جو دل اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کی تجلی دوام میں لپٹ جائے۔ ایسے ذاکر قلبی کے ایک دم اور ایک بار کے ذکر کا ثواب ستر ہزار بار ختم قرآن کے ثواب کے برابر ہے۔ اس قسم کے ذاکر قلبی حضور صاحب قلب نور کو حافظ ربانی کہتے ہیں۔

ذکر وہ ہے جس سے ملتا ہے خدا — ہاں یہ ذاکر ہے حضوری خود نما

ذکر ایک نور ہے جو وسیلہ حضور ہے۔ اور علم بھی ایک نور ہے۔ اور اصلی علم وہی ہے جو کہ وسیلہ حضور ہے۔ جس مرشد سے روز اول طالب مرتبہ حضور حاصل نہ کرے وہ مرشد لائق ارشاد نہیں ہے۔ اور محض تصور عشق وجودیہ سے طالب صاحب حضور ہوتا ہے۔

شرح حضوری

بعض لوگوں کو جنونیت کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو اپنے وہم اور خام خیال کی حضوری ہوتی ہے۔

۱؎ حضوری۔ کسی خاص باطنی مقام اور غیبی مجلس میں حاضر ہونے کو کہتے ہیں۔ پس باطن میں انسان ہر قسم کا مرتبہ اور جو استعداد رکھتا ہے۔ باطن میں اسی قسم کی حضوری اسے حاصل ہوتی ہے۔ سو حضوری دو قسم کی ہوا کرتی ہے۔ ایک نوری دوم ناری۔ نوری حضوری ارواح انبیاء و اولیاء یا حضوری ملائکہ یا حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا حضوری شرف دیدار رب العالمین میں حاضر ہونے کا نام ہے۔ حضوری ملائکہ میں سالک لطیفہ قلب کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ اور حضوری ارواح انبیاء و اولیاء و الصلحاء میں عارف لطیفہ روح کے ذریعے سے (باقی اگلے صفحہ پر)

ایسے لوگ ہمیشہ پریشان احوال رہتے ہیں۔ بعض کو دنیا ئے دول کی حضوری بعض کو حضوری نفس ہمیشہ اہل ہوا و ہوس کو حضوری شیطان مثل تارک الصلوٰۃ احمق حیوان۔ بعض کو حضوری روح مثل تجلی روشنی لوح ہر رنگ میں موجزان مثل طوفان روح۔ بعض کو حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلعم ختم النبی صاحب دین قوی۔ بعض کو حضوری الہام مع دیدار قرب اللہ حضوری تمام۔ بعض کو غیب سے نگاہ۔ بعض کو غیب سے وہم۔ بعض کو غیب سے دلیل۔ یہ مراتب شہرگ سے بھی نزدیک تر کے ہیں۔ قولہٗ تعالےٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ یہ تجلی انوار قرب اللہ دیدار سے ہوتا ہے۔ مرشد کے دو مراتب ہونے چاہئیں۔ ایک ظاہر پابند شرع متین دوم باطن حضوری حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیینؐ۔ کہ ظاہر طالبوں کو اسم اللہ ذات میں مشغول کرے۔ اور باطن میں مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں توجہ سے پہنچا دے۔ ظاہر صاحب گنج عنایت اور باطن میں کامل فقیر صاحب ہدایت اور حق سے جدا نہ ہو ایک ساعت سے

مثنوی

سایہ کی طرح تو اہل صحبت نور نہیں ۔۔۔ جا کر ماتم کہ اس کو منظور نہیں
جب تجھ کو نہیں دعویٰ وصل خورشید ۔۔۔ اس سائے سے مل کہ اس سے بھی دور نہیں

طالب وصل کو سالہا سال ریاضت درکار ہے۔ لیکن طالب حق کو مرشد توجہ سے مقام و حال سے نکال کر یکدم فنا فی اللہ کے لازوال مقام میں غرق کر دیتا۔ یعنی اپنی ہستی سے فنا ہو کر حق میں بقا پائی۔ اور ان ہر دو مراتب فنا و بقا میں وحدانیت حق لقا پائی۔ یہ ہیں فقیر کے مراتب ابتداء۔ یعنی فقیر کا ابتدائی مرتبہ فنا ہے موافق رضا۔ الرضاء فوق القضاء۔ ترجمہ وہ مرتبہ رضا مرتبہ قضا سے بھی بالاتر ہے۔ جہاں فقیر عارف با اللہ وحدت میں غرق

شامل ہوتا ہے۔ اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقیر کامل حبہ نور کے اور لطیفہ نور کے ذریعے حاضر ہوتا ہے۔ اور حضوری شرف دیدار پروردگار میں ذاتی نور کے نوری جسے کے ذریعے مشرف ہوتا ہے۔ دوئم ناری حضوریات کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض کو حضوری جنونیت غیب عالم کی حاصل ہوتی ہے۔ بعض حضوری شیطان اور شیاطین میں شامل ہوتا ہے۔ بعض کو حضوری اپنے وہم و خیال سے متشکل اور متمثل ہوا کرتی ہے۔ بعض کو باطن میں دنیا سے جیفہ مردار کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور شیطان ہر قسم کی ناری ناسوتی تجلیات اور خوبصورت مجلسیں دکھا کر طالب کو فریفتہ اور مغرور کرتا ہے اور اس کے دل میں باطل وہم و گمان ڈال دیتا ہے۔ کہ یہ خاص مجلس انبیاء و اولیاء ہے۔ اور یہی دیدار پروردگار ہے حالانکہ وہ سب کچھ شیطانی دھوکے کی ٹٹی ہوتی ہے۔

بعض طالب تمام عمر اس غلط فہمی میں مبتلا رہ کر اپنی عاقبت برباد و تباہ کر دیتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر قسم کی ناری حضوری والے بھی اپنے آپ کو حق رسیدہ اور فائز المرام خیال کرتے ہیں۔

ہوجاتے۔ وہاں فنا، قضا اور رضا والے نہیں پہنچتے۔ یہ ہے مقام فنا ہمہ از دوست۔ در مغز و پوست۔ وہ شخص مقام ہمہ از دوست و مراتب نور میں پہنچتا ہے۔ جو مقام وصل و حضور سے گذر جاتا ہے فقیر کو اس مقام پر پہنچنا ضروری ہے۔ جس شخص کا دل خون غلیظ غضب الٰہی سے پر اور مملو ہے وہ بہترین بدکار اور بدخو ہے۔ زندہ قلب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ میں دوام حضور رہتا ہے۔ انسان کے وجود میں نفس مثل یزید، قلب سعد سعید اور روح مثل بایزید ہے۔ اور انسان کی زندگی کی اصلی غرض علم لدنی اور مرتبہ نعم البدل کے ذریعے حصول اسرار توحید ہے۔ لیکن مرتبہ نعم البدل کامل فقیر کی توجہ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ توجہ یعنی وجہ رخ اور چہرے کو کہتے ہیں۔ صاحب توجہ کامل جس شخص کی طرف توجہ کرتا ہے اسے اپنے روبرو لاکر جملہ مطالب اور مقاصد سے بہرہ ور کر دیتا ہے جو شخص اتنی توفیق نہ رکھتا ہو وہ توجہ اور نعم البدل کے مراتب سے بے خبر ہے

جس نے حاصل کر لیا نعم البدل ہے محیط ہر مقام اس کا عمل

ہر حقیقت جانتا ہے از خدا ہے سدا وہ ہم جلیس مصطفےٰ

جو شخص ان مراتب کو پہنچے وہ سر سے قدم تک نور ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ علم راستے کی روشنی ہے اور بغیر روشنی علم جاہل فقیر گمراہ ہو کر راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ علم جان کا مونس اور معاون ہے۔ جاہل فقیر شیطان سے بدتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہزن ہے لیکن علم دو قسم کے ہیں۔ علم ظاہر قال و بیان اور علم باطن معرفت وصال و عیان۔ جہاں معاملہ عیان ہے۔ وہاں کیا حاجت قال و بیان ہے۔ جو شخص نہ واقف علم تصوف عیان اور نہ عالم علم ظاہر۔ فقہ مسائل بیان ہے وہ فقیر نہیں بلکہ حیوان مطلق اور بندۂ نفس و شیطان ہے۔ حدیث۔ لا فرق بین الحیوان والانسان الا بالعلم والعقل ترجمہ "حیوان اور انسان میں فرق صرف علم اور عقل کا ہے" اور عقل بھی دو قسم کی ہے۔ ایک عقل کل دوم عقل جز۔ علماء عامل اور فقراء کامل صاحب عقل کل ہوتے ہیں۔ اور اہل دنیا منصوبہ ساز مغضوب حق و غاباز عقل جز رکھتے ہیں علم کے تین حروف ہیں۔ ع ل م۔ حرف عین سے عین (آنکھیں) حاصل کرے اور عین حق کے ساتھ واصل ہو۔ حرف لام سے لایحتاج ہو۔ اور حرف میم سے محرم اسرار پروردگار ہو۔ اور عقل کے بھی تین حروف ع ق ل۔ حرف عین سے عاقل اعلیٰ ہو۔ حرف قاف سے صاحب قرب حق اور قاہر بر نفس ہو اور حرف لام سے لائق لقاء رب العالمین ہو۔ حدیث۔ العقل مرآۃ الانسان اور الانسان مرآۃ الرحمٰن۔ ترجمہ "عقل انسان کا آئینہ ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے"

آئینے تین ہوتے ہیں۔ آئینہ سکندری، جام جہان نما، اور خاتم سلیمان علیہ السلام۔ لیکن ان آئینوں کو روشنی، عزت اور شرف آئینہ فقر، آئینہ معرفت اور آئینہ مشاہدہ حضور سے حاصل تھی۔

پس اہل علم ہدایت و نہایت بھی خوشہ چین اہل ہدایت ہیں اور اہل ہدایت امیدوار اہل ولایت ہیں۔ جو شخص بندۂ نفس و تابع ہوا ہے۔ اسے مراتب ابتداء و انتہا کی کوئی خبر نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی معرفت سے محروم اور بے نوا ہے۔ جو شخص ایسے مقام پر پہنچ جاتے کہ جس وقت چاہے مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ہر سوال کا جواب باصواب پائے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ اسم اعظم بدوح کے ساتھ ہلاکر پڑھے اور کیا ضرورت ہے کہ خطوط کھینچے اور مثلث بست در بست پر کرے۔ ان باتوں کی ضرورت اس آدمی کو ہوتی ہے۔ جو ابھی ناقص بے عمل اور خام ناتمام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و حضور سے بہت دور اور ناکام ہو۔

چھوڑ دے اوراد و عدت کو طلب   اس سے عارف ہوگا تو با قرب رب

یہاں پر ہم اس اسم یا بدوح کی تھوڑی سی تشریح کر دینی ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اسم بدوح اہل جفر کا اختراعی اسم ہے۔ کیونکہ اس کے تمام حروف زوج در زوج اور جفت در جفت ہیں۔ یعنی حرف ب کا عدد ۲، حرف د کا ۴ اور حرف و کا ۶، اور حرف ح کا عدد ۸ کے برابر ہے جن کا میزان کل ۲ + ۴ + ۶ + ۸ = ۲۰ ہوتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اسم دو کو ملانے اور محبت کے لئے اکسیر ہے۔ اس لئے اس کے مثلث بنانے کا سودا ہر تعویذ باز کے سر میں سمایا رہتا ہے۔ لیکن عدد بیس کے تین برابر حصے نہیں بن سکتے اور اس کا مثلث چونکہ مشکل اور محال ہے۔ اس لئے اسکے مثلث بھرنے کے مختلف جتن کئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بات عام طور پر مشہور ہے۔ کہ اگر اسم بدوح کا مثلث ٹھیک طور پر تیار ہو جائے اور اس میں کسر بھی نہ آئے تو محبت کیلئے واقعی مثل اکسیر اور تیر بہدف چیز ہے۔ چنانچہ بعض عامل اس کی خانہ پری نمبر ۱ کی طرح کرتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی گوشے کی ایک لائن میں کسر رہ جاتی ہے۔ گو باقی سب بست در بست ہیں۔ اور بعض لوگ اس کا اول مثلث بناتے ہیں جو نقش نمبر ۲ میں دیا گیا ہے۔ اور بعض لوگ عدد ۱ ٹھارہ کا مثلث بنا کر اس کے ہر خانے میں دو نقطے لگاتے ہیں۔ اس مثلث کی صحت کی توجیہہ وہ یہ کرتے ہیں کہ عدد ایک (۱) تین نقطوں ⁖ کا مجموعہ ہوتا ہے پس ہر خانے میں ۶ چھ نقطوں کا مجموعہ عدد ۲ کا مظہر ہے۔ سو اس طرح مثلث بست در بست بن جاتا ہے۔ جیسا نقش نمبر ۳ سے ظاہر ہے۔

نمبر ۱

۷۸۶

۸	۲	۱۰
۹	۷	۴
۳	۱۱	۶

نمبر ۳

۷۸۶

:۷	:۲	:۹
:۸	:۶	:۴
:۳	:۱۰	:۵

نمبر ۲

۷۸۶

	۲	
۶	۱۰	۴
	۸	
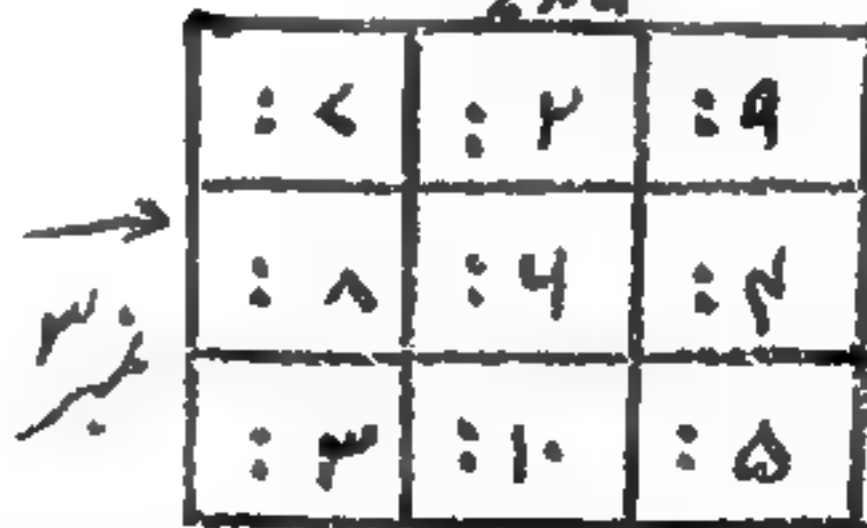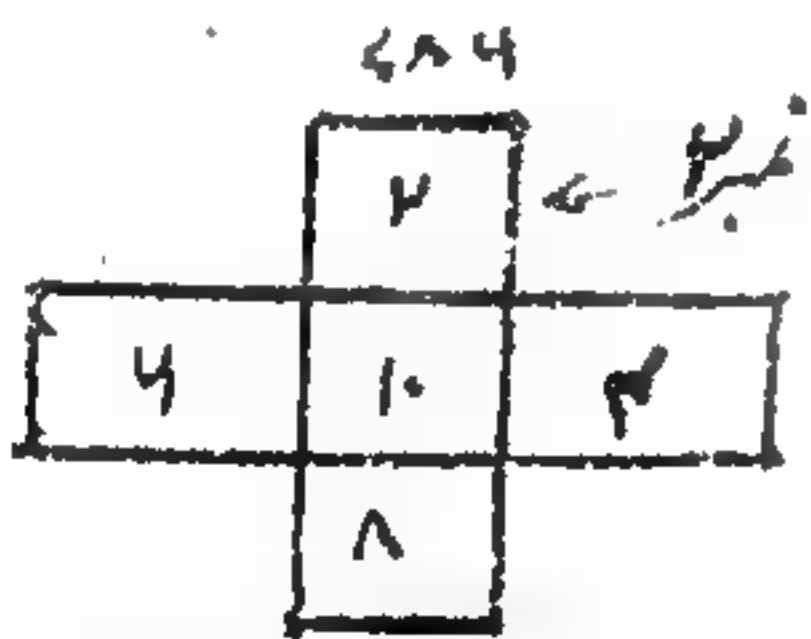
اسم بدوح تو دیت کا اسم اعظم ہے۔ اور یہ اسم واقعی بہت موثر ہے۔ لیکن اس کے پڑھنے میں بیشمار دقتیں پیش آتی ہیں جنکی برداشت اور وظیفہ آج کل کے لوگوں کا کام نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسی باتوں کے بتاتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کامل وہ ہے کہ اگر چاہے تمام جہان کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے موت اور ہلاکت کے گھاٹ اتار دے اور اگر چاہے جملہ جہان کو فیضِ باطنی اور ظاہری سے بہرہ ور فرما دے۔ عالم اہل قیل وقال بالکل عاجز اور محتاج سوال ہے۔ عارف صاحب مشاہدہ احوال ہے خادم ذکر فکر کے نشے میں مست خیال ہے۔ جاہل ہمیشہ اہل زوال اور فقیر دائمی صاحب مشاہدہ جمال ایزد متعال ہے ؎

علم حاصل کر کہ تو پائے خدا جن ہے جاہل اور شیطان دغا

علم کے تین حروف ہیں اور ان تین حروف کے مطابق تیس پارے قرآن کے بنائے گئے۔ چنانچہ تیس حروف کے جوڑ توڑ سے جملہ قرآنی آیاتِ ناسخ، آیات منسوخ، آیات وعد، آیات وعید، آیات قصص الانبیاء، آیات امر معروف اور آیات نہی منکر وضع ہوئے جو تمام کونین زیر و زبر کی خبر دینے والے ہیں۔ جو مرشد روز اوّل طالب اللہ کو فیض و فضل کے ذریعے اس علم کی تعلیم نہ دے۔ اور حضوری سے تلقین نہ بخشے۔ وہ پیر مرشد احمق ہے کیونکہ کوئی جاہل فقیر اور ولایت کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف قل خیراً والا فاسکت ترجمہ "اگر تو بولنا چاہے تو خیر کی بات کہہ ورنہ خاموشی اختیار کر" حدیث شریف۔ من ملح لاخیہ المسلم فی وجھہ فکا نما ذبحہٗ بلا سکین ترجمہ "جس نے اپنے مسلمان بھائی کی اس کے سامنے تعریف کی گویا اس نے اسے بغیر چھری کے ذبح کر ڈالا" حدیث شریف حثوفی وجوہ المداحین التراب ترجمہ "اپنی تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو"

اگر کسی شخص سے دعوت ورد وظائف کا عمل جاری نہ ہو اور ذکر فکر سے وجود کو فائدہ اور تاثیر نہ ہوتی ہو۔ اور توجہ و تصور سے اپنے مقصود کو نہ پہنچے اور تفکر و تصور قابو میں نہ آئے۔ اور جو کچھ باطن میں نظر آئے اس کا ظہور ظاہر میں نہ ہو۔ اور سدِ سکندری کی طرح حجاب حائل نظر آئے۔ یا اگر کوئی شخص دعوت سے رجعت کھا کر ذکر فکر سے دیوانہ ہو گیا ہو۔ یا اس احمق نے فقیر کی نظر سے چوٹ کھائی ہو۔ یا اگر کوئی مفلس کنگال مرتبہ شاہی یا معرفت الٰہی کا خواہاں ہو۔ یا اگر کسی شخص کا نفس سرکش ہو یا باطنی فتنہ و فساد سے بداعتقاد کرے۔ یا اگر کسی شخص کو علم یا فیض کا ملکہ نہ ہو اور اسے کسی طرح علم یا فیض نہ کھلے یا اگر کسی کے چاروں طرف خونخوار جانی دشمن ہوں اور ان سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ یا اگر کسی شخص کو کوئی لا علاج مرض لاحق ہو۔ اور اس سے

بہت بخل کرتے ہیں۔ بلکہ بعض نے ہمارے ان اسرار کے اظہار پر بھی ناراضگی ظاہر کی ہے۔ کہ ایسی باتیں عام کر دینی اور نااہلوں کے آگے کھول کر رکھ دینی حکمت کے منافی ہے۔ لیکن خلق خدا کے نفع کے لئے کسی چیز کو چھپانا مناسب نہیں سمجھتے۔ اور بہر حال بخل سے کسی کی بہتری بہتر ہے۔

یہ سب مذکورہ بالا مرادیں اور مقاصد فقیر ولی اللہ سے یکدم حاصل ہو جاتی ہیں۔ فقیر ولی اللہ کامل وہ ہے۔ جو کہ تصور اسم اللہ ذات حضوری میں کامل ہو۔ اور توجہ و تفکر علم دعوت قبور میں عامل ہو۔ جملہ فرائض ایک فرض میں اور تمام سنتیں ایک سنت میں اور کل واجب و مستحب ایک ہی واجب اور مستحب کے اندر مرشد دکھا دیتا ہے۔ اور جملہ علوم و علم فقہ مسائل ایک ہی مسئلے میں معلوم کرا دیتا ہے۔ غرض جملہ علم فضیلت جو قید تحریر میں آ چکے ہیں اور تمام درجات عظمیٰ اور دولت و سعادت کبریٰ ایک ہی ساعت میں فقیر عالم باللہ واصل سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ مگر جو کچھ علم ضروری متعلق اسلام ہے۔ اتنا پڑھنا کافی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا اور گناہ سے باز آنا اور ہر قسم کی غیر آرزوئے نفس و ہوا سے باہر آ کر اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت کو پہنچنا فرض عین ہے۔ قدیم اور یہی ہے شاہراہ عظیم صراط المستقیم اور ابدی فلاح بذریعہ قلب سلیم اور جان بحق تسلیم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ قل ھو اللہ احد ○ اللہ الصمد ○ لم یلد ولم یولد ○ ولم یکن لہ کفوا احد ○ تو دل سے پڑھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم اشارہ ترک الدنیا راس کل عبادۃ وحب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ ترجمہ: دنیا کا ترک کرنا ہر عبادت کا سر ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے۔ یعنی ترک دنیا اور حب مولا جملہ عبادات و ہدایت کا سر ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام فتنوں اور فسادات کی جڑ ہے۔ وہ لوگ نہایت احمق ہیں جو اس سرمایہ ضلالت کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا کریں وہ تاریک دل اور کور چشم ہیں۔ عالم عامل وہ ہے۔ کہ علم کے نور اور عمل کی طاقت سے ہمیشہ مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں حاضر رہے۔ اور وہاں سے علوم باطنی حاصل کرے۔ اور فقیر کامل وہ ہے۔ کہ دن رات تمام حالات عالم حیات اور عالم ممات کا تماشا اور نظارہ عمل دعوت قبور اور قوت قرب اللہ حضور سے کیا کرے۔ قولہ تعالیٰ۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ○ ترجمہ: کس طرح اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ تم موجود نہیں تھے۔ پھر تم کو پیدا کر دیا۔ پھر تم کو اسی طرح فنا کر دیگا۔ اور پھر زندہ کر ڈالیگا پھر تم اسکی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے۔

فقیر زندہ جان، زندہ زبان، زندہ دم، ثابت قدم، زندہ دل، زندہ روح، زندہ سخن، مردہ نفس، مردہ حسد، مردہ حرص اور مردہ طمع ہوتا ہے۔ اس قسم کا فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں دوام حاضر ناظر ہوتا ہے۔ اس کا حق جملہ مخلوق اللہ شامل خاص و عام پر پہنچتا ہے۔ ہر قسم کا لقمہ ظاہراً وجہ اور بے وجہ جو بھی وہ اپنا مقسوم کھاتا ہے۔ اس کے لئے جائز ہوتا ہے۔۔۔

لہ بعض لوگ صاحب پرہیز ہوتے ہیں وہ کھانے پینے میں سخت احتیاط برتتے ہیں۔ اور کوئی مشتبہ چیز نہیں کھاتے۔ اور طریقت کے بارہ سال تک ایک لقمہ حرام اور مشتبہ اپنے اندر نہیں جانے دیتے۔ بلکہ بعض کی نسبت یہاں تک بھی سنا گیا ہے۔ کہ اگر اتفاقاً ان کے اندر کوئی حرام یا مشتبہ چیز چلی جاتی ہے۔ تو وہ فوراً قے کر دیتے ہیں۔ اور حرام چیز ان کے اندر قرار نہیں پکڑتی۔ بعض اہل پرہیز بادشاہ آدمی کے ہاتھ سے کھانا اور روٹی پکواتے ہیں۔ بعض سخت احتیاط والے اس کے لئے شق دل (باقی اگلے صفحہ پر)

جس سے اس کا حق ساقط ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر واصل جس کی اصل اسم اللہ ذات سے وصل ہو کر مل جاتی ہے وہ اپنے جملہ احوال و افعال میں جمال لایزد متعال اور اللہ تعالیٰ کے وصال میں محو اور غرق رہتا ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک تمام خلق اللہ اس کے تصرف اور قبضے میں ہوتے ہیں۔ اس کی برکت سے جملہ آفات اور بلیات سے محفوظ اور مامون رہتے ہیں۔ اس لئے تمام مخلوق پر اس کا حق اور سب کی کمائی میں اسکا حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ جہاں سے کھاتے اس کیلئے حلال ہے چونکہ عارف کامل مجسم نور جلال ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے حلق میں ہرگز لقمہ حرام داخل نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ وہ دیکھ بھال کر کھاتا ہے۔ اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ چاہے ظاہرین لوگوں کے سامنے وہ لقمہ ناجائز اور حرام بھی ہو۔ اور عارف فقیر کی ہر بات سچی و صحیح ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ عوام کے نزدیک وہ غلبۂ مستی و حال کے طور پر مجذوبانہ ظہور۔ واصل فقیر کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصال سے ہوا کرتی ہے۔ اور اس کی حلق میں پاکیزگی کی وجہ سے حرام لقمہ داخل نہیں ہو سکتا۔ فقیر کا پیٹ تنور کی طرح ہوتا ہے۔ وہ آتشِ شوق سے جو کچھ بھی کھاتا ہے۔ جل کر نور ہو جاتا ہے۔ اور خواب میں فقیر مشرف دیدار حضور ہوتا ہے۔ اور بیداری میں باطن معمور ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر کامل نافع المسلمین مثل آفتاب فیض بخش عالم میں مشہور ہوتا ہے۔

کامل ہوں باہدایت اکمل ہوں باکرم — جو دیکھ لے تجھے اسے مطلق نہیں ہے غم!
کافور کا غم ہوں ترے دیکھے سے مرے — غم اس کو ہو سدا جو طلب غیر کی کرے
قربِ خدا میں غم نہیں ہرگز فقیر کو — دنیا کی عز و جاہ ہے لعنت امیر کو
دنیا غموں کا گھر ہے درم و دام درد ہیں — جو ترک کرتے ہیں اسے بیشک وہ مرد ہیں
جب جان اس جہاں سے چلے وہ جہاں ملے — جب اس جہاں سے جان چلے لامکاں ملے

متواتر روزہ وصال کا رکھتے ہیں یعنی تین دن متواتر کچھ نہیں کھاتے پیتے۔ بعدہٗ تین روز کے کچھ کھا پی لیتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ تین دن متواتر فاقہ کرنے کے بعد اگر حرام چیز بھی کھا لی جاتے تو حلال ہو جاتی ہے۔ بعض اہل پرہیز آدمی کے اندر اگر لقمہ حرام یا مشتبہ داخل ہو جاتے اور وہ قرار پکڑے تو ان کی باطنی صفائی اور کشف میں فوراً فتور واقع ہو جاتا ہے۔ لیکن لاکھوں میں بعض مالک الملکی ذاتی فقیر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا وجود اللہ تعالیٰ کے شوق اور اشتیاق کی آگ سے تنور اور بھٹی کی طرح بھڑکتا رہتا ہے جو لقمہ بھی ان کے اندر جاتا ہے۔ اس کی حرمت اور خباثت زائل ہو کر نور بن جاتا ہے خواہ وہ لقمہ از وجہ حلال ہو یا از وجہ حرام ان کا وجود دریا کی طرح نورِ محیط ہوتا ہے کوئی ناپاکی اس میں پڑ جاتے وہ مکدر اور پلید نہیں ہوتی۔ دوم تمام خلائق پر ان کا حق ہوتا ہے۔ آسمان ان کی برکت سے بارشیں برساتا ہے۔ اور زمین سبزہ اگاتی ہے۔ اور جملہ ظاہری اور باطنی آفات ان کے دم اور قدم کے طفیل دنیا سے رفع دفع ہوتے رہتے ہیں۔ تمام جہان والوں پر انکا حق

(باقی اگلے صفحہ پر)

جو فقیر فنا فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب میں غرق ہو جاتے اسے صاحب انتہا اہل الوصول کہتے ہیں۔ اس کی نظر قبول تصور تصرف قبول، توجہ تفکر قبول، دلیل آگاہ قبول نظر نگاہ قبول اور وہم و خیال قبول ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ جن، شیطان، نفس خبیث، دنیا نجس اور راہزن ابلیس سے بھی بدتر اور درشت تر و جاہل مجہول ہے کیونکہ ہر بات اور ہر کام جو بھی وہ کرتا ہے محض حسب خواہش نفس و ہوا خلاف رضاء خدا نامقبول ہے۔ فقیر ایک ایسا سر رکھتا ہے کہ اسے اللہ کے ورد محبت کا داغ دماغ میں لگا رہتا ہے۔ ایسے شہباز عارفوں کی حقیقت زاغ کیا جانے تمام مرتبے، جملہ مناصب کل علوم اور حکمتیں اور کیمیا کے سارے خزانے اور یہ سب حالات ایک دم میں اور ایک قدم پر طالب اللہ کو حاضرات سے حاصل ہو جاتے ہیں کہ طالب کے دل میں کسی قسم کا غم اور ارمان باقی نہیں رہتا چنانچہ تیس قسم کی حاضرات تیس حروف تہجی میں ہیں۔ اور ننانوے طرح کی حاضرات ۹۹ ننانوے ناموں میں ہیں۔ اور ہر

خالق ہوتا ہے۔ غرض ہر خاص و عام کے مال اور رزق میں اسکا حصہ ہوتا ہے۔ اور جہاں سے جو کچھ بھی وہ کھاتے اس کے لئے حلال ہوتا ہے۔ مثنوی ؎

ہر کہ لقمہ بود نور از جلال   آنچہ واند مے خورد برد حلال
مالک الملکی بود عارف فقیر   حق شود بر کل وجز حاکم امیر

۱؎ حاضرات کی بہت قسمیں ہیں، حاضرات ذات، حاضرات صفات، حاضرات اہل حیات، حاضرات اہل ممات، حاضرات ہژدہ ہزار عالم مخلوقات، حاضرات جنات، حاضرات اہل تکوین غوث، قطب، اوتاد، ابدال، اہل التصرفات، حاضرات جمیع انبیاء و اولیاء و صلحاء والشہداء، روحانیات، ارواح ملائکہ ہفت فلک و عرش و کرسی موکلات مذکورہ بالا جملہ حاضرات اور اس کے علاوہ دیگر حاضرات کی کلیدات ان چھ اسماء کے تصورات ہیں۔

اسماء یہ ہیں۔ ا اللہ - للہ - لہٗ - ھو - محمدؐ - فقر ۔ان چھ اسماء کے حروف اٹھارہ ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار مخلوقات ان اسماء کی قیدیں ہیں۔ کہ جن میں چھ ہزار انواع ہوا میں اڑنے والے ہیں۔ اور چھ ہزار پانی میں اور چھ ہزار خشکی پر رہائش رکھتے ہیں۔ اسی طرح باطن میں نوری، ناری اور خاکی غیبی مخلوقات بھی ان کے تصرف میں ہیں۔ اس کے علاوہ چوبیس قسم کی حاضرات کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے چوبیس حروف ہیں۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور دن رات میں انسان اوسطاً چوبیس ہزار دفعہ سانس لیتا ہے۔ اور تیس قسم کی حاضرات تیس حروف تہجی میں ہیں۔ اور ان کے مطابق مہینے کی تیس تاریخیں مقرر ہیں۔ اور ننانوے ۹۹ یعنی ایک کم سو قسم کی حاضرات اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء صفات میں مندرج ہیں۔ اور نیز قرآن مجید کی ہر آیت ایک نئی قسم کی حاضرات کی کلید ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بیشمار اسماء ہیں۔ جن کا علم محض اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ کے غیبی لطیف لشکر کی حاضرات کی جاتی ہے۔ وما یعلم جنود ربك الا ھو اور نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے لشکروں کو سوائے اس کے اور کوئی شخص۔"

(باقی اگلے صفحہ پر)

ایک آیات قرآن اور ہر حدیث نبوی و حدیث قدسی میں حاضرات ہے۔ اور حاضرات کلمہ طیبات میں جملہ درجات ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حاضرات فنا فی اللہ۔ حاضرات اذا تم الفقر فہو اللہ۔ حاضرات فنا فی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حاضرات ملاقات انبیاء و اصفیاء اللہ۔ حاضرات جملہ غوث قطب و اولیاء اللہ اور حاضرات ملاقات جملہ مجتہدین و آئمہ دین متین جو شخص مذکورہ بالا حاضرات کا عمل جانے وہ کل مخلوقات اور تمام کائنات کی ارواح اور تمام موکلات ملائکہ اور کل جنات کو جس جگہ جس وقت چاہے حاضر کر سکتا ہے۔ اور جس مقام نادیدہ یا دیدہ کو فوراً پہنچنا چاہے پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص ان حاضرات کے راستے اور طریقے نہ جانے وہ نہ علم ظاہری میں عالم عامل ہے۔ اور نہ معرفت توحید میں فقیر کامل ہے۔ بلکہ نفس کا زیر بار مثلِ حامل ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن۔ لیس کمثلہ شیءٌ وھو السمیع العلیم۔ ترجمہ: وہ اول ہے اور وہ آخر ہے۔ اور وہ ظاہر ہے اور وہ باطن ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ ہر چیز سننے اور جاننے والا ہے۔

ان چار مراتب کنہ وحدانیت الوہیت حقیقت معرفت حقیقی اور باطن تحقیقی کو وہ شخص پہنچتا ہے۔ جو صدیق کا مرتبہ صدیقی رکھتا ہو۔ اور جملہ ماسوی اللہ کو دل سے مٹا دے اور اللہ تعالیٰ کی لذت دیدار میں چار جسمانی لذتوں کو بھلا دے۔ چار ظاہری لذات یہ ہیں۔ اول لذت کھانے پینے کی۔ دوم لذت شہوت جماع۔ سوم لذت حکومت بادشاہی۔ چہارم لذت مطالعہ علم نیک آگاہی۔ جب عاشق باللہ تصور اسم اللہ ذات کی باطنی چاشنی چکھ لیتا ہے اسے پھر یہ ظاہری فانی لذات پسند نہیں آتیں۔ بعد ازاں اسے درگاہ رب الارباب سے صادق کا خطاب مل جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنو کونو مع الصادقین۔ اول طالب ہر ایک ظاہر باطن مرتبے کو آزما کر دیکھے۔ بعد ازاں معرفت اور فقر میں قدم رکھے کہ اس کا یقین درست ہو جائے۔ اور دنیا و آخرت میں کہیں بھی ناکام و نادم نہ ہو۔ کیونکہ اول طالب کو مشاہدۂ انوار دیدار ہوتا ہے۔ تب اسے درست اور صحیح اعتبار ہوتا ہے۔ اول طالب مشاہدہ بین ہوتا ہے۔ پھر اہل الیقین ہوتا ہے۔ اول اعتماد چاہیئے پھر اعتقاد اول مرتبہ خاص پاتے پھر اخلاص ملتا ہے

قولہ تعالیٰ وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں غیب کی کنجیاں اور نہیں جانتا سوائے اس کے اور کوئی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم یعنی ذاتی اسم کے تصور، تصرف، تفکر اور توجہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے وہ ہر قسم کی حاضرات کر سکتا ہے۔ اور ہژدہ ہزار مخلوقات علوی سفلی، ناری، نوری اور خاکی جملہ اہل حیات اور اہل ممات کی حاضرات پشتِ ناخن یا ہاتھ کی ہتھیلی پر کر کے جملہ مخلوقات کا تماشہ اور نظارہ کرتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز ط

جب جان اس جہاں سے چلے وہ جہاں ملے ۔ جب اس جہاں کی جان چلے لامکاں ملے!

جو اولیاء ہیں ان کو ہے توفیق یہ عطا ۔ ہے قرب حق سے قدرت کامل انہیں ملا

قولہ تعالیٰ ۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ ترجمہ " خبردار! اولیاء کو کسی چیز کا خوف نہیں اور نہ کسی بات کا غم ہے "

باب پنجم

علم و معرفت

اس کتاب تفسیر التفاسیر کے مطالعے سے طالب نفس پر غالب امیر ۔ فنافی اللہ فقیر اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ آواز اس روز الست کی ہے ۔ الان کما کان " اب بھی ویسا ہے جیسا پہلے ہی تھا " یہ علم حق الحق آیات قرآنی اور کلمات ربانی سے ماخوذ ہے ۔ کیونکہ قیل وقال زبانی ، تمام احوال روحانی ، کل علم علوم عیانی اور سب مراتب لاہوت لامکانی قرآن کے اندر موجود ہیں قولہ تعالےٰ " وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ط ترجمہ " اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں ۔ سوائے اس کے انہیں کوئی نہیں جانتا ۔ وہی جانتا ہے جو خشکی اور تری میں ہے ۔ اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے ۔ اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے ۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندر ہے ۔ اور نہ کوئی تر اور خشک چیز دنیا میں ہے ۔ مگر اس کا حساب اللہ تعالےٰ کی کتاب مبین (لوح محفوظ) میں مرقوم اور مندرج ہے " اور تمامی علم نفس حدیث ، علم توریت ، علم انجیل ، علم زبور اور وہ جملہ علوم جو عرش وکرسی اور لوح محفوظ پر مرقوم ہیں اور کونین کے جملہ کل وجز علوم لوح ضمیر یعنی دل کی تختی پر ایک نقطے کی طرح معلوم ہوتے ہیں جس وقت لوح ضمیر کا سوداسویدا بذریعہ اسم اللہ ذات علم باطنی سے کھل جاتا ہے تو محض الف سے ہی الف ! علوم معلوم ہو جاتے ہیں عمل کیلئے بس یہی ایک علم کافی ہے ۔ اور اس کے ماسویٰ جس قدر علوم ہیں محض بذریعہ معاش اور باعث کسب روزگار لذت نفس اور ہوا و ہوس ہے لیکن عامل اور کامل مرشد کی عطا سے بنتے ہیں ۔ الطالب عند المرشد کالمیت بین یدی الغاسل ۔ ترجمہ " طالب مرشد کے سامنے اس طرح بے اختیار ہو جس طرح غسال (مردہ شو) کے سامنے مردہ ہوتا ہے " اے طالب ! اگر تو سچا طالب ہے تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے ۔ مردے کی مانند ہو جا ۔ اور کسی قسم کا دم نہ مار تاکہ میں تجھے معرفت کا غسل دے کر شیطانی آلائشوں سے پاک کر دوں ۔ میں اسی نیک کام کا خواہش مند ہوں ۔

اور ایک مکمل مرشد اور رہبر کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات اور منازل سے پوری طرح واقف ہوں اسی نیک جذبہ کے زیر اثر میں سالہا سال طالب کی طلب میں رہا ہوں۔ لیکن افسوس میں نے کوئی ایسا طالب صادق نہ پایا جو لقاء الٰہی کے لائق اور قابل ہو۔

اے کیمیائے سیم وزر کے طالب! تجھے کونسی کیمیا درکار ہے۔ اور تیرا کونسی کیمیا پر اعتبار ہے۔ کیمیا دو

ﮯ کیمیا دو قسم کی ہیں۔ ایک کیمیا ہنر یعنی سونا چاندی بنانے کا علم۔ دوم کیمیا نظر کہ جس کے ذریعے مرشد کامل طالب ناقص کے مس وجود کو قیمتی خالص سونے کی طرح کر دیتا ہے۔ اور بازار آخرت میں ایسے وجود کی بڑی قدر اور قیمت پائی جاتی ہے۔ کیمیائے ہنر یعنی سونا چاندی بنانے کا سودائے خام بہت لوگوں کو خصوصاً مولویوں۔ صوفیوں۔ قرآن کے حافظوں اور اسی قماش کے مفت خور اور کام چور اشخاص کو ہمیشہ دامنگیر رہتا ہے۔ اور اپنی عمر گراں مایہ اور کل اثاثہ اور اندوختہ اسی ہوس کے نذر کر دیتا ہے۔ اور آخر ناکام نامراد خالی ہاتھ دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے ہماری نصیحت اس کتاب کے ناظرین کے لئے یہی ہے۔ کہ اس نامرادا دے اور خام خیال کے نزدیک نہ بھٹکیں کیونکہ یہ کام نہایت مشکل۔ سخت دشوار اور تقریباً محال ہے۔ اگر کوئی شخص تمہارے سامنے سونا بنا کر دکھا بھی دے۔ تو ایسے مداریوں کا کھیل اور کرتب اور ہاتھ کی صفائی سمجھنا چاہیئے۔ جب ہزاروں تماشائیوں کے سامنے دن کی روشنی میں ایک مداری کئی چیزیں پیدا کرتا اور گم کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ کی صفائی ہے پھر بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ تو بھلا ایک تاریک گوشے میں آگ کے اندر کیمیا کا مداری کیا کچھ نہ کر سکتا ہوگا۔ رہی یہ بات کہ آیا کیمیا کا وجود بھی ہے یا نہ۔ ایک مثل مشہور ہے۔ کہ کاٹھ کی ہنڈیا صرف ایک بار چڑھتی ہے۔ اگر کیمیا کا وجود نہیں ہے۔ تو صدہا برس سے یہ سلسلہ کیوں قائم ہے۔ اگر یہ محض ڈھکوسلا اور ہاتھ کی صفائی ہے تو آج تک یہ بھانڈا کیوں نہ پھوٹا۔ اور یہ راز طشت از بام کیوں نہ ہوا۔ اور صدیوں سے بھی کیمیاگری کی بے بنیاد حقیقت بے نقاب کیوں نہ ہوئی۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ حرص اور طمع انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور سالہا سال کی خاک رانی اور شعبدہ بازوں کی مکاریاں اور عیاریاں سمجھدار انسان کو تلافی مافات کے لئے اس راستے کا شکاری اور مہوسی کا ایک ماہر کاندار بننے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ لیکن ان باتوں کے باوجود بہت کامل عارفین اور مکمل محققین اور بزرگان دین خصوصاً ہمارے باطنی روحانی مربی حضرت سلطان العارفینؒ اپنی تصانیف میں اس علم وفن کے وجود کے قائل ہیں۔ اور اس کے علاوہ آج کل کے علم سائنس کے ماہرین نے بھی ماہیت قلب یعنی ایک چیز سے دوسری چیز کے بن جانے کا امکان ثابت کر دیا ہے۔ ہم اگر اس موضوع پر سیر حاصل بحث کریں تو ہماری اس کتاب کے کافی اوراق اس بحث کے نذر ہو جائیں گے۔ لیکن ہم یہاں اختصار کے طور پر موجودہ سائنس کے ایک اہم اور ضروری مسئلے سے اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ سائنٹفک ایجادات ان معلومات کی صداقت کی بہترین اسناد ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ہیں۔ ایک کیمیا ہنر حصولِ دنیا مردار۔ دوم کیمیائے نظر شرفِ دیدار پس دیدار کے لئے کونسا علم اور راہ، اور کونسی دلیل آگاہ اور کونسی نظر نگاہ ہے۔ من لے اسے جاہل عالم۔ اے عارف واصل عامل! اس آیت قرآنی سے دیدار کے امکان کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ قولہ تعالےٰ۔ ومن کان یرجوا لقاءَ ربہٖ فالیعمل عملاً صالحاً ؕ ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالےٰ کے دیدار کی آرزو ہو پس وہ عمل صالح اختیار کرے"

آج سے پچاس سال پہلے دنیائے سائنس میں یہ بات مسلم تھی کہ دنیا کے تمام مرکبات اور اجساد کے سب سے چھوٹے ذرے کو "مولی کیول" کہتے ہیں۔ درحقیقت مولی کیول بھی بجائے خود ہزارہا چھوٹے چھوٹے ذروں کا جنہیں ایٹم کہتے ہیں، مجموعہ ہوتا ہے۔ اور مولی کیول ذرے کے خواص ان ایٹمز کے شمار اور اختلاف پر ہی نہیں بلکہ ان کی طرز اجتماع پر منحصر ہوتے ہیں۔ پس جس چیز کے مولیکیول میں ایک ہی قسم کے ایٹمز ہوں اسے مفرد کہتے ہیں۔ اور جس چیز کے مولی کیول میں مختلف قسم کے ایٹم ہوں اسے مرکب کہتے ہیں۔ مفرد چیزیں دنیا میں تقریباً سو کے قریب مانی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہا۔ کوئلہ۔ سونا۔ چاندی اور آکسیجن وغیرہ۔ مولیکیول کے قد و قامت اور جسامت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ کہ فرض کرو تمام سطح زمین پر گیندیں بچھا دی جائیں۔ پھر جس قدر گیندیں سطح زمین پر بچھینگی اتنی ہی مولی کیول کی تعداد پانی کے ایک قطرے میں ہوتی ہیں۔ ایٹمز اور بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور وزن اور حجم میں بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ اب فرض کیجئے کہ ہم نے سونا بنانا ہے۔ تو ہمیں ایسے مولی کیول اکھٹے کرنے ہونگے جن میں خالص سونے کے ایٹمز ہوں۔ گذشتہ زمانے کے سائنس دانوں کا یہ خیال تھا۔ کہ ایٹم کا ذرہ ناقابل تقسیم ہے۔ اور اس سے زیادہ چھوٹے ذرے کے وجود کا امکان نہیں ہے۔ لیکن آجکل کے سائنسدانوں نے ایٹمز کی ساخت کے سلسلے میں جو معلومات حاصل کئے ہیں۔ اس نے سائنس کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ریڈیو۔ لاسلکی اور وائرلیس وغیرہ ایجادات انہی معلومات کے صدقے میں ہوئی ہیں۔ اور اب یہ بات مسلم ہو گئی ہے کہ ایٹم کا ایک باریک ترین اور ناچیز ذرہ بجائے خود ایک کائنات ہے۔ ایک دنیا ہے جس میں ایک مرکزہ سورج کی طرح موجود ہے اور جس کے اردگرد بیشمار اور لاتعداد برقی ذرے نظام شمسی کی طرح حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے اس فرمان حقیقت بنیان کی صداقت بیان کر رہے ہیں۔ وتری الجبال تحسبہا جامدۃً وھی تمر مر السحاب صنع اللہ الذی اتقن کل شیءٍ ؕ ترجمہ " اور تو جب پہاڑوں کی طرف دیکھتا ہے۔ تو تجھے ٹھوس جامد معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ بادل کی طرح حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی کاریگری ہے۔ کہ اس نے ہر چیز کو ساکن اور برقرار حالت میں قائم کیا ہوا ہے"

غرض ایٹم کے ایک ذرے میں ایک مرکزہ ہوتا ہے۔ جسے نیوکلی آس کہتے ہیں۔ اور اس کے اردگرد ہزاروں بلکہ بے شمار برقی ذرات الیکٹرونز حرکت اور رقص کر رہے ہیں۔ نیوکلی اصل جواہر بجلی کا مسکن، مرکز اور منبع ہے۔ یہ خود بھی ایک متضاد قسم کی بجلی کے ذروں کا مجموعہ ہے۔ جو اپنے اردگرد چکر کھانے والے الکٹرونز یعنی بجلی کے ذرات کو اپنی برقی طاقت سے پکڑے (باقی اگلے صفحہ پر)

عمل صالح معرفت اللہ کی طرف رجوع لانا ہے۔ اور شرک کفر عمل طالع اللہ تعالیٰ سے انحراف کرنا ہے۔ اب جو راستہ تو چاہے اختیار کر۔ واضح ہو کہ جو شخص علم و فضیلت ظاہری زبان سے آراستہ ہو لیکن تصدیق دل اور علم باطن سے بے خبر ہے وہ مطلق حیوان تابع شیطان ہے اگرچہ وہ ظاہری زبان سے علم فقہ و حدیث پڑھتا ہے لیکن باطن میں اس کا نفس دیو جاہل خبیث اور منافق ابلیس بیٹھا رہتا ہے۔ بعض لوگوں کا نفس درجہ بدرجہ کافر، منافق، مشرک، کاذب ظالم ہوا کرتا ہے۔ اور بعض کا مسلمان۔ لیکن صاحب نفس مطمئنہ مثلِ انبیاء و اولیاء اہل تصدیق اور صاحب علم توفیق

اور حرکت ہوتے ہیں۔ اب اگر کسی ایٹم کو سونے کے ایٹم میں تبدیل کرنا ہے۔ تو اس کے بیرونی الیکٹرونز یعنی برقی ذروں کو کم و بیش کرنے سے یہ عمل ہو سکتا ہے۔ مگر الیکٹرونز یعنی باہر کے رقاص اور متحرک ذروں میں کمی بیشی کرنے سے مرکزہ یعنی نیوکلی اس کی برقی طاقت اور الیکٹرونز کی برقی طاقت میں وہ توازن جو ایٹم کی بقا اور وجود کا باعث ہے قائم نہیں رہتا۔ اور یہی عدم توازن ایٹم بم کا راز ہے۔ اس لیے کسی چیز کے ایٹم کو سونے کے ایٹم میں تبدیل کرنے کے لیے اس کے ہر دو بیرونی رقاص الیکٹرونز یعنی بیرونی برقی ذرات اور مرکزہ نیوکلی اس کے اندرونی برقی ذروں میں کمی بیشی کرنی پڑے گی۔ اور یہ بات ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ اور یہ جاہل نادان مہوسوں کا کام ہرگز نہیں ہے۔ پہلے زمانے میں یہ علم بزرگانِ دین اور کاملین عارفین کو ملائکہ فرشتوں اور ارواح مقدسہ کے ذریعے خلوت میں سکھا دیا جاتا تھا۔ بلکہ کامل فقیروں کی نگاہ نظر اور توجہ میں اللہ تعالیٰ کے کُن کی تجلی ہوتی ہے۔ جو تمام کائنات کی تخلیق کی کلید ہے۔ سو وہ جس چیز کی ماہیت قلب کرنی چاہیں اللہ تعالیٰ کے امر کُن کی ذاتی تجلی سے اس کے برقی ذرات میں کمی بیشی کر کے اس میں تغیر و تبدل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض بزرگانِ دین نے مٹی ڈھیلے کو اپنی نظر اور نگاہ سے سونے میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور کامل فقیروں کیلئے یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ‏ ‏ سگ را کنند و مگس را ہما کنند

لیکن کامل فقیر بننا سب سے مشکل کام ہے۔ اس لیے کوئی شخص از خود یا کتابی نسخوں کے ذریعے یا جھوٹے مہوسوں کے کہنے پر کیمیا گری کے سودائے خام میں نہ پھنسے اور اپنی عمر گرانمایہ کو برباد نہ کرے کسی کامل مرد خدا کا دامن پکڑے اس میں تمام دنیا کے کیمیا کے خزانے اور دین و دنیا کی نعمتیں اس کے قبضے میں آجاتی ہیں۔ کامل فقیروں کے نزدیک مٹی سے سونا بنانا بھی حیوانوں کا کام ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

خاک را بنظر کردم سیم و زر ‏ ‏ این مراتب چیست یعنی گاؤ خر

؎

ہمت درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ہوا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تصور سے مشرف دیدار، قرب بیلاد، مشاہدہ ہیں۔ اہل معرفت صاحب مرتبہ حق الیقین ہوتے ہیں۔ حدیث شریف

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا اس نے اپنے رب کو لقا سے پہچانا۔"

اللہ تعالےٰ چار تصور سے پہچانا جاتا ہے۔ اول تصور موت، دوم تصور محبت یا مشاہدہ۔ سوم تصور معرفت یا معراج مشرف دیدار پروردگار چہارم تصور مدام ملازمت مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ جو مرشد روز اوّل طالب اللہ کو دیدار سے ان تصورات کی تعلیم نہ دے وہ مرشد خام ناتمام ہے۔

اے جان عزیز! تمام مسائل فقہ اور جملہ دینی کتب کا مطالعہ محض حق و باطل بتاتے ہیں۔ لیکن مرشد عالم باللہ راہ دیدار باتوفیق اور حضوری نبوی صحیح طور پر دکھاتا ہے۔ اہل علم صاحب شنید اور اہل معرفت صاحب دید ہیں۔ ہر دو برابر نہیں ہو سکتے۔ حب مولا فرض ادائے ہے۔ ترک دنیا سنت عظیم، ترک نفس مستحب جامع اور خلاف شیطان واجب کل ہے۔ حدیث شریف طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ۔ ترجمہ "علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلم مرد اور مسلم عورت پر فرض ہے۔" اور آیت "او توالعلم درجات۔" ترجمہ "علم کو اللہ تعالےٰ نے بڑے درجے عطا کئے ہیں۔" جس علم کی طرف اشارہ ہے وہ یہی علم ہے۔ اہل دیدار کو کیمیا سیم و زر یا سنگ پارس محض نفس کی تسلی اور جمعیت کے لئے چاہیئے۔ مرشد ناقص خلوت اور چلوں میں بٹھا کر ریاضت کراتا ہے۔ لیکن مرشد کامل بذریعہ حاضرات اور تصور اسم اللہ ذات طالب اللہ کا تمام وجود آئینے کی طرح صاف کر دیتا ہے جس کے باعث تمام عمر اسے مجاہدے اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ مشاہدہ حضوری دیدار میں ایسا محو اور غرق ہو جاتا ہے کہ دونوں جہان کو بھلا دیتا ہے۔ مرشد کامل ایسا چاہیئے کہ ایک ہی توجہ سے حضور پہنچا دے۔ جو مرشد یہ توفیق نہ رکھے وہ بیوقوف احمق راہ معرفت اور دیدار سے بالکل بے خبر ہے۔

مرشد نان فروش اہل نام بہت ہیں اور نانی نفسانی طالب بھی دنیا میں بکثرت ہیں۔ غرض مرشد اہل تقلید اعمال ظاہرو باطن کی مشقت یا ورد و ظائف دعوت اور ذکر حبس دم وغیرہ سے طالب کو پریشان کرتا ہے۔ لیکن مرشد کامل نظر سے طالب اللہ کو ناظر اور مشاہدہ دیدار میں حاضر کر دیتا ہے۔ اے عاقل ہوشیار اے عارف لائق دیدار اے طالب اہل دنیا مردار۔ اے عالم فضیلت آثار۔ اے جاہل بدکردار کان لگا کر سن لے کہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن آساء فعلیہا۔ ترجمہ "جس نے نیک عمل کئے اس کے فائدے اس کی ذات کیلئے ہیں اور جس نے برے عمل کئے اس کا عذاب اسے ہی ملیگا۔" عمل صالح اور ذکر کثرت اور جملہ امراض باطنی کفر و شرک زحمت سے نکلنے کا علاج ترک دنیا ہے۔ کیونکہ حب دنیا ہی اللہ تعالےٰ کی معرفت اور وصال میں حجاب اکبر ہے۔ سو جب تک اوّل طالب اللہ کا دل دنیا سے سیر نہ ہو جائے

اور تمام دنیا تصرف اور قبضے میں نہ لے آئے۔ وہ احمق ہے کہ فقر اور معرفت میں قدم رکھتا ہے پس طالب کیلئے فرض عین ہے کہ اوّل تمام دنیا ملک سلیمان اپنی قید تسخیر اور حکم میں لے آوے۔ لہذا یہ بھی فرض ہے کہ تصرف اور تسخیر میں لاکر اسے اللہ تعالےٰ کے دیدار اور مشاہدہ جمال کی طرف متوجہ ہو جائے۔ محض یہ راہ قیل و قال اور گفت و شنید کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ راہ تو مشاہدہ عین جمال کے دیدار کا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی معرفت اور توحید میں وہی شخص قدم رکھتا ہے۔ کہ جو اوّل اپنا وجود علم سے آراستہ اور پاک کرلے۔ کیونکہ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جا سکتا۔ بے علم نتواں خدا را شناخت

علم دو قسم ہے۔ ایک علم ظاہر رسم رسوم زبانی۔ دوم علم باطن حیّ و قیوم۔ بے تحریر رقم رقوم، تصدیق القلب سلحت بخش روحانی، فیض فضل اللقا، فیض فضل البقا، فیض الحیاء، جب علم باطنی تصور اسم اللہ ذات سے کھل جاتا ہے۔ تو عالم ظاہر زبانی علم باطنی یعنی عین العلم عیانی میں خود بخود آ جاتا ہے۔ ایسا طالب زندہ قلب، فانی نفس جملہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ روحانی مدارس میں جسم و جثہ ظاہر نفس اور دنیا شیطان کو دخل نہیں بلکہ طالب ان باطنی درسگاہوں میں قلب اور روح کے جثہ انوار سے مشرف دیدار ہوتا ہے یہیں سے ہوتا ہے عالم بالیقین و اعتبار اور عالم ولی اللہ کم آزار۔

تصور اسم اللہ ذات سے تمام جثہ صفت اندام نور اور اللہ تعالےٰ سے مشرف حضور ہو جاتا ہے۔ اس کو اویسی ولی مادر زاد سروری قادری اور قادری سروری کہتے ہیں۔ اس طرح عالم اسرار ربانی اور عالم فنافی اللہ فانی، شامل مدرّس لاہوت لامکانی طالب مرید قادری ہوتے ہیں۔ دوسرے اس مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر کوئی دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں۔ کیونکہ طالب مرید قادری روز اول سے ہی مدرسۂ لاہوت لامکانی میں درس خواں اور سبق خواں ہوتے ہیں۔ ایسے صاحب راز بے نیاز کو ریاضت سے کیا کام۔ علم ظاہر ادب آداب کی راہ ہے۔ لیکن علم باطن رویت کے لئے نور نگاہ ہے۔

علم ایک نور ہے۔ اور عالم صاحب حضور ہے۔ اس علم سے محروم احمق بے شعور ہے۔ علم اللہ تعالےٰ کے کُن کا ایک راز ہے جہاں نہ حرف و عبارت اور نہ صوت و آواز ہے۔ عالم محرم راز علم کسبی سے بے نیاز ہے۔ عالم علم معرفت و توحید۔ عیسےٰ کیطرح مردہ دل کو سخن قم سے زندہ جاوید بنا دیتا ہے۔ علم معاملات اور علم عبادات سے ہر گز مردہ دل زندہ حیات نہیں ہوتا۔ یہ اعمال اور عبادات ظاہری محض درجات بہشت بہار کیلئے وسیلہ و سیلہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ علم تصوف معرفت دیدار سے بے خبر ہوتے ہیں۔

اے طالب! میں نے ہر علم کی تحقیق اپنی باطنی توفیق سے مکمل طور پر کی ہے۔ میں لاف زن نہیں بلکہ کامل فقیر ہوں اور کونین کی ہر ایک چیز کل و جز مجھ پر اللہ کے فضل سے عیاں ہو گئی ہے۔ کوئی چیز مجھ سے مخفی نہیں۔ نیز مجھے ہر مجالس مصطفوی صلعم میں حضوری حاصل ہے۔ کعبہ میرے دل میں ہے اور اسی کعبہ میں ذاتی نور جلوہ گر ہے۔ اور میں ہر وقت اللہ کے حضور میں حاضر رہ کر لقا اور دیدار کے مشاہدے میں غرق ہوں۔

اے طالب! مجھ سے جلدی اپنا مقصود طلب کر۔ میں تجھے ایک ہی نگاہ سے روشن ضمیر کردوں گا۔ الغرض جس

طرح بے سمجھ ہوس کا کیمیا سیم وزر کے لئے پارہ مارنا مشکل ہے۔ اسی طرح ناقص بے عمل کیمیا نے نظر کے لئے نفس کا مارنا بھی بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ لیکن عامل کامل استاد طالب کے پارہ نفس کو کشتہ کر کے معرفت اللہ کی اکسیر سے بہت جلدی بہرہ ور کر کے روشن ضمیر بنا دیتا ہے۔ ہر علم اور مطالعہ اللہ کی معرفت محبت کلی انوار اور شرف دیدار کے حصول کیلئے ہوتا ہے۔ ایسا عالم صاحب مشاہدہ عالم صاحب عین العلم۔ اللہ تعالےٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔ اگرچہ عوام لوگوں میں گمنام ہو۔ لیکن باطن میں خواص روحانیوں اور ملائکہ کے درمیان نامور اور مشہور ہوتا ہے۔ علم وہ ہے جو مجلس و ملاقات انبیاء کا وسیلہ ہو۔ ایسا علم نصیب اولیاء وارث الانبیاء ہے۔ ربانی علماء صاحب نفس و ہوا و اہل ریا کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہوا اور ریا انسان کو معرفت خدا اور مجلس انبیاء سے باز رکھتے ہیں۔ کہ موافق رحمٰن اور مخالف شیطان ہو۔ ایسا عالم خدا کا دوست اور اس کا وسیلۃ النجات مشرف کنندہ مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الحیات ہوتا ہے۔

جملہ علوم قرآن و حدیث کی کلید اور ذریعہ حصول علم عین ہے۔ اور اس علم کا پڑھنا فرض عین ہے۔ اور عالم عین علین

۱؎ بعض مشائخ اور بزرگ لوگوں میں مشہور ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے قرب اور معرفت سے بہت دور ہوتے ہیں۔ ایسے ریاکار، دکاندار، رسمی سطحی مرشد (پسند خلق) دنیا میں بے شمار ہیں۔ لیکن دنیا میں گمنام عارف کامل بحق شامل پسند خالق) دنیا میں کمیاب اور قلیل واقع ہیں۔ ایسے عارف کامل اگرچہ عوام جہلا میں گمنام اور پنہاں ہوتے ہیں۔ لیکن خاص نوری مخلوق آسمانی یعنی ملائکہ اور ارواح مقدسہ انبیاء اور اولیاء کے درمیان مشہور و معروف اور نامور نمایاں ہوتے ہیں ؎

ہر کہ باشد پسند خالق پاک ۔۔۔ ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

۲؎ علم عین سے مراد آنکھوں کا کھل جانا ہے۔ جو شخص کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ وہ شخص اس کے ذکر اذکار اور قیل و قال سے بے نیاز اور لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جس جگہ عین عیاں ہے وہاں کیا حاجت بیان ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کو اور خصوصاً حضرت نبی اُمیّ فداہٗ امی وابی کو شرف علم عین سے حاصل تھا۔ یہی وہ ایک حرف عین ہے۔ جس کا حصول فرض عین ہے۔ العارفین لیدنہٗ یہی علم اُم العلوم ہے۔ اور یہی علم لدنی علم حی القیوم ہے۔ اسی کے حق میں کسی نے کہا ہے ؎ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔ حضرت بھلے شاہ صاحب بھی اسی حرف کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں ؎

علموں بس کریں او یار ۔۔۔ اکو حرف ہے تیرے درکار

اسی کے متعلق عارفوں کا قول ہے۔ العلم نکتۃ و کثرتہا الجہال۔ ترجمہ۔ علم ایک نکتہ ہے اور اس کی کثرت یعنی بہت علم ان لوگوں کیلئے ہے جو اس نکتہ سے جاہل اور بے خبر ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

کہتا ہے۔ عین سنتا ہے۔ عین دیکھتا ہے۔ عین جانتا ہے۔ اور عین لے لیتا ہے۔ اور پھر عین سب ماسویٰ کو دل سے بھلا دیتا ہے۔ عین ایک حرف ہے اور اس حرف عین اور علم عین سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو عین شرف حاصل ہے۔ اور اسی علم عین سے آنحضرت صلعم کو مشاہدۂ حضوری معراج ہوا۔ اور علم عین کا عالم محتاج ہوتا ہے۔ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ من تعلمنی حرفاً فھو مولائی۔ ترجمہ "جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا مالک ہے" وہ حرف عین۔ عین عبادت۔ عین ارادت، عین اجازت اور عین عنایت ہے۔

عفو کا تحزن ولا تخف ترجمہ "اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس"

عارف چند قسم کے ہیں۔ اور عارف کے چند جسم موافق چند اسم ہیں۔ مثلاً عارف مسمّٰی اور عارف حکم در حکمت معنٰی، عارف نفس، عارف قلب، عارف روح، عارف رب من عرف نفسہٗ عارف نفس نے نفس کو پہچانا اور اسے لذت ہوا اور شہوت دنیا اور شرک کفر ماسویٰ سے بذریعہ تقویٰ باز گردانا۔ اسی طرح نفس لذت بہشت اور شہوت و ہوائے حور و قصور نعمت عظمٰی کی امید پر خوش، مسرور اور مغرور ہو کر ہوا و ہوس سے مرتا نہیں بلکہ اور بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ اور معرفت مولا کی طرف رجوع نہیں لاتا لیکن بمقتضائے۔ من عرف ربہٗ جس نے رب کو پہچانا۔ تصور اسم اللہ ذات کے ساتھ مقام توحید و فنا فی اللہ کا عزم بالجزم کیا اور آخر غرق حضور پر نور اور شرف دیدار ہو گیا۔ کہ اسے نفس دنیا و شیطان کیا بلکہ بہشت بھی یاد نہ رہی۔ یہ ہے مرتبہ عارف باللہ ولی اللہ صاحب مشاہدہ ولقاء اللہ موافق او خو لجھل ہی او ف لجد کم۔

قولہٗ تعالیٰ۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور۔ ترجمہ "اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو اس پر ایمان لے آئے ہیں نکالتا ہے انہیں تاریکی سے روشنی اور نور کی طرف" عارف چند قسم کے ہوتے ہیں۔ عارف عام، عارف تام، عارف اقدام، عارف علم مطالعہ کتاب غرانی، عارف تلاوت حافظ قرآنی عارف ذکر سلطانی، عارف ذکر قربانی، عارف عیانی، عارف مسخرات خلق امرا بادشاہ اہل نقش دائرہ کش در پریشانی عارف علم دعوت مرد میدانی، عارف فرشتہ اہل حیرت و عارف جنونیت شیطانی بہت ہیں۔ لیکن ہزار دل

مثنوی

ہست دیدن رنگ بے نور دل	ہم چنیں نور خدا کے اندر دل
ایں بروں از آفتاب و از سہا	واں درون از عکس انوار علا
نور نور چشم خود نور دل است	نور چشم از نور دلہا حاصل است
باز نور نور دل نور خدا است	کو ز رنگ خاک و خس پاک است جدا است
ہرچہ عالم در نظر پیدا کند	چونکہ چشمت را بجود عیاں کند

عارفوں میں سے کوئی ایک آدھ ہوتا ہے۔ فانی اللہ فقیر برکونین امیر عارف ربانی۔ واقف اسرار قدرت سبحانی۔ عارف فنا۔ عارف بقا۔ عارف محبوب عارف مجذوب۔ عارف مرغوب۔ عارف مطلوب۔ عارف کشف الارواح وکشف القلوب۔ عارف مشرفِ دیدار کو مطالعۂ علم پیغام اعلام اور آواز الہام کی ضرورت نہیں رہتی ۔

باہُوؔ از بہر حسد او حدت اُٹھا ۔ سرکٹا کر طالبا میدان آیا

طالب تقلید کو دل میں مرض خطرات دنیا ہمیشہ ستاتا ہے۔ یہ مرض لاعلاج اور لادوا ہے۔ اس کا تریاق محض استغراق مقام فنا حصول بقا اور شرف دیدار لقا ہے۔ اوّل تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے دل پر ہر قسم کی واردات غیبی اور فتوحات لاریبی دن رات نازل ہوتے رہتے ہیں۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ طالب کو اپنی قدرت سے جذب کر کے لاہوت لامکان میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت طالب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس کے انوار میں غرق ہو کر اس سے یکتا ہو جاتا ہے۔ اور سب ماسویٰ طمع طالب مرید مسخرات خلق اور نفس شیطان و دنیا کو طلاق دے دیتا ہے۔ ایسی حالت میں سب مرید اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ مگروہ طالب مرید جو خضرؑ اور موسیٰؑ کے قصے کی طرح مرشد کے احوال سے باخبر ہو درست اعتقاد بر حال رہ جاتا ہے۔

اے طالب! ہر حال و افعال و اعمال و اقوال میں مرشد کا امتحان کر لے۔ یہ راستہ غیب دانی۔ غیب خوانی اور سرِّ عیانی کا آسان نہیں ہے۔ یہ محض نصیب صاحبِ توفیق اہل تحقیق سچے رفیق کا ہے۔ مردہ دل محروم کور چشم زندیق اسے کیا جانے، عارف وہ ہے کہ لقاء الٰہی کے لائق ہو اور توحید میں مستغرق ہو کر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے اسے آنکھیں بند کرنے کی حاجت نہیں رہتی کیونکہ ایسا عارف خدا کے فضل و کرم سے سب کچھ عیاں طور پر دیکھتا ہے کوئی مرتبہ اور کوئی مقام بغیر تصور حاضرات اسم اللہ ذات کے ثابت نہیں ہوتا۔ تصور حاضرات اسم اللہ ذات سے شعلۂ انوار توحید نمودار ہوتا ہے۔ ان انوار کی لپیٹ میں۔ صاحب تصور غرق مشرف دیدار پروردگار ہوتا ہے۔ اس طرح کا دیدار اور رویت روا ہے۔ کیونکہ یہ محض جذب۔ لطف، فیض اور فضل و عطائے خدا ہے۔ جو شخص رب معبود کی عطا اور مرتبۂ محمود کا منکر ہے وہ خواہ عالم جاہل ہو یا جاہل عالم عاقبت مردود ہے ۔

میں ہوں عارف معرفت میں پختہ تر ۔ جانتا ہوں حق و باطل بالنظر

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا منکر مردہ دل، افسردہ تن، طالب دنیا ظالم بخیل دل سیاہ ہے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ترجمہ "اور نہ جاؤ قریب ان لوگوں کے جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں بھی ظلم کی آگ لگ جائے گی"۔

کامل فقیر پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل کامل عارف ازل لازوال و باوصال لاانفصال۔ دوم کامل عارف ابد فنا فی ذات صمد از عہد تا لحد۔ سوم کامل عارف دنیائے دوں، اہل دکان در چرا و چون بنام ناموس نفس بون

چہارم کامل عارف عقبیٰ امیدوار حور قصور بامید بہشت خوش وقت و مسرور۔ پنجم کامل عارف نفس فنا، روح بقا، مشرف دیدار لقا۔ نہ خدا از خدا سے یک دم جدا، دوام ملازم مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ہے مراتب کامل حکم، عارف کامل قدیم اور عارف صاحب صراط المستقیم۔ مردہ دل جاہل سے اللہ پناہ دے۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔

تصور اسم اللہ ذات سے دل میں انوار دیدار پیدا ہوتے ہیں۔ اور ذکر فکر ورد وظائف سے رجوعات خلق پیدا ہو کر نفس موٹا و مغرور ہو جاتا ہے۔ اور صورت وسوسہ و اوہامات خیالات متشکل ہو کر متجلی ہو جاتے ہیں۔ اور احمق اسے حضور وصال سمجھتا ہے۔ خبردار! کل اناءٍ یترشح بما فیہ۔ ترجمہ "ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے۔ جو اس میں ہوتا ہے" اپنے وجود میں قیاس کر لے۔

باب ششم

بیان احوالات حاضرات نقش دائرہ وجودیہ

اس نقش دائرہ وجودیہ اور مشق اسم اللہ معبود سے کلیہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ مشق وجودیہ مرقوم سے کل وجز حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اس دائرہ سی حروف کی کنجی سے گنج وجود کے طلسم کو کھول کر دولت، محبت، معرفت، مجلس محمد صلعم طالب اللہ کو دے۔ وہ مرشد بیشک کامل باتوفیق اور طالب حق و باطل میں صاحب تحقیق ہے۔ دائرہ سی حروف یہ ہے۔ ہر ایک دائرہ مثل آئینہ روشن نما از معرفت قرب خدا!

کلید	و حرف حاضرات	تصور	کلید	ب حرف حاضرات	تصور	کلید	د حرف حاضرات	تصور	کلید	ث حرف حاضرات	تصور	کلید	ج حرف حاضرات	تصور
"	حٓ	"	"	خٓ	"	"	دٓ	"	"	ذٓ	"	"	رٓ	"
"	زٓ	"	"	سٓ	"	"	شٓ	"	"	صٓ	"	"	ضٓ	"
"	طٓ	"	"	ظٓ	"	"	عٓ	"	"	عٓ	"	"	فٓ	"
"	قٓ	"	"	کٓ	"	"	لٓ	"	"	مٓ	"	"	نٓ	"
"	وٓ	"	"	ھٓ	"	"	لآ	"	"	عٓ	"	"	یٓ	"

س: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنی کتاب میں حرف تہجی لکھ کر بچوں کا قاعدہ درج کر دیا ہے ۔ اس کی کیا حقیقت ہے ۔ یاد رہے کہ علم الحروف دنیا کے تمام علوم میں سے نہایت اعلیٰ و افضل اور بہت دقیق اور عمیق علم ہے ۔ کیونکہ یہی تیس۳۰ حروف تہجی ہی وہ عناصر ہیں جو کہ انسان کے اندر فطرتی اور قدرتی طور پر دنیا تے نطق و علم کلام اور جانِ بیان کی تخلیق کا موجب اور باعث بنے ہیں ۔ انہی کے ذریعے انسان میں علم و معانی کا ظہور ہوتا ہے ۔ اور مسام قلبی واردات اور باطنی خیالات انہی کے ذریعے تشریح ہوتے ہیں ۔ اور ایک انسان سے دوسرے انسان تک پہنچتے ہیں ۔ اور تمام علوم و فنون اہل سلف سے اہل خلف تک انہی کے ذریعے قلمبند اور محفوظ ہو کر پہنچے ہیں ۔ دنیا میں تقریباً جو چار ہزار زبانیں مروج ہیں وہ سب کی سب انہی تیس حروف تہجی کے جوڑ توڑ اور ترکیب و ترتیب سے بنی ہیں ۔ تو انسان کا قلب صفات اور خیالات کا آئینہ اور مظہر یہی تیس۳۰ حروف ہیں ۔ اگر یہ تیس حروف نہ ہوتے تو نہ کوئی شخص اپنے خیالات کا اظہار دوسرے آدمی سے کر سکتا ۔ اور نہ کوئی علم ہی دنیا میں مروج اور مدون ہوتا ۔ اور تمام انسانی دنیا جہل اور نادانی کے ایک تاریک اور تیرہ ماحول میں گرفتار رہتی ۔ اور ہر قسم کے علم اور عقل کی روشنی سے محروم رہتی ۔ یہی حروف تہجی ہی وہ اصل الاصول ہیں جن سے کلام کی بنیاد پڑی ۔ اور انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیا کے اسما سے روشناس کیا خصوصاً انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسما اور صفات اور ذات کا پتہ دیا ۔ اور انہی کے ذریعے جملہ انبیاء پر آسمانی کتابوں کی آیات بینات نازل فرمائیں ۔ اور اپنی مخلوق کو اپنی طرف ہدایت کا راستہ دکھایا ۔ چنانچہ فرمایا ۔ وعلم آدم الاسماء کلها ۔ قولہٗ تعالیٰ ۔ الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان ط یہ دنیا کی تمام چیزیں مادہ ایثری یعنی ایتھر کی صفات و تنوعات اور اسکی مختلف حرکات کی پیداوار ہیں ۔ اسی ایثر اور ایتھر کی مختلف حرکتوں سے جس طرح مختلف عناصر بن گئے مثلاً لوہا ۔ سونا چاندی ، آکسیجن وغیرہ جن کی تعداد تقریباً ستر ۷۰ کے قریب ہے ۔ اسی طرح حروفِ تہجی کے تیس ۳۰ مختلف عناصر کی تنوعات اور ہوائی اور ایتھری حرکات سے دنیا میں ہزاروں زبانیں وجود میں آئیں ۔ جس طرح ان ستر ۷۰ عناصر کے جوڑ توڑ اور ترکیب و ترتیب سے تمام موجودات کا مثلاً جمادات ، نباتات ، حیوانات ، اور انسان کا ظہور ہوا اسی طرح ان تیس حروف کے عناصر کے جوڑ توڑ سے مختلف زبانیں بن کر مختلف ذہنی دنیائے علوم کا وجود ظاہر ہوا ۔ غرض تمام موجودات کیا ذہنی اور کیا خارجی سب حرکات اثری کی مختلف حرکات اور تنوعات کی پیداوار ہیں ۔

کما قال عز ذکرہٗ ۔ ومن اٰیاتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیات للعالمین ط ترجمہ ۔ " اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق ہے ۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے جس میں عالمان ربانی کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں "

خزانہ بخشش دوام اور علم کیمیائے تمام ہے ۔ اور ہر موکل قید اور غلام ہو جاتا ہے حصول نعم البدل نوے ۹۹ نام اور شناخت اسم اعظم لاکلام اس دائرے میں ہے ۔

یا الله	یا رحمٰن	یا رحیم	یا مالک	یا قدوس	یا سبوح
یا سلام	یا مومن	یا مهیمن	یا عزیز	یا جبار	یا متکبر
یا خالق	یا باری	یا مصور	یا غفار	یا قهار	یا وهاب
یا رزاق	یا شکور	یا علیّ	یا کبیر	یا حافظ	یا مقیت
یا حسیب	یا جلیل	یا کریم	یا رقیب	یا مجیب	یا واسع
یا ودود	یا مجید	یا باعث	یا شهید	یا حق	یا وکیل
یا قوی	یا فتاح	یا عالم	یا قابض	یا باسط	یا خافض
یا رب	یا رافع	یا معز	یا مذل	یا سمیع	یا بصیر
یا حکم	یا عدل	یا خبیر	یا حلیم	یا عظیم	یا غفور
یا محمد	فقر	هو	جمعیت	کل	یا متین
یا ولی	یا حمید	یا خفی	یا بدیع	یا محی	یا ممیت
یا حیّ	یا قیوم	یا واحد	یا احد	یا صمد	یا قادر
یا مقتدر	یا مقدم	یا مؤخر	یا اوّل	یا آخر	یا ظاهر
یا باطن	یا والی	یا متعالی	یا برّ	یا توّاب	یا منعم
یا منتقم	یا عفو	یا رؤف	یا مالک الملک	یا ذوالجلال والاکرام	یا جامع
یا غنی	یا مغنی	یا معطی	یا مانع	یا ضار	یا نافع
یا نور	یا هادی	فنا فی الله بقا بالله	یا ستار	یا باقی	یا رشید
یا صبور	لیس کمثلہ شیء	وهو السمیع العلیم	وعد الله الحق	انک لا تخلف المیعاد	الله بس ماسوی الله ہوس

صلہ اللہ تعالےٰ کی یوں تو بے شمار صفات ہیں ۔ اور اس کی ہر صفت کا ایک اسم مظہر ہے لیکن احادیث میں ننانوے ۹۹ اسماء صفات مذکور ہیں جیسا کہ آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ننانوے اسماء ہیں جس نے انہیں پڑھا وہ بہشت میں داخل ہو گیا چنانچہ وہ ننانوے اسماء حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز نے اس دائرے میں درج فرمائے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کا ہر اسم ایک صفت کو ظاہر کرتا ہے ۔ اور اس صفت کا ایک عالمگیر دائمی حل دنیا میں کارفرما ہے ۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کے اسم (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ ہر حال میں آدمی کو چاہیئے کہ صاحب علم و شعور ہو۔ خواہ مقام ناسوت ہو یا مکان لامکان و حضور ہو۔ اور ذکر مذکور سے مقام حق و باطل کی تمیز و تحقیق کرے۔ خواہ مقام غرق فنا فی اللہ نور ہو اور مجلس محمدی صلعم حضور۔ طالب مبتدی صاحب حاضرات اہل خواب، اہل مراقبہ اور اہل عیان کو چاہیئے۔ کہ جب بذریعہ تصور، توجہ و تفکر باطن میں جائے۔ تو زبان سے درود شریف لاحول یا کلمہ طیب پڑھے۔ اگر وہ باطنی مقام مجلس نوری حضوری حقیقی ہے۔ تو ان پاک کلمات کے نور سے قائم اور برحال رہ جاتا ہے۔ اور اگر وہ احوالات شیطانی نفسانی یا جنونیت پریشانی ہیں۔ تو غائب اور رفع ہو جاتے ہیں۔ تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم محمد سرور کائنات صلعم طالب کو مجلس محمدی صلعم میں پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت اہل تصور کو تاثیر مجلس محمدی صلعم اس طرح قبض اور جذب کر لیتی ہے کہ اسم اللہ ذات کی گرمی اور مجلس محمدی صلعم کی عظمت سے اس کی جان جاتی ہے۔ اگر دیکھتا ہے تو جان جاتی ہے۔ اور اگر نہیں دیکھتا تو حیرت میں پریشان ہوتا ہے۔ لیکن جس شخص کا ہفت اندام جسہ اس طرح نور ہو جاتا ہے۔ وہ شخص لائق حضور ہو جاتا ہے۔

رب الرحیم کو لو۔ چنانچہ اس اسم کے فعل کی ہمہ گیر کار فرمائی کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کے ادنی مثال یہ ہے کہ دنیا میں جسقدر مخلوقات ادنیٰ اعلیٰ انسان، حیوان، چرند پرند، کیڑے مکوڑے۔ کیا خاکی، آبی، ہوائی وغیرہ سب کی پرورش اور تربیت کا انتظام اس اسم کے عالمگیر قدرتی فعل کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یعنی ہر جاندار کی مادہ اور ماں کو جو رحم اور شفقت اپنے بچے اور اولاد سے ہے اس اسم رب الرحیم کے فعل کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ یہی رحم اور شفقت تمام مخلوقات کی تربیت اور پرورش کا ذریعہ اور سبب ہے۔ نہیں دیکھتے کہ انسان تو کیا ایک ادنیٰ نا چیز لایعقل حیوان بلکہ کیڑے مکوڑے تک اس اسم کے عالمگیر استیلا اور تصرف میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور کس قدر جانفشانی اور جانثاری سے اس اسم کی ہمہ گیر فعل کے تحت کام کرتے نظر آتے ہیں۔ واوحی الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے دل میں اپنے بچے کی محبت، شفقت اور خدمت کا جذبہ ڈال دیا ہے۔ اور اسی کے سبب اس کی پرورش ہوتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک چڑیا گھر میں ایک شیرنی کو دیکھا جس کے ساتھ پنجرے میں تین بچے تھے۔ اسی وقت ہی چڑیا گھر کا ایک خادم ان کے کھانے کیلئے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے لایا۔ اور ان کے سامنے پنجرے میں ٹکڑے ڈال دیئے۔ جونہی کہ اس شیرنی نے وہ گوشت دیکھا بھوک کے مارے اس گوشت پر جھپٹ پڑی۔ اور اسے کھانے لگ گئی۔ اتنے میں اس کے تینوں بچے اپنی ماں پر پل پڑے۔ اور اس کے سر اور منہ پر اپنے تیز دانتوں اور پنجوں سے حملہ کر کے اس سے زبردستی وہ گوشت چھین لیا۔ شیرنی دم دبا کر ایک طرف کونے میں صبر سے بیٹھ گئی۔ اور وہ بچے مزے سے گوشت کھاتے رہے۔ اور بیچاری مامتا کی ماری قدرت کی بیچارن ترستی ہوئی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتی رہی۔ آخر جب بچے سیر ہو کر گوشت چھوڑ گئے تو بعدہٗ وہ آ کر بچا کھچا گوشت اور ہڈیاں کھانے لگ گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے (باقی اگلے صفحہ پر)

اللّٰہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حسبی اللہ وکفی باللہ

وعلم ادم الاسماء کلہا
جمعیت کل

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو ھو

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حدیث - من عرف اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء

حدیث - من عرف اللہ کل لسانہ = لا علم لنا الا ما علمتنا

مرقوم

تفکر — اللہ — توجہ

اللہ

اللہ

عالم الغیب والشہادۃ
ھو الرحمٰن الرحیم

تصور

عین بین — عین بین

اللہ اللہ — لہ ھو الحق

ید اللہ فوق ایدیہم — ید اللہ فوق ایدیہم

محمد
فہم

للہ — اللہ — لہ

اللہ

اللہ

؎ مندرجہ بالا نقش کی تشریح اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے۔

رب الرحیم کے زبردست فعل کا مظاہرہ قابل دید تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ سبحان اللہ تیری قدرت کی شان - یہ خونخوار درندہ اپنی بھوک کے سبب کس طرح دوسرے جانوروں کو بے رحمی سے چیر پھاڑ لیتا ہے لیکن اس وقت تیری ربوبیت اور رحیمیت کے زبردست فعل نے اسے کتنا شفیق اور مہربان اور عاجز و ناتواں بنا رکھا ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ کی ہر صفت (باقی اگلے صفحہ پر)

مجلس محمدی صلعم صحیح کی علامت یہ ہے کہ اس مجلس میں نفس حدیث کا تذکرہ یا تسبیح یا کلمہ طیب یا درود شریف کا ورد اور ذکر ہوتا ہے۔ اور دیکھنے والا دیدہ یقین اور چشم اعتبار سے دیدار پر انوار حضرت احمد مختار سے بموافق حلیہ مشرف ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کا رنگ گندم گوں، ناک بلند، پیشانی کشادہ۔ ہاتھ لمبے، دانت کشادہ اور داڑھی مبارک گھنی اور گنجان تھی۔ آنحضرت صلعم کے بدن مبارک پر مہر نبوت تھی ؎

روئے نبوی دیکھ لے جو ایکبار　　عالم و عارف ہو از پروردگار

آں حضرت صلعم فرماتے ہیں۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے سچ مچ مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل اور قرآن پاک و خانہ کعبہ کی مثل نہیں ہو سکتا۔ (اگر شیطان ہر شکل ہو سکے تو حق و باطل کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور تمام باطنی دنیا کا اعتبار دنیا سے اٹھ جائے ؎

دیکھتا دیدار ہوں میں ہر دوام　　ورد ہے دیدار میرا صبح و شام
مصطفےٰ پر جو یقین رکھتا نہیں　　کاذب و مردود حق ہے وہ لعین

ترجمہ حدیث قدسی۔ اللہ تعالےٰ کے بعض ایسے بندے ہیں۔ کہ ان کے قلوب عرشی ہیں اور بدن ان کے وحشی۔ ان کی ہمت آسمانی لوگوں کی طرح ہے۔ محبت کے پھل ان کے دلوں میں لگے ہوتے ہیں۔ وہ جاسوس القلب ہیں۔ آسمان انکی چھت اور زمین ان کے لئے بمنزلہ فرش ہے۔ ذکر ان کا انیس اور رب انکا جلیس ہوتا ہے۔

کے لئے ایک اسم مقرر ہے۔ اور ہر اسم کا ایک عالمگیر فعل اس دنیا میں کار فرما ہے۔ جو شخص جس اسم کا عامل ہو جاتے وہ اس اسم کی صفت سے متصف ہو کر اس کے نور صفات و اسماء و افعال سے منور ہو جاتا ہے۔ اور عالم انفس و آفاق میں اس نور کے ساتھ کار فرما ہو جاتا ہے چنانچہ ہر اسم کے لیے شمار موکل ملائکہ اس کی خدمت پر مامور ہیں۔ وہ سب اس عامل کے عمل اور تصرف میں آ جاتے ہیں جس کی تفصیل بہت طویل اور لمبی ہے۔

ص‌ا جس شخص کا تمام وجود اور ہفت اندام اسم اللہ ذات کے نوری تحریر سے منقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے ایک نوری لطیف وجود عطا ہو جاتا ہے۔ اسی وجود سے وہ باطن میں مجلس محمدی صلعم اور مجلس انبیاء و اولیاء میں حاضر ہوتا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ سے سالک کا ایسا نوری لطیف وجود زندہ نہ ہو جاتے۔ اپنی کوشش اور ٹکریں مارنے سے اس کثیف عنصری خاکی جسّے کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک مجلس میں حاضر نہیں ہو سکتا جس وقت مجلس خاص میں حاضر ہو اس وقت مجلس حق و باطل کے امتحان کے لئے درود شریف اور کلمہ طیب اور لاحول پڑھ لے۔ اگر مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہو گی۔ تو ان کلمات طیبہ کے پڑھنے سے قائم اور برقرار ہو جائیگی۔ دیگر اگر کوئی شخص خواب یا مراقبے میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو دیکھے تو یہ سمجھے کہ اس نے سچ مچ آں حضرت صلعم کو دیکھا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ترجمہ حدیث قدسی "اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں۔ کہ ان کا وجود دنیا میں باران رحمت کی طرح ہے۔
کہ جب خشکی پر برسے تو سبزہ اگتا ہے۔ اور اگر سمندر میں گرے تو موتی پیدا ہوتے ہیں"
حدیث "اگر فقیر نہ ہوتے تو دنیا کے لوگ زحمت سے ہلاک ہو جاتے"

کل سلک سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ طالب ایسے مرتبہ کو پہنچ جاتے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالےٰ کے دیدار سے مشرف ہو۔ اور جس وقت چاہے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی مجلس میں حاضر ہو۔ اور جس وقت چاہے جملہ انبیاء اور اولیاء سے ملاقی اور ہم مجلس ہو۔ طالب کو اول خواب میں توفیق حضوری حاصل ہوتی ہے۔ وہ خواب جس میں غفلت کا شائبہ تک نہ ہو۔ ایسا خواب خلوت گاہ معرفت ووصال ہے۔ نہ کہ خواب وخیال۔ دوام حضوری الہام صحیح مقام قرب اللہ میں تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ سوم حضوری روشن ضمیر کو مراقبے کے اندر تصور اسم اللہ ذات سے پیدا ہوتی۔ چہارم حضوری عیاں طور پر تصور اسم اللہ ذات سے اس فقیر فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ کہ جو مردہ نفس اور زندہ دل ہو اور اس کی روح مشاہدے میں محو اور مستغرق ہو۔ پنجم حضوری صاحب تصدیق کو مراتب۔ موتوا قبل ان تموتوا۔ میں حاضرات اسم اللہ ذات سے ملتی ہے۔

ابیات

باہوؒ سے ہر ایک نعمت کر طلب　　دین و دنیا تجھ کو بخشے ہے رب
دین کو توحید میں ہے پالیا　　چھوڑا ہے دنیا کو اندھے جدا

اللہ	لله	له	هو	محمد	فقر
ازل	ابد	دنیا	عقبےٰ	معرفت	انوار
دیدار	قرب	حضور	نور	جمعیت	ایمان
رجا	خوف	توحید	سودا	سویدا	ہویدا
نفس	قلب	روح	سر	لاہوت	لامکان
عیان	غرق	کلید	قفل	کل	جز

کیونکہ شیطان کو قدرت اور طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی شکل پر متمثل ہو سکے۔ اور نہ وہ خانہ کعبہ کی صورت اور نہ قرآن مجید کی صورت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مظاہر نور وہدایت ہیں۔ اور شیطان مجسم نار ضلالت ہے۔ لہذا جس مجلس میں قرآن کی کوئی آیت یا کلمہ یا درود یا ذکر اللہ پڑھا جائے وہ مجلس رحمانی ہے۔ اور شیطان اس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ اور جس مجلس میں ان مظاہر ہدایت میں سے کوئی چیز نہ نظر آئے۔ تو ایسی مجلس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

یہ نقشِ وجودیہ غوث قطب دہقانی صاحب ذکر قربانی جان فانی کا ہے۔ جس سے ذاکر کے بند بند جدا ہو جاتے ہیں اور ہر بند سے ذاکر کا ایک حصہ باہر آتا ہے۔ اور جب ذکر سے فارغ ہوتا ہے۔ تو جملہ حصے پھر اسی ایک جسے کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ اس مراتب کو قرب وحدانی کہتے ہیں۔ فقیر کیلئے یہ مرتبہ بھی بچے کی طرح ابتدائی قاعدہ خوانی کا ہے۔ کہ عرش سے اوپر تیس ہزار مقام طے کرلے۔ اور حق سے الہام اور مطالعہِ لوحِ محفوظ دوام حاصل کرے وہ نقش یہ ہے۔

هو
قرب
جبرائیل
اسرار الوحی
هو
قرب
قوت العلوم اسم اللہ ذات
قوت العلوم اسم فقر
هو
ذکر قربانی
هو
ذکر قربانی
قوت العلوم عیاں
قوت العلوم اسم اعظم
قرب
قرب
ولایت قلب
اللہ
قوتِ العلوم نورِ ہدایت
هو
ذکر قربانی
هو
ذکر قربانی
لطیر سیر پرآل
ہر عضو از یک دگر گردد جدا ایں ذکر ربانی رساند با خدا
قرب کلی با اخوان مقام ٭ مرتبہ انسان کامل جز مقام

—— بعض فقیروں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ ذکر قربانی کے وقت ان کے سات اندام کے بند بند جدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر بند سے ایک ذکر کا نوری لطیف حصہ پیدا ہو کر ذکر قربانی ھو ھو میں مصروف ہو جاتا ہے جس وقت ذاکر اس ذکر قربانی سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو ہر حصہ پھر اپنے ۔۔۔ میں مجمل ہو کر اپنے جسم سے جڑ جاتا ہے۔ بعض فقراء کی نسبت بروایت صحیح مشہور ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں مختلف جسموں کے ساتھ مختلف مقامات پر حاضر ہوتے۔ چنانچہ ایک بزرگ کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک شہر کے مختلف لوگوں نے بطور آزمائش آپ کی ایک ہی وقت میں اپنے اپنے گھر پر دعوت کی۔ آپ نے سب کی دعوت قبول فرمائی۔ اور ہر شخص کے گھر میں الگ الگ جثے سے ایک ہی وقت پر کھانا تناول فرمایا۔ اور یہ بات فقراء کے لئے کوئی بڑا کمال نہیں ہے۔ بلکہ بعض کامل فقراء اتنے مختلف بیشمار نوری لطیف جسے بن جاتا ہے کہ دنیا کے تمام مساجد میں ایک ہی وقت میں نماز ادا کرتا ہے۔
چنانچہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ العزیز اپنے ایک قصیدے میں فرماتے ہیں ؎ (باقی اگلے صفحہ پر)

لیکن کامل فقراء عارفانِ خدا کے نزدیک یہ مراتب بھی بازی گری کے ہیں۔ اور جو شخص لوحِ محفوظ کے مطالعہ سے لوگوں کو نیک و بد طالع بتاتے فقراء اسے نجومی کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ہوا پر اڑے فقر کے نزدیک وہ مکھی اور پروانے کے مرتبے میں ہے۔ اور جو شخص دریا پر اس طرح چل پڑے کہ اس کا پاؤں بھی پانی سے تر نہ ہو۔ فقراء اسے خس یعنی تنکے کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص کشف و کرامات سے مردے کو زندہ کر دے اور جو شخص کسی کے دل کو نظر سے زندہ کر دے یہ سب مذکورہ مراتب والا بھی خام ناتمام ہے۔ اور معرفت اور توجہ دینے سے بعید ہے۔ فقر کی ابتداء ذکر کلمہ طیب سے شروع ہوتی ہے ؎

فقر کی شرح گر چاہے تو تمام   فقر کا ہرگز نہیں کوئی مقام

کیونکہ کسی درجے منزل اور مقام پر فقراء کے لئے ساکن ہونا اور قرار پکڑنا حرام ہے۔ مثنوی

نہیں ہے عشق کو حاصل قرار و تمکین   مگر کرامت سے اس کو ملے کہاں تسکین
ان عاشقوں کا حال میں کیسے بیاں کروں   مرنے کے بعد بھی جنہیں ملتا نہیں سکوں

السکون حرام علی قلوب الاولیاء۔ ترجمہ "سکون اور قرار اولیاء اللہ کے دلوں پر حرام ہے"۔ مازاغ البصر و ماطغیٰ۔ ترجمہ "(معراج کی رات) آنحضرت صلعم کی آنکھ نہ دنیا کی جانب پھری اور نہ عقبیٰ کی طرف متوجہ ہوئے"۔ فقر کا ابتدائی مرتبہ ہمت بلند، حق پسند صاحب توفیق الٰہی ہے۔ اور فقیر کی انتہا حصول سرّ اسرار نامتناہی ہے۔ فقر حاصل کرنا ہر دو جہان کی بادشاہی ہے۔ یہ مرتبہ کامل فقیر برگزیدہ عالم غالب امیر کا ہے۔ فقیر کے تین مراتب ہیں۔ اول اطیعوا اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کی اطاعت اختیار کر لیتا ہے۔ اور جملہ ماسویٰ اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسے مرتبہ فنا فی اللہ بولتے ہیں۔ دوم مرتبہ فقیر کا اطیعوا الرّسول ہے۔ سنتِ عظیم محمدی صلعم یعنی ترک دنیا اختیار کر لیتا ہے۔ اور ہر شبانہ روز دیدار محمدی صلعم

ولا مسجدٌ الا ولی فیہ رکعۃ   ولا منبرٌ الا ولی فیہ خطبۃ ؎

ترجمہ "دنیا میں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے کہ میں اس میں نماز کی رکعتیں ادا کرتا ہوں۔ اور نہ کوئی دنیا میں ایسا منبر ہے کہ جس پر چڑھ کر میں خطبہ نہ پڑھتا ہوں" سو فقراء کے ایک ہی جسم سے ہزاروں بلکہ بے شمار نوری لطیف جسم پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر اسی ایک جسم میں غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن کامل فقراء کے نزدیک یہ مراتب بازیگروں کے ہیں۔ اور جو لوگ لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے لوگوں کو نیک اور بد طالع اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات بتاتے ہیں۔ فقراء کے نزدیک وہ نجومی کہلاتے ہیں۔ اور جو ہوا میں پرواز کرنے پر اتراتے ہیں۔ فقراء انہیں مکھی کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور جو پانی کی سطح پر چلنے کو اپنا کمال بتاتے ہیں۔ فقراء انہیں تنکا خیال کرتے ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ کے قرب مشاہدے اور وصال کے بغیر جسقدر مراتب ہیں کامل فقراء کے نزدیک سب ہیچ ہیں ؎

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے   یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

سے مشرف ہوتا ہے۔ اسے فنا فی الرسول کہتے ہیں۔ سوم مرتبہ باھو کا ھو یعنی شیخ کی اطاعت ہے۔ جسے مرتبہ فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ ان مراتب سے طالب باطنی نظر اور توجہ سے ہر ایک پر غالب اور حاکم ہو جاتا ہے۔ اور کلمہ طیب کی برکت سے مراتب حیات اور ممات کو طے کر لیتا ہے۔ پس علماء وارث الانبیاء در اصل فقراء ہیں کہ نفس کو حرص طمع، عُجب اور ہوا سے باز رکھتے ہیں۔ ابتداء میں طالب عامل عالم ہوتا ہے۔ اور انتہا میں فقیر کامل۔ سچے عالم فقراء کاملین کے مدام حلقہ بگوش غلام ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہاں علم اور علما کی انتہا ہے۔ وہاں سے فقراء کی ابتدا ہے۔ النھایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ۔ جب فقیر کامل چاہتا ہے۔ کہ طالب صادق کو پہلے روز بذریعہ فیض اور فضل نگاہ لطف سے سرفراز فرمادے۔ اور مراتب فقیر کی انتہا پر پہنچا دے۔ تو حاضرات اسم اللہ ذات اور حاضرات اسم محمد سرور کائنات صلعم اور حاضرات کلمہ طیبات کی توجہ سے طالب کو باطن میں لے جاتا ہے۔ اس وقت طالب کو ایک پیالہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر تو سچا حق کا طالب ہے تو اس پیالے کو پی لے۔ جب طالب ساغر موت پی لیتا ہے تو اس کا نفس مردہ اہل ممات اور قلب زندہ حیات اور روح نفس سے خلاصی پا کر اہل نجات ہو جاتی ہے۔ جب طالب اس مقام سے آگے گذرتا ہے تو اس کے سامنے ایک دروازہ آتا ہے جس کے دائیں بائیں دو شیر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس وقت ہاتف غیبی سے اس کے کان میں یہ آواز آتی ہے۔ کہ اے طالب حق! ان دو شیروں کے درمیان سے بھی گذرنا پڑے گا۔

ان دو شیران معکوس کا نقشہ یہ ہے۔
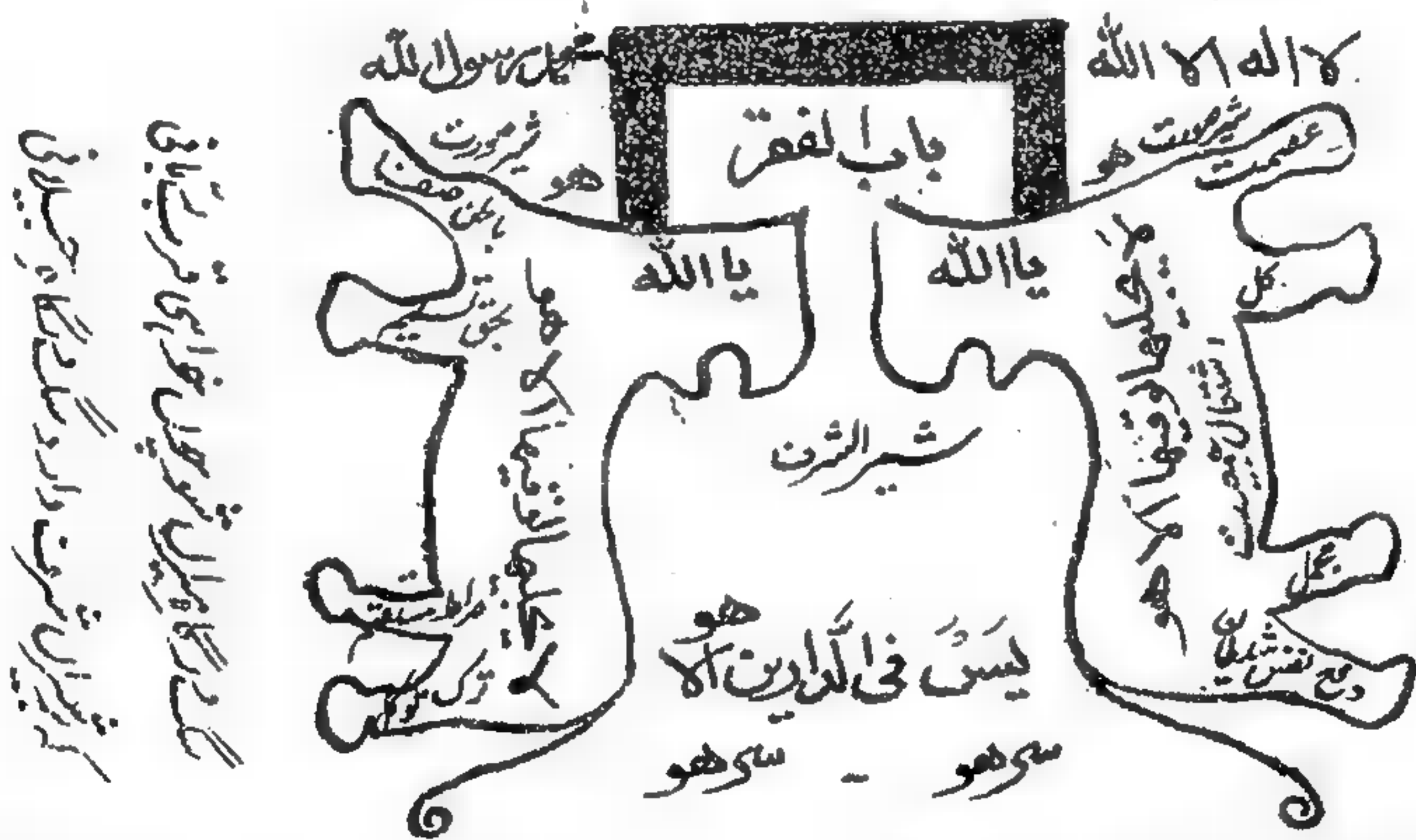
؎ راہ سلوک میں سالک طرح طرح کی معنوی موت مرتا ہے۔ اور مختلف باطنی زندگیوں سے زندہ جاوید ہوتا ہے۔

؎ "یک بار میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا" مثنوی

عاشقاں را ہر زمانہ مردنیست　　مردن عشاق خود یک نوع نیست

(باقی اگلے صفحہ پر)

جب طالب اللہ دو شیروں کے درمیان سلامتی سے گذر جاتا ہے۔ اس کے آگے دائیں بائیں دو آدمی ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے کھڑے نظر آتے ہیں۔ طالب کو الہام ہوتا ہے کہ اے طالب! اگر فقر چاہتا ہے تو سر کی پرواہ اور طمع نہ کر۔ اس راہ میں سر قربان کر دے۔ کیونکہ بغیر سر دیئے سرِ الٰہی حاصل نہ ہوگا۔ ہر دو موکل صاحب شمشیر برہنہ تیغ زن کی صورت یہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
باب تیغ برہنہ
تیغِ قاتل
تیغِ قاتل
الفقر
اللہ اللہ
نور الہدیٰ
الفقر
اللہ اللہ
نور الہدیٰ
اللہ اللہ
اللہ اللہ

جاں فدا یاراں نباشد ہیچ باک
عاشقاں جاں میدہند با حب پاک
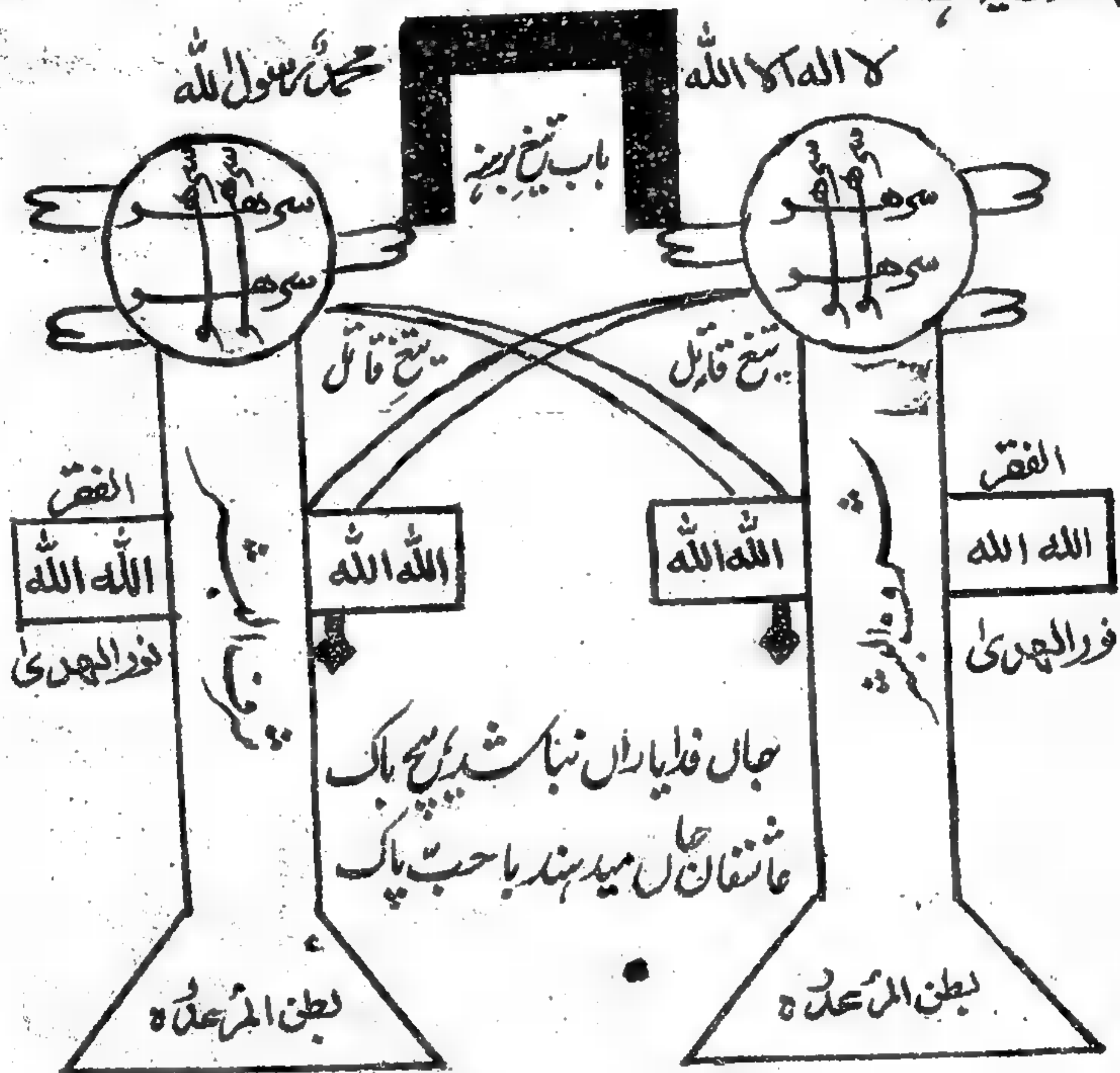
او دو صد جاں دارد از نور ہدیٰ	وال دو صد را ہے کند ہر دم فدا
او یکے جاں را ستاند دہ بہا	از نبی خواں عشرۃ امثالہا

اور طریقت کے اس دشوار گذار پر خار راستے میں بے شمار خونخوار باطنی درندے اور غول بیابانی اور رہزنانِ شیطانی موجود ہیں اور قدم قدم پر خطرناک عمیق گڑھے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پاؤں پھسلا تو نہ جان کی خیر ہے اور نہ ایمان کی۔ اس لئے اس راستے میں رہبر رفیق کامل ہادی کی سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کی چند آفات اور خطرناک منازل کا ذکر حضرت سلطان العارفینؒ بیان فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ فقیر باطن میں ایک نوری دریا میں سے کچھ پانی پینے کیلئے روانہ ہوا۔ تو جب اس دریا کے کنارے پر پہنچا تو دیکھا کہ میرے روحانی مربی حضرت سلطان العارفینؒ اس نوری دریا کے عین کنارے پر لیٹے ہیں جب یہ فقیر آنحضرتؐ کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھے اپنے نوری ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے اوپر سے (باقی اگلے صفحہ پر)

جب طالب سرِ دے کر سر حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس مقام میں اللہ سے واصل ہو جاتا ہے۔ ہزاروں سالکوں میں سے کوئی ایک آدھ عاشق جاں فدا اس مقام کو پہنچتا ہے۔ اس کے آگے طالب چار نوری چشمے دیکھتا ہے۔ ایک چشمہ شوق، دوم چشمہ ذوق، سوم چشمہ صبر، چہارم چشمہ شکر۔ ان چاروں چشموں سے آبِ رحمت، آبِ جمعیت، آبِ آبرو اور آبِ کرم پی لیتا ہے اس کے وجود سے جملہ اوصافِ ذمیمہ اور خصائل ناشائستہ نکل جاتے ہیں۔ وہ چار چشمے اس طرح ہیں۔

الله
ذوق
لہ ھو
للہ

الله
شوق
لہ ھو
للہ

الله
صبر
لہ ھو
للہ

الله
شکر
لہ ھو
للہ

اس سے آگے کرمِ پروردگار کے دو چشمہ ہائے انوار نمودار ہوتے ہیں۔ ان چشموں کا نام چشمہ رضا و چشمہ قضا ہے۔

دریا کی طرف گذار دیا۔ چنانچہ میں دریا میں داخل ہوا۔ اور تین دفعہ بسم اللہ پڑھ کر اپنے دونوں ہتھیلیوں سے وہ نوری پانی اٹھا کر پی لیا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہوا۔ تو پھر اسی جگہ پہنچا۔ جہاں سلطان العارفینؒ گھاٹ پر بدستور لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر پھر اپنے اوپر سے گھاٹ کی طرف اتار دیا۔ جب میں اس دریا سے چند قدم آگے بڑھا۔ اور پیچھے کی طرف دیکھا تو حضرت سلطان العارفینؒ اس گھاٹ پر سے جس جگہ لیٹے ہوئے تھے۔ اور وہاں ایک غار اور کھڈ نظر آئی۔ اور آپ بالکل اس کے منہ پر اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے جسم مبارک نے اس غار اور کھڈ کے منہ کو پر اور بند کیا ہوا تھا۔ جب آنحضرت اس غار سے الگ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اس غار میں سے ایک ایسا مہیب اور ہولناک شکل کا اژدہا نکلا کہ جس کے دیکھتے ہی خوف سے کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ اگر آنحضرت کی باطنی تائید اور روحانی رفاقت میرے شامل حال نہ ہوتی۔ تو اس وقت یہ خونخوار درندہ مجھے اپنا لقمہ بنا لیتا۔ اور میرا خاتمہ کر دیتا۔ غرض اس راستہ میں اکیلا بے چارہ اور بے وسیلہ سالک ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔

مثنوی شریف

چونکہ با شیخی تو دور از زشتی ۔۔۔ روز و شب سیاری و در کشتی
در پناہِ جانِ جاں بخشے توی ۔۔۔ کشتی اندر خفتہ رہ مے روی
مگسل از پیغمبر ایامِ خویش ۔۔۔ تکیہ کم کن بر فن و بر گامِ خویش

ہیں مپر الا کہ با پرہائے شیخ
تا بہ بینی عونِ لشکرہائے خویش

وہ چشمے یہ ہیں۔ الرضاء فوق القضاء

الله
رضا
له هو
لله

الله
قضا
له هو
لله
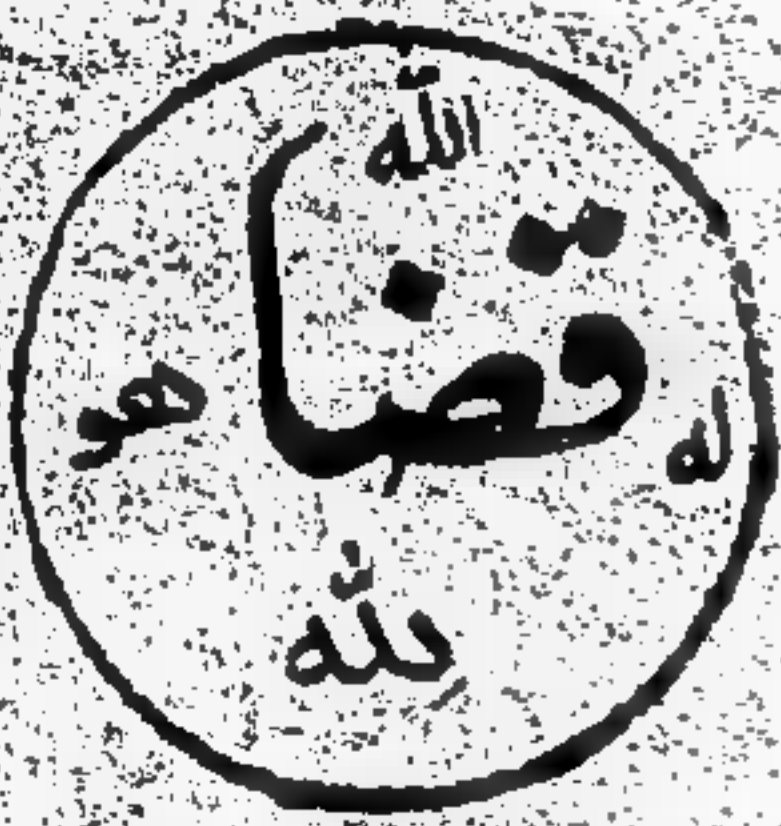
جب طالب مقام رضاء قضا سے قدم آگے رکھتا ہے تو وحدت کبریا اور لقاء خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس وقت ایک نوری صورت از سر تا پا انوار دیدار سے منور، حور بہشت سے نہایت زیبا تر نمودار ہوتی ہے۔ اس صورت کا نام سلطان الفقر ہے جو عاشق ہوشیار، سوختہ محبت و مشاہدہ دیدار کو اپنے بغل میں پکڑ لیتا ہے۔ اس وقت طالب کو سر سے قدم تک دنیا و عقبیٰ سے بے غم اور لاتحتاج کر دیتا ہے۔ صورت سلطان الفقر یہ ہے۔

الله لله له هو

الفقر فیض لله
توکل
الفقر رحمت الرب

الله الله
الله الله

الفقر بقا باالله
الفقر فنا فی الله

فقیر کو الله تعالیٰ نے عزت بخشی ہے۔ تو بھی اس کی عزت کر چاہے اس کی ظاہری تصویر بھی کیسی ہی بد اور بد رنگی ہوئی نظر آئے۔ کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ "الفقر فخری والفقر منی"
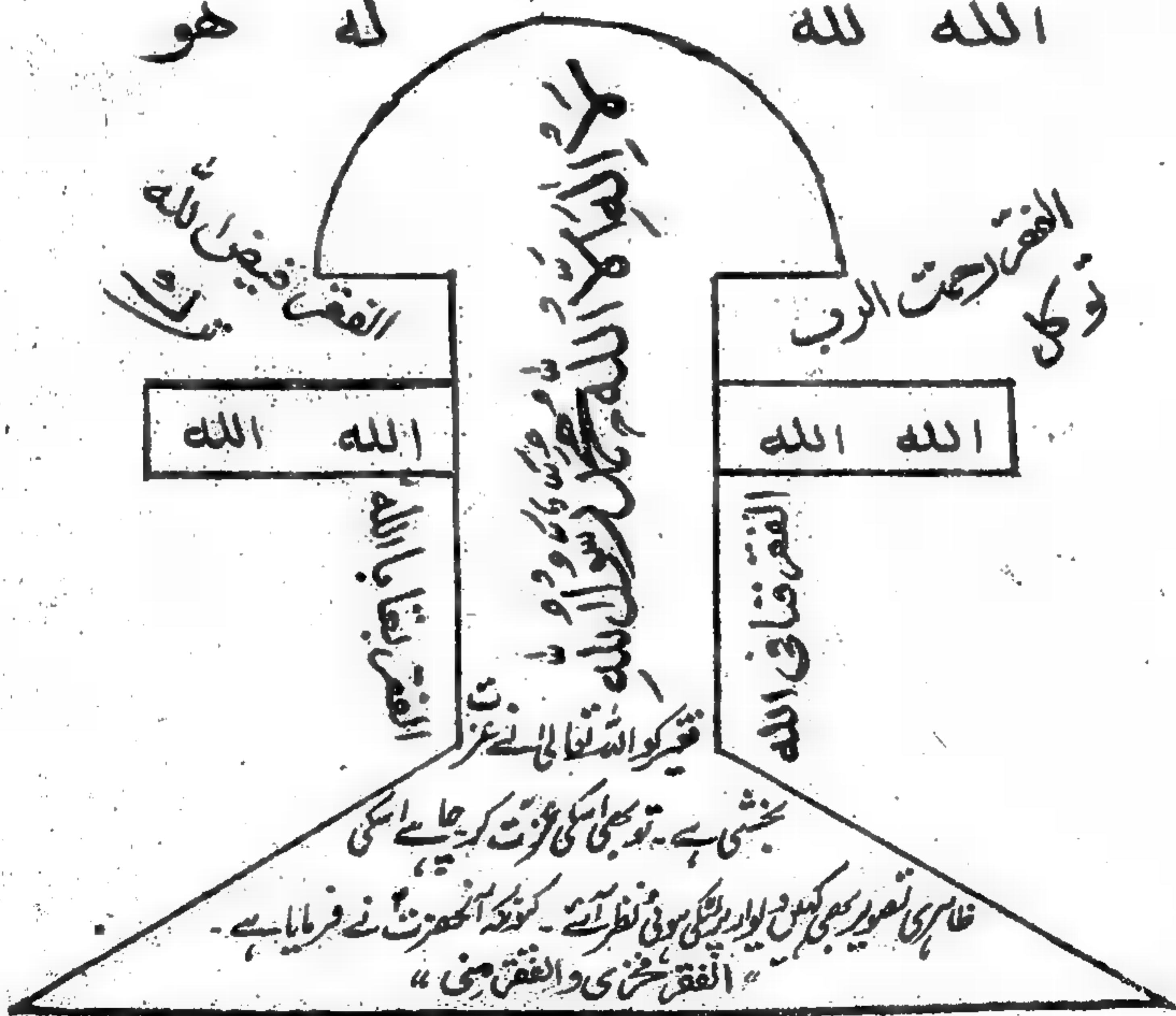
ص۔ اس جگہ میں ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو باطنی شیروں اور دو تیغ زن موکلوں اور حضرت سلطان الفقر کی صورتیں نوری کلمات اور اسماء الٰہی سے مرقوم اور منقوش ہیں۔ یہ بجنسہٖ نوری لطیف صورتیں ہیں۔ یا یہ سمجھو کہ باطنی ملازمت اور روحانی منصب کی ایسی مخصوص خلعتیں اور نوری وردیاں ہیں۔ سو جس اہل منصب باطنی کو جب وہ وردی پہنا دی جاتی ہے۔ اسی وقت اس میں اس منصب اور عہدے کی لیاقت قابلیت، طاقت اور علم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس راستے میں (باقی اگلے صفحہ پر)

جب نوازشِ سلطان الفقر سے بہرہ یاب ہو کر آگے قدم رکھتا ہے۔ تو اس کے سامنے انوارِ توحید کا ایک گہرہ سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے۔ اس مقام پر حضرت محمد رسول اللہ صلعم جس سعادتمند طالب کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اس بحرِ انوار میں غوطہ دیتے ہیں۔ وہ ترک، توکل، تجرید، تفرید اور فقر کے اصل مقام کو پہنچ جاتا ہے ۔

یہ مراتب ہیں نصیبِ عاشقاں ۔۔۔ ابتدا لاہوت آخر لامکاں

بڑی آزمائشیں اور سخت امتحانات کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ راہ پر درد اور پُر مشکل ہے۔ نہ کہ خانۂ مادر و خالہ ہے ۔

مثنوی شریف ۔

عشق از اول چرا خونی بود ۔۔۔ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

تو بیک خواری گریزانی ز عشق ۔۔۔ تو بجز نامے نمی دانی ز عشق

خونِ شہیدان را ز آب اولیٰ تر است ۔۔۔ ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است

ہیچ گنجے بے دد و بے دام نیست ۔۔۔ جز بخلوتگاہِ حق آرام نیست

حضرت سلطان العارفین نے سلوک کے ان باطنی بلند مقامات کو درجہ بدرجہ اور پے در پے بیان فرمایا ہے۔ اور ان سب مقامات تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ مرشد کامل کا کرم اور لطف بتایا ہے۔ یہ مقامات طالب کی اپنی کوشش، جدوجہد دوڑ دھوپ، ریاضتوں، مجاہدوں اور چلوں چلوں سے ہرگز حاصل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔

آنچہ در تبریز یافت یک نظر از شمس الدین ۔۔۔ طعنہ زند بر دہ و سجدہ کند بر چلہ

یعنی مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو چیز ہم نے تبریز میں اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزیؒ کی ایک نظر سے پائی ہے۔ وہ دس روزہ خلوتوں اور چالیس روزہ کے چلوں پر طعنے اور تمسخر کرتی ہے۔ یعنی خلوتوں اور چلوں میں محنت اور ریاضت کرنے والے اس نعمت کو ہرگز نہیں حاصل کر سکتے۔ جو مرشد کامل کی ایک نیم نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے مادی دماغ والوں، ظاہری کسبی علوم پر مغروروں اور زبانی ورد وظائف اور چلوں اور مجاہدوں میں سر کھپانے والوں کو حضرت سلطان العارفین کے ان بیانات اور باطنی مقامات پر بہت مشکل سے یقین آئیگا۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لاحد و لاعد اور وہم و قیاس و گمان سے بالاتر ہے۔ اسی طرح اس کی طرف چلنے والے باطنی سالکوں اور عارفوں کی منازل اور مقامات بھی عقل و دانش سے بالاتر ہیں۔ بعض طالب خلوتوں اور چلوں سے لوگوں میں شہرت اور رجوعات حاصل کر کے اسی کو اصلی منزلِ مقصود اور سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ بعض طالب کشف و کرامات کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ بعض طالب سفلی اور علوی مقامات صغیرہ اور کبیرہ کی طیر سیر کو اصل مقصود خیال کر کے اسی پر خوش وقت اور مغرور ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی قرب مشاہدے اور وصال کے لئے یہ سب منازل اور مقامات سیڑھی کی طرح ہیں۔ اور مشاہدہ ذات کے بامِ بلند پر پہنچنے والوں کے لئے سیڑھی کے پایوں پر ٹھہر کر (باقی اگلے صفحہ پر)

جو شخص دریائے شرف توحید میں غوطہ کھا کر پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ وہ مقام فقر تمام کے ایسے لاحد ولا عدد مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ اس کا مرتبہ وہم اور فہم میں نہیں آتا۔ اس کے بعد علم لدنی کی تعلیم اور تلقین شروع ہوتی ہے۔ طالب صادق فقیر ایک شبانروز میں علم معرفت اور توحید کے حصول سے فارغ ہو کر اذا تم الفقر فھو اللہ کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ جب اس سے آگے جاتا ہے۔ تو سیاہی سے پر از محلو ایک باطنی چشمے کو دیکھتا ہے۔ یہ چشمہ کن فیکون قدرتِ الٰہی یعنی کن کی سیاہی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ طالب کو ہاتف سے آواز ہوتی ہے۔ کہ اے طالب! اس چشمے کی کچھ سیاہی چاٹ لے۔ جب قدرت الٰہی کی وہ سیاہی طالب چاٹ لیتا ہے۔ تو اس کی زبان سیاہ ہو کر سیف الرحمن ہو جاتی ہے۔ اور صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اور قائل قتال خطاب پاتا ہے۔ لیکن چاہیئے کہ اس کی ہر بات موافق شرع محمدی صلعم اور مطابق قرآن اور مخالف نفس و شیطان ہو۔ جب طالب اس مقام سے گذر جاتا ہے تو اس کے آگے ایک خون کا ہیبت ناک دریا آتا ہے۔ طالب کو اس وقت غیب الغیب ہاتف سے آواز آتی ہے۔ کہ اے طالب! یہ اُن عاشقانِ الٰہی کے خون جگر کا دریا ہے۔ جن کی قوت اور قوت تمام عمر خون جگر رہی ہے۔ اگر تو عاشق صادق ہے تو تجھے بھی ہمیشہ خون جگر پینا پڑے گا۔ اب اس دریا میں سے اپنا حصہ خون پی لے۔ جو شخص یہ خون جگر پی لیتا ہے۔ وہ شخص عاشق صادق ہو جاتا ہے۔ اسے چلوں، خلوتوں اور ریاضت و مجاہدے کی احتیاج نہیں رہتی۔ یہ سب مذکورہ بالا مراتب فقر کا صرف ایک دھندلا سا بیان ہے۔ اور فقر کی انتہا مراتب عیاں ہے۔ یعنی مشاہدہ حضور اور قرب وصال نور عیاں یہ ہے۔ کہ قیل و قال اور بیان سے گذر جائے۔ اور ہر مقام کو اپنی آنکھوں سے حقیقی طور پر دیکھ پائے۔ فقیر صاحب عیان اسے کہتے ہیں۔ کہ حقیقتِ احوال کن فیکون یعنی حقیقت احوال ازل، حقیقت احوال ابد، حقیقت احوالِ دنیا۔ اور حقیقت احوال ممات اہل قبور، اور حقیقت احوال حشرگاہ و احوالِ پل صراط و احوالِ دوزخ و بہشت اور حقیقت احوالِ ساغر شراباً طہوراً حضرت محمد مصطفٰے صلعم کے ہاتھ سے پینے اور حقیقت احوال مشرفِ دیدار ہونے کے ان تمام حالات کو ابتداء سے انتہا تک دیکھ لے اور پھر سب کو بھلا دے۔

رک جانا سخت مہلک جان اور موجب حرمان ہے ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست   آنچہ تا دے میرسی بروے مایست

حضرت سلطان العارفین نے جو کچھ لکھا ہے۔ اللہ تعالٰے شاہد حال ہے۔ کہ یہ حرف بحرف صحیح اور درست ہے۔ آنحضرت کو یہ مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنے طالبوں کو بھی یہ مقامات اور منازل ہو بہو اسی طرح دکھاتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے ساری عمر مادی نگاہ کرنے میں گذاری ہو انہیں ان باطنی مقامات اور روحانی کمالات کا اندازہ کس طرح لگ سکتا ہے۔

مرشد صاحب عیان طالب کو توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ کہ اس سے کوئی حال مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتا۔ یہ مرتبہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے حاصل ہوتا ہے ؎

گر تو چاہے دیکھنا حق با عیاں　　غرق فی التوحید ہو در لامکاں

صاحب عیاں جس طرف متوجہ ہوتا ہے ہژدہ ہزار عالم مخلوقات کو اس نقش اور دائرے کی برکت سے اپنے سامنے حاضر کرتا ہے۔　　نقش یہ ہے۔

اَللّٰه	لِلّٰه	لَهٗ
هُوَ	مُحَمَّدٌ	فقر
فیض	فضل	جامع

باب ہفتم

نعت حضرت پیر دستگیر و صفت طریقہ قادری

اے طالب غافل، اے عاقل اے عالم اور اے کامل! ہماری اس بات کو دل کے کانوں سے سن لے۔ اور یقین کر لے اور اس بیان[1] اور حکایت کو یاد کر کے ہمیشہ سو[1] دفعہ یا ہزار دفعہ پڑھا کر۔

---

[1] اس باب میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنے شیخ الشیوخ، اپنے سردار و سالار طریقت اور اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز اور آپ کے طریقہ قادری کی تعریف اور توصیف بیان فرمائی ہے۔ اور حق بات یہ ہے۔ کہ حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی؄ کا باطنی مرتبہ اور روحانی درجہ حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ کسی نے آپ کے حق میں کیا خوب کہا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ طریقہ قادری حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجائے ریاضت راز بخشنے والا اور بجائے رنج گنج عطا کرنے والا ہے۔ طریقہ قادری جلالیت میں تیز کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ جو شخص حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے طالب مرید سے دشمنی رکھتا ہے۔ بے شک اس کا سر جلالی تلوار سے کٹ جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر دستگیرؒ کا طالب مرید فرزند صالح ہے۔ تو حضرت پیر دستگیرؒ کی آستین میں رہتا ہے۔ اور اگر طالع ہے تو حضرت پیر قدس اللہ سرہ العزیز اس کی آستین میں رہتا ہے۔ جب کبھی کوئی شخص انہیں آزار پہنچاتا ہے۔ تو حضرت پیر دستگیر جلالیت سے اپنی آستین جھاڑتے ہیں۔ اور آزار پہنچانے والے کو ہفت پشت تک خراب اور ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ یاد رہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم معراج کی رات براق پر سوار ہو کر حضرت جبرائیل کے ہمراہ حق تعالیٰ کی جانب روانہ ہوئے اور جس وقت

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نیست — کہ تر کنند سر انگشت و صفحہ بشمارند

تمام دنیا کے شیخ مشائخ و بزرگانِ دین اور جملہ اولیاء عارفین تمام اولیاؤں پر آپ کی برتری اور سروری کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کے اس قول مبارک قدمی ھذاہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے آگے سر عجز و نیاز جھکاتے ہیں ۔

گویم ز کمال تو چہ غوث الثقلینا — محبوب خدا ابن حسن آل حسینا

سر در قدمت جملہ نہادند و گفتند — تا اللہ لقد آثرک اللہ علینا!

اور جو محض جھوٹے مدعی ریاکار دکاندار ہیں۔ اور ان کے پلے باطنی دولت میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ولایت کی روحانی نعمت سے محض بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ آپ کے اس قول میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں جس طرح ملائکہ کیلئے آدم علیہم السلام کا سجدہ ایک آزمائش اور امتحان تھا۔ اسی طرح آنحضرتؒ قدس سرہ کا فرمانِ بر حق ترجمان تمام اولیاء جہان کے لئے بطور امتحان ہے۔ جس ولی نے آپ کے اس قول کا انکار کیا وہ شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہو گیا۔ اور ولایت کے منصب سے محروم ہو گیا۔ سوا صلی حقیقی اولیاء اللہ آپ کے اس فرمان کے دل و جان سے تابعدار اور فرمانبردار ہیں۔ اور جو ولایت سے محروم ہیں۔ وہ اگر انکار کریں۔ تو ان کا کیا بگڑتا ہے۔ جس ولی نے آپ کے اس قول کے آگے جس قدر زیادہ عجز و نیاز اور عزت و تعظیم کی وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب و منظورِ نظر ہوا۔

کہتے ہیں کہ جس روز حضرت پیر محبوب سبحانی نے بغداد شریف کے اندر اثناء وعظ میں بر سر منبر قول قدمی ھذہ علیٰ رقبۃِ کل ولی اللہ "یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاؤں کی گردن پر ہے" فرمایا تو اس وقت سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے پہاڑوں میں ریاضت کرتے پھرتے تھے۔ اور اس وقت پہاڑ کی ایک غار کے اندر ریاضت میں مشغول تھے۔ جب آپ نے حضرت پیر قدس سرہ العزیز کا قول قدمی ھذا سنا تو آپ نے کشتی سوئیل باطن میں پرواز کی اور سر زمین پر رکھ کر اور کمال عجز سے فرمایا

(باقی اگلے صفحہ پر)

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جبریل اور براق ورفرف چلنے سے رہ گئے اور آنحضرت صلعم اکیلے رہ گئے تو حضرت پیر دستگیر کی روح مبارک نے طرفۃ العین میں حاضر ہو کر اپنی گردن حضرت نبی کریم صلعم کے قدم مبارک کے نیچے رکھ دی اور آپ کو مکان اعلیٰ لامکان میں لے جا کر مقام خاص قرب قاب قوسین تک پہنچا دیا۔ اس وقت حضرت پیر دستگیرؓ کی روح مبارک سلطان الفقر اور نورالہدیٰ کی معشوقی صورت میں آنحضرت کے سامنے نمودار ہوئی۔ اور ادب اور تعظیم سے دست بستہ کھڑے ہو کر سر جھکا دیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے اس مقام نور حضوری میں جناب کبریا سے عرض کی کہ یہ نوری زیبا اور خوشنما صورت کس کی ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں۔ حکم ہوا کہ اے حبیب! تجھے مبارک ہو یہ صورت

علی حلاقۃ عینی۔ یعنی میں آپ کا قدم مبارک بجائے گردن کے آنکھ کی پتلی پر لیتا ہوں۔ اس وقت حضرت سلطان الاولیاء حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر فرمایا۔ کہ اے ولد میں محی الدین اور تو میرا ہند کا جانشین معین الدین قیامت تک لوگ تیرے قدم کو سر اور آنکھوں پر رکھیں گے۔ اور شاہان ہند تیرے در کی گدائی کو باعث فخر سمجھیں گے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب حضرت پیر دستگیر صاحب قدس سرہٗ کے حق میں مدحیہ قصیدہ فرماتے ہیں ۔

نعت

یا پیر معظم نورہدیٰ۔ مختار نبی مختار خدا	سلطان ولایت قطب علا حیران جلالت ارض و سما
گرد آئینہ سر بردہ رواں، ذی تعیین محمدؐ جاں	ہم عالم محی الدین گویاں بر حسن جمالت گشتہ فدا

آخر میں فرماتے ہیں ۔

معین کہ غلام نام تو شد۔ دریوزہ گر اکرام تو شد	شاہ خواجہ ازل کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

تمام اولیاء کاملین اور صوفیاء عارفین کیا خواجگان ہائے چشت اور نقشبندی و سہروردی حضرت پیر محبوبؓ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی فوقیت اور علو شان و عظمت کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند صاحبؒ کی یہ مدحیہ رباعی حضرت پیر محبوبؓ سبحانی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک پر آج تک ثبت اور مرقوم ہے۔

کما قیل ۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است	سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
بر زمین و آسماں حق و بشر ہم قدسیاں	ساختہ ور دِ زباں ہم شاہ عبدالقادر است

البتہ بعض کم ظرف نادان سر کوچہ طریقت کے آوارہ گرد ناقص و ناتمام طالب اگر از راہ تعصب و حسد آنحضرت قدس سرہٗ کی شان اور عظمت کو گھٹانے میں کچھ بیہودہ باتیں کہدیں۔ تو ان کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ دیگر طریقہ سہروردیہ کے سردار اور سالار حضرت شہاب الدین سہروردی کو فیض حضرت محبوب سبحانیؓ سے ہے۔ سو اس سے ثابت ہوا کہ کل چاروں طریقوں یعنی طریقہ قادری چشتی، نقشبندی اور سہروردی سب کے سالار اور سردار حضرت پیر دستگیرؓ ہیں۔ اور دنیا کے سب طریقے اور خانوادے حضور ہی سے فیض یافتہ ہیں۔ اور حضور ہی کے گلشن فضل اور گلزار فیض کے خوشہ چین ہیں ۔

سلطان الفقراء حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر کی ہے۔ جو آپؐ کی آل اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حسنی اور حسینی اولاد میں سے ہے۔ آپ کے حسبی نسبی اور نوری فرزند ہوں گے۔ آپ کی امت میں سے آپ کے خاص فقر کے وارث اور آپ کے لئے باعث فخر ہوں گے۔ حدیث۔ الفقر فخری والفقر منی ہ یعنی حضرت محی الدین رضی اللہ عنہ کو فقر کا ورثہ مجھ سے ملا ہے۔ اور ان کا فقر میرے لئے باعث فخر ہے۔ اس وقت حضرت محبوبؐ کردگار احمد مختار جوش مسرت و جذبہ افتخار میں زبان حق ترجمان سے یوں گوہر فشاں ہوتے کہ اے فرزند ارجمند محی الدین میرا قدم تیری گردن پر آگیا ہے۔ اور تیرا قدم میری امت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ اور وہ وقت آئیگا کہ تو اللہ تعالٰے کے امر سے کہیگا۔ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم تمام اولین و آخرین اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ حضرت پیر دستگیر کو اللہ تعالٰے نے وہ عزت بخشی کہ جو شخص آپ کے عین حیات میں آپ کا اسم مبارک بے وضو زبان پر لیتا اس کی گردن اڑ جاتی۔ یہ آزمائش اس لئے تھی کہ آپ سر سے قدم تک اللہ تعالٰے کے ان ذاتی انوار رحمت میں لپٹے ہوئے تھے کہ جس میں آپ کا دوسرا کوئی ثانی اور شریک نہ ہوا اور امت محمدی صلعم میں آپ ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے فقر کا دروازہ کھولا۔ اور فقر کی امانت گراں بار کو اٹھا کر سنبھالا۔

بعض طریقہ والے محض خرقہ پوش ہوتے ہیں۔ لیکن قادری طالب اللہ تعالٰے کے بحر معرفت و توحید سے دریا نوش ہوتے ہیں بعض میں رسم رسوم سجادگی ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں راہ فنا فی اللہ نفس سے آزادگی ہے۔ بعض طریقوں میں اپنے قائمقام اور جانشین کے لئے رواج جبہ و دستار ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں محض ہدایت، تجلیات، مشاہدہ حضور اور شرف دیدار ہے۔ بعض میں تلقین ورد اوراد تسبیح ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں روز اول استغراق وحدت فنا نفس راہ فرزیح ہے بعض طریقوں والے حجام کی طرح طالب مرید کے بال مقراض سے کتر لیتے ہیں۔ لیکن طریقہ قادری والے توحید سے دریائے توحید میں غوطہ دیتے ہیں۔ ابیات

سہروردیا اس فقر سے آگہ نہیں	نقشبندی کو یہاں تک راہ نہیں
خواجہ چشتی ریاضت راہ بر	بہر دنیا عز و جاہ و سیم و زر
ابتدائے قادری ہے بالقاً	انتہائے قادری با مصطفٰےؐ

فقیر جو کچھ کہتا ہے سند سے نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہے۔ من سکت عن الحق فھو شیطان اخرس۔ ترجمہ "جو حق بات بیان کرنے سے خاموش ہو جائے وہ شیطان ہے گونگا"

پیر نما مرید اور مرشد اہل تقلید مثل حجام موئی برید بہت ہیں۔ پیر مرشد کامل قادری ہونا چاہئے کہ ایک ہی نظر اور نگاہ سے حاضر ناظر کردے۔ حضرت پیر دستگیر مادر زاد ازلی ولی تھے۔ اور آپ کو معراج کی رات حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی نے تعلیم علم و تلقین علم ارشاد فرمائی تھی۔ اور آنحضرت صلعم نے باطن میں آپ کو دست

بیعت فرما کر محی الدین کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اگرچہ آپ نے ظاہری مرشدوں سے بھی زمانہ طلب میں ارشاد اور
تلقین حاصل کی ہے۔ اور اس زمانے میں اکثر ناقص مرشدوں کے سلوک میں نقص اور رجعتیں رفع کر کے انہیں مقام کمال تک پہنچایا۔
اکثر مرشد طالب مرید بناتے ہیں لیکن حضرت پیر رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو مقام ارشاد تک پہنچا کر کامل مرشد بناتے ہیں فی الحقیقت
دنیا کے تمام پیر اور مرشد حضرت پیر دستگیرؒ کے طالب اور مرید ہیں۔ اور حضرت پیر دستگیرؒ دنیا کے تمام اولیاء اور مشائخین میں
سب سے افضل، اعلیٰ، اولیٰ اور بے مثل فرد فرید ہیں۔ الآن کما کان

ہر طریقہ مفلس اور اہل سوال — قادری صاحب عنایت باوصال
قادری ہوں حاضری ہوں باخدا — طالبوں کو ہوں دکھاتا مصطفےٰ

قادری طریقے کے تین طرح کے لوگ دشمن ہوتے ہیں۔ اول رافضی خارجی۔ دوم ناقص کاذب۔ سوم مردود منافق
اے جان عزیز اور صاحب عقل وتمیز۔ معرفت اور فقر میں وہ شخص قدم رکھتا ہے۔ جو مرشد مبتدی ومنتہی اور ناقص وکامل کو باطنی توفیق
سے پہچانتا ہے توفیق چار قسم کی ہوتی ہے۔
اول۔ توفیق علم جو کہ مطلق انسانی شعور سے حاصل ہوتی ہے۔ دوم توفیق ولی اللہ اہل حضور کو تصور اسم اللہ ذات سے
حاصل ہوتی ہے۔ سوم توفیق نور تصدیق جو کہ ذکر قلبی سے شعلہ انوار دیدار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص اہل باطن معمور کا حصہ ہے۔ چہارم
توفیق تصور نفس فنا، تصرف روح بقا اس مرد عارف خدا کو حاصل ہوتا ہے۔ طریقہ قادری میں یہ چاروں توفیق طالب اللہ کو عطا کرنے
مرشد قادری پر فرض عین اور ضروری ہیں۔ ہر طریقے میں رنج وریاضت اور مجاہدوں کی آفات ہیں۔ لیکن طریقہ قادری میں روز
اول درس تدریس تصور ذات ہے۔ طریقہ قادری آفتاب کی مانند ہے۔ اور دیگر طریقے اس کے سامنے بمنزلہ چراغ کے
ہیں۔ بعض لوگ جاسوس کی طرح طریقہ قادری میں داخل ہو کر خلافت لیتے ہیں۔ اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر دام گمراہی
پھیلا کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم ہر طریقے میں بیعت لینے کے مجاز ہیں۔ قادری کو صد حیا اور ہزار شرم چاہیئے۔ کہ دیگر طریقوں
میں منہ چھپاتے اور ان کی آڑ لے۔ طالب مرید قادری شیر کی طرح ہرگز حیلہ جو روبا مزاج مرشد کے پاس نہیں بھٹکتا۔
اور طالب مرید قادری شہباز قدس بلند پرواز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز غلیواڑ کے ساتھ نہیں بیٹھتا۔ طالب مرید قادری
مست اونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھاتا ہے۔ اور بار گرانی اسم اللہ ذات اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ طریقہ قادری میں
وہ برکت ہے۔ کہ جو شخص ایک ہی بار یقین خاص اور صدق دل واخلاص سے بزبان پاک کہدے یا شیخ حضرت
سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ اس پر ابتدا سے انتہا تک معرفت، فقر اور ولایت کے تمام مقامات
واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ کے اسم مکرم ومعظم میں تاثیر مشاہدہ معراج ہے۔ جس کو اس پاک نام کی
برکت ہی سے سب مراتب حاصل ہوں اسے چلے اور ریاضت کی کیا احتیاج ہے۔ ہر طریقے میں طالب مرید کو کوشش
اور مرشد کو کشش درکار ہے۔ لیکن طریقہ قادری میں نہ کوشش اور نہ کشش چاہیئے۔ بلکہ مرشد تصور اسم اللہ ذات کی

ایک ہی توجہ سے طالب کو حضور پرنور میں پہنچا دیتا ہے۔

غرق فی التوحید فی اللہ بیحجاب — میں نہ کوشاں ہوں نہ خواہانِ ثواب

غرق وحدت ہو کے میں دیکھوں خدا — ہے نہ روح و قلب نے نفس و ہوا

غرق اور توحید ایک غیر مخلوق چیز ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حروف سے نمودار ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ حق ہے۔ کیونکہ من جانب حق ہے۔ اور متصل باحق ہے اور اسم ذات سے طالب لائق حضور۔ باطن معمور اور صاحب وجود مغفور ہوتا ہے۔ قولہ تعالےٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ترجمہ " اللہ تعالےٰ بخش دے گا تیرے اگلے اور پچھلے سب گناہ "۔ اہل مغفور وجود ہمیشہ تصور اسم اللہ ذات کی قید میں رہتا ہے۔ اور صاحب تصور اسم اللہ ذات کا مرتبہ گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے سلب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کی طاقت لازوال ہے۔ صاحبِ تصور اسم اللہ ذات کا وجود سر سے قدم تک سراسر نور ہوتا ہے۔ اور اس کی ہر شے نور ہوتی ہے چنانچہ

؎ غرق، توحید اور نور ایک غیر مخلوق برقی طاقت ہے۔ جو اسم اللہ کی مشق اور تصور سے طالب سالک کے وجود میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ذاتی نور دن بدن ترقی کرتا ہے۔ نہ کسی طرح زائل اور سلب ہوتا ہے۔ اور نہ اس کو نقص اور زوال لاحق ہوتا ہے۔ ایسے ذاتی نور کا مالک ہر قسم کے سالک اور طالب پر غالب ہوتا ہے۔ وہ دوسرے طالبوں کے اعمالی، افعالی اور صفاتی فیوضات اور برکات کو اپنے نورِ ذات سے اگر چاہے۔ سلب کر لیتا ہے۔ لیکن ان کے ذاتی نور کا فیض اور برکت کوئی شخص سلب نہیں کر سکتا۔

طالب مرید قادری جب بیشہ حدوث و امکان میں نمودار ہوتے ہیں۔ تو وہ شیر کی مانند اور صورت میں متمثل ہوتے ہیں۔ تمام ناسوتی سفلی جاندار ان سے خائف اور ہراساں رہتے ہیں۔ وہ کل جانوروں کو شکار کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی جانور شکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جب وہ باطنی نوری جسے سے قاف قدس اور فضائے لامکان میں پرواز کرتے ہیں تو شہباز کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور تمام باطنی طیور کو صید اور شکار کرتے ہیں۔ اور سب روحانی طیور ان سے لرزاں اور گریزاں رہتے ہیں۔ کیونکہ ذاتی نور آفتاب کی طرح ہے۔ کہ جس کے مقابلے میں اقمار صفات و کواکب افعال و چراغ ہائے اسماء کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اور ان سب کو فیض انوار آفتاب سے حاصل ہے۔ یہ سب آفتاب کے ذاتی نور کے محتاج ہیں۔ اور آفتاب بذات خود لایحتاج کسی کے نور کی اسے ضرورت اور احتیاج نہیں رہتی لہذا قادری طریقہ آفتاب کی مانند نور اسم اللہ ذات سے دائم منور و تاباں ہے۔ اور یہ نیر اعظم قیامت تک فلک الاعلیٰ پر درخشاں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا — ابداً علی فلک العلیٰ لا تغرب

(باقی اگلے صفحہ پر)

اس کا علم بھی نور نفس قلب روح اور سر نور ۔ بینائی شنوائی اور گویائی نور، اعمال، احوال اور وصال وجمال نور، اکل شراب اور خواب وغیرہ از شرف دیدار نور، تصور، تصرف، تفکر اور توجہ جملہ با ایمان نور ہوتے ہیں ۔ طالب مرید قادری اس طرح سراپا نور ایمان اور نور عرفان سے آراستہ باطن معمور ہوتے ہیں ۔ قول شاہ محی الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ المرید لا یموت الا علی الایمان ۔ ترجمہ " میرا مرید نہیں مرےگا مگر ایمان پر " کیونکہ مرتے وقت طالب مرید قادری کا حضرت شاہ محی الدین کی باطنی توفیق اور روحانی طاقت سے ذکر کلمہ طیب جاری ہو جاتا ہے ۔ من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقد دخل الجنۃ بلاحساب و بلا عذاب ۔ ترجمہ " جس آدمی کا موت کے وقت آخری کلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو وہ بہشت میں بلاحساب و بلا عذاب داخل ہوگا "

شرح نور

نور کیا چیز ہے ۔ نور ایک غیر مخلوق باطنی ربانی طاقت ہے ۔ جو کہ حروف اسم اللہ ذات سے نمودار ہوتی ہے ۔ یہی انوار وسیلہ دیدار ہیں ۔ اور نصیب اولیاء اللہ زندہ دل و عقل بیدار ہیں ۔ حب دنیا مطلق موجب ظلمت ہے ۔ اور اہل دنیا کتوں کی طرح طالب جیفہ مردار ہیں ۔ جو شخص علم معرفت اور مطالعہ علم تصرف کو نظر انداز کرتا ہے ۔ وہ سیاہ دل، شرمندہ احوال قرب وصال تصوف سے بالکل بے خبر ہے ۔ کیونکہ ذاتی فقرا کی تصنیف سراسر نور اور حضور سے منظور ہوتی ہے اور ان کا کلام محض اللہ تعالےٰ کا ہی اعلام اور ایک عطا انعام ہوتا ہے ۔ کیونکہ جو کچھ اثرات و برکات اور معارف و اسرار نبوی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ہجرت کے بعد باقی رہ گئے تھے ان کا ظہور آج بھی برقرار اور جاری ہے ۔ یہ تصنیف ان علوم معجزات سے ماخوذ ہے ۔ جو آنحضرت صلعم سے امت میں باقی رہ گئے ہیں ۔ اس فقیر نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حضور سے علم معجزات حاصل کیا ہے ۔ یہ تصنیف علم معجزات سے منور اور علم معجزات کے معارف و اسرار سے پر اور مملو ہے ۔ بعض بزرگان دین اور مصنفین کی تصانیف الہامی ہیں ۔ لیکن اس فقیر کو مقام الہام سے بھی بالا محض اللہ تعالےٰ کے قرب اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حضور سے القائے کلام حاصل ہوا ہے ۔ اس کتاب کا مطالعہ بدبخت کو نیک بخت بنا دے گا ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔

یہ تصنیف نہ مقام ابتدا نفی اثبات اور نہ علم واردات کے حالات بیان کرتی ہے ۔ بلکہ یہ محض انوار ذات سے منتج ہے ۔ اور نور ذات ہی کی جانب رہنمائی کرتی ہے ۔ یہ ایک چشمہ آب حیات ہے جس میں ابدی حیات اور

یعنی سابق اولیاء کرام کے اقمار صفات اپنی مدت گذار کر غروب ہو گئے ہیں ۔ لیکن ہمارے ذاتی نور کا آفتاب ابدالاباد تک تاباں اور درخشاں رہے گا ۔

سرمدی نجات ہے۔ اس میں وہ علم اور نور قرآن کی آیات ہیں۔ جو بلند پایہ اور وسیلہ جملہ درجات ہیں۔ لیکن اس قسم کے مراتب فنافی اللہ اور قرب حق تعالےٰ کی نعمت اور سعادت محض عاشقان اور واصلانِ الٰہی کو ہی حاصل ہوتی ہے

ابیات

پوچھ لے مجھ سے کوئی گر قربِ حق — دل اسے ترک و توکل کا سبق!

کچھ نہ دیکھو آنکھ سے حق کے سوا — حق نہیں پایا تو کیا حاصل ہوا

نہ دیکھ حق کے سوا گر ہے دیکھنے کی غرض — اگر نہ دیکھے تو ہے آنکھ میں حسد کا مرض

یہ فقیر جو کچھ کہتا ہے حساب سے کہتا ہے حسد سے نہیں۔ بعض طریقوں کو ریاضت سے دولتِ دنیا جیفہ مردار حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض میں تقوٰی و زہد سے بہشت کے گلشن گل و بہار۔ لیکن طریقہ قادری میں اوّل سے آخر تک محض تعلیم معرفت پرور دگار اور درس دیدار ہے۔ مَن لہ المولیٰ فلہ الکل نیز طالب الدنیا مخنث طالب العقبٰی مونث طالب المولیٰ مذکر یعنی طالب دنیا مخنث۔ طالب عقبٰی مونث لیکن طالب مولا مذکر ہے۔ دیگر طریقوں کے طالب مرید ہمیشہ طلب دنیا معاش میں پریشان اور متفکر ہوتے ہیں۔ لیکن طریقہ قادری میں طالب مرید تارک فارغ مردِ مذکر ہے۔

واضح ہو کہ طالب ایک ہی صحبت میں معرفت اور توحید تمام اور ایک ہی توجہ میں کل مخلوقات اور ہر منزل اور ہر مقام طے کرلیتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مرشد طالب کو انتہائی راہِ معرفت اس طرح دکھاتا ہے کہ ابتدا میں تعلیم محبت دیتا ہے۔ بے محنت اور طلب بخشتا ہے۔ بے طاعت اسی طرح راز بے ریاضت، مشاہدہ بے مجاہدہ، معرفت بے مراقبہ، گنج بے رنج، توفیق بے طریق لقا بے فنا، لقا بے جفا، دم بے غم اور معراج بے استدراج عطا کرتا ہے۔ اور قرب بخشتا ہے بانظر نگاہ۔ ذکر با فکر، دیدار با قلب بیدار، حضور با جسم نور، علم با حلم، حکمت با حکم، جود با کرم پاس با انفاس، اقرار با تصدیق، ترک با توکل، رحمت با روح، زندگی با قلب بندگی۔ تصفیہ بچشم عیاں تزکیہ نفس امارہ۔ مجلس با اعتبار، یقین با دیدار، جمعیت با جمال، وحدت با وصال، قال با احوال۔ تصرف با تصور، توجہ با تفکر استغراق با مشاہدہ حضور۔ کشف کرامات با اہل فتور، حیات با ممات، سیری با گرسنگی، عنایت با غنایت، ہدایت با نہایت، ادب با حیا، رضا با قضا، وصل با اصل توفیق با علم دقیق بخشتا ہے۔ یہ جملہ مراتب بالا قرب دیدار خدا اور مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے لئے بمثل زینے اور سیڑھی کے درجے اور مرتبے ہیں۔ ان پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ راہ فقر اس سے بھی آگے ہے۔ وہ فقر حضرت محمد صلعم جو طالب قادری پر اللہ تعالےٰ کے فیض اور فضل سے عطا ہوتا ہے۔

اسے میں اب بیان کرتا ہوں۔ اے طالب جاں فدا اور اے مرشدِ فیض فقر نما! نہایت فقر کا بیان سن لے

فقر کی راہ میں پہلے پہل صبر اور رضا کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اس پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ آگے چلنا چاہیئے۔ اس کے بعد فقر کے تین اور مراتب ہیں۔ اول یہ کہ تصور اسم اللہ ذات میں غرق دوام ہو۔ دوم کونین ہر دو جہان اس کے تحت اقدام ہو۔ اور سوم جملہ ملائکہ اور جنونیت غرض سب غیبی لشکر اس کے تابع اور غلام ہو۔ مگر یہ بھی مراتب خام ہیں۔ اس پر بھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ فقر خاص اس سے بھی آگے ہے۔ فقر کے مراتب یہ ہیں۔ کہ عرش سے تحت الثریٰ تک کل مقامات نظر سے طے کر لے۔ اور مردگانِ اہلِ قبور کو توجہ سے مقامِ برزخ سے اٹھا کر ہمکلام کرے۔ اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ کر کے لوگوں کو نیک و بد طالع بتاتا پھرے۔ اور پانچوں وقت نماز حرم کعبۃ اللہ میں حاضر ہو کر باجماعت پڑھتا رہے۔ حلال کھائے اور حرام سے ترک رکھے۔ لیکن فقر خاص انتہائی مقام اس سے بھی آگے ہے۔ اور یہ مراتب بھی خام ناتمام کے ہیں۔ اس پر بھی غرہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ جملہ مراتب مقامِ ناسوت کے ہیں۔ اور ان مراتب والا بھی محتاج ہے۔ فقیر کو لایحتاج ہونا ضروری ہے۔ فقیر خاص الخاص لایحتاج کے یہ مراتب ہیں۔ کہ وہ سات خزانے اور سات قسم کے معراج حاصل کرے۔ تب کہیں اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ "ترجمہ فقر سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا" کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ سات خزانے ان سات قسم کے معراج سے متعلق ہیں۔ اوّل معراج علم، دوم معراج علم، سوم معراج محبت، چہارم معراج معرفت، پنجم معراج مشاہدہ قرب حضور، ششم معراج مجلس انبیاء و اولیاء اللہ، ہفتم معراج فقر۔ یہ ہیں مراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ تمامیت فقر کے یہ مذکورہ بالا مراتب محض قادری طریقہ میں ملتے ہیں۔ دیگر طریقے والوں کو ان مراتب کی خبر بھی نہیں۔ اور طالب مرید قادری کو دیگر طریقوں والے ہرگز سلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ طریقہ قادری کو اللہ تعالےٰ کے ذاتی انوار سے نشوونما ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات اپنے امر پر غالب ہے۔" قولہ تعالےٰ۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ۔ ترجمہ "اللہ تعالےٰ اپنے امر پر غالب ہے"

واضح ہو کہ فقیر کامل، عامل، مکمل، اکمل، جامع نور الہدیٰ، معشوقِ خدا، عاشق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مراتب والے کو کامل کل کہتے ہیں۔ وہ فقیر کامل کل اہل توحید ہے جس کی نظر اور توجہ مثالِ کلید ہے۔ کہ جس قفل مطالب مشکل میں ڈالی جائے اسے فوراً کھول دے۔

فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ناقص اہل تقلید پسند خلق، دوم کامل اہل توحید پسند خالق۔ لیکن احمق خلق میں مشہور فقیر دنیا میں حشرات الارض کیطرح پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح ناقص العقل مرید جو ناقصوں کو کامل کہتے ہیں۔ وہ بھی بشمار ہیں۔ لیکن کامل[1] تین قسم کے ہیں۔ اول کامل حیات نفسانی۔ دوم کامل ممات روحانی، سوم کامل ذات صاحب قرب ربانی

---

[1] کامل تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اول کامل حیات دوم کامل ممات، سوم کامل ذات۔ کامل حیات وہ ہے۔ جو اپنے حین حیات میں طالبوں کی اپنی نظر اور توجہ سے باطنی تربیت کرتا ہے۔ اور تعلیم اور تلقین سے بہرہ ور کرتا ہے۔ لیکن جب وہ فوت ہو کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سلسلہ اپنے مریدوں اور طالبوں سے منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مریدوں کو (باقی اگلے صفحہ پر)

جیسے سلطان محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ کاملِ حیات وہ مرشد اہل توفیق ہے جو اپنی زندگی
میں طالب مریدوں کو اپنی تلقین سے فیض پہنچاتے ہیں۔ اور فضل سے بہرہ ور بناتے ہیں۔ لیکن بعد از موت ان کا فیض بند ہو جاتا
ہے۔ کامل ممات مرشد اہل توفیق وہ ہے۔ کہ جو زندگی میں کسی طالب کو مرید نہیں بناتے اور چادر گمنامی اوڑھے رہتے ہیں
مگر موت کے بعد عالم برزخ سے طالبانِ الٰہی کو خواب یا مراقبے میں باطنی فیض سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ سوم کامل ذات اہل تحقیق
وہ ہے۔ کہ جس کے لئے موت و حیات اور ظاہر باطن برابر ہو۔ ہر حالت اور ہر آن میں مریدوں کو فیض سے مالا مال فرماتے
ہیں۔ اور ظاہر طور پر ہر مطلوب مرغوب القلوب تک پہنچاتے ہیں۔ اور جو کچھ باطن میں فرماتے ہیں ظاہر ہو بہو ویسا دکھاتے
ہیں۔ ایسے کامل قاتلِ نفس، شہیدِ قلب، شہید اکبر روح اور شہید اکبر کبائر سر کہتے ہیں۔ ایسا فقیر صاحب اسم اللہ ہمیشہ غرق

اس کی باطنی کوئی امداد اور روحانی فیض نہیں پہنچتا ہے۔ ایسے مرشد کی مثال مرغی کی طرح ہے۔ کہ جب تک انڈے مرغی کے پروں کے
نیچے رہتے ہیں۔ وہ گرم رہتے ہیں۔ اور زندہ ہو کر بچے بن جاتے ہیں۔ لیکن انڈے جب مرغی کے پروں سے نکل جاتے ہیں یا اس
سے دور ہو جاتے ہیں۔ تو وہ خراب ہو کر گندے ہو جاتے ہیں۔ دوم مرشد کامل ممات وہ ہے۔ کہ دنیا میں گمنام اور پوشیدہ
رہتے ہیں۔ اور طالب مریدوں کی دکانداری اور بزرگی اور مشائخی کی شہرت اور گرم بازاری سے کتراتے ہیں۔ اور خالق سے
یکتائی کیلئے مخلوق سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی میں کسی کو طالب مرید نہیں کرتے۔ اور مرشد اور پیر بنکر
لوگوں میں الجھنا مصیبت خیال کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالٰے کے قرب مشاہدے اور وصل سے ایک دم کے لئے
علیٰحدہ اور جدا ہونا برداشت نہیں کرتے۔ کما قال ؎

بفراغِ دل زمانے نظرے بماہ روئے   بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہاؤ ہوئے

یہ لوگ عاشق جانباز ہوتے ہیں۔ مخلوق سے تارک فارغ اہل ترک توکل اور صاحب احتراز ہوتے ہیں۔ انہیں سلسلۂ طریقت
پر چلنے چلانے سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا۔ جیسا کہ احمد جام صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

احمد تو عاشقی بمشیخت ترا چہ کار   دیوانہ باشی سلسلہ گر شد نہ شد چہ شد

ایسے عارف کامل ممات جب دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ اور ان کے ذمے چونکہ اپنی دولت باطنی کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے
اس لئے وہ قبر سے عالم برزخ میں طالب مریدوں کو توجہ اور نظر سے فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور خود ہر طرح سے محفوظ
رہتے ہیں۔ ایسے کاملوں کو زندگی میں کوئی نہیں جانتا۔ لیکن موت کے بعد ان کی قبریں زندہ ہو جایا کرتی ہیں۔ اور طالبوں کے
مسموم قلوب کیلئے تریاق اعظم ثابت ہوتی ہیں۔ سوم کامل ذات وہ ہوتا ہے جس کیلئے موت اور حیات برابر ہوتی ہے
اس کے فیض اور برکت کو نہ مرور دور زمان زائل کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کی نظر اور توجہ میں بعد مکان حائل ہو سکتا
ہے۔ ماضی اور مستقبل اس کے لئے حال کا حکم رکھتے ہیں۔ اور بعد و قرب

(باقی اگلے صفحہ پر)

مشاہدہ دیدار ہوتا ہے۔ ایسے فقیر کو جب کوئی طالب مرید یا اخلاص یا دوست آشنا حسن اعتقاد سے یاد کرتا ہے۔ اسی وقت باطنی قوت سے جثہ نفس یا جثہ قلب، یا جثہ روح یا جثہ نور توفیق الٰہی سے حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حاضر ہوتے ہی مختلف طریق سے اعلام فرماتا ہے یا مرید سے ہمکلام ہو جاتا ہے۔ یا وہم پہنچاتا ہے۔ یا دلیل صحیح دل میں ڈالتا ہے۔ یا خیال سے آگاہی دیتا ہے۔ یا الہام اور آواز صریح سے بتاتا ہے۔ یا اپنی روحانی خوشبو تسبیح یا مشروحاً تسبیح پڑھتے ہوئے سامنے آتا ہے۔ اور اپنا جمال دکھاتا ہے لیکن یہ سب باطنی علامات اور اثرات طالب سائل کو اپنی باطنی استعداد اور روحانی حواس کے مطابق معلوم اور محسوس ہوتے ہیں۔ اندھے مردہ دل کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر جو مرشد اس طرح کامل قوی اور باطن ظاہر پاک اور طاہر نہیں ہے۔ وہ مرشد زن بیرت اور مخنث صورت ہے۔ اسے طلاق دینی چاہیئے۔ کامل فقیر قادری ان علامات سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے مرید طالب کو ظاہری ذکر فکر کی تلقین اور زبانی ورد وظائف کی تعلیم نہیں کرتا۔ بلکہ حاضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات کی توجہ سے طالب کو مجلس محمدی صلعم میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہاں سے تعلیم تلقین منصب ہدایت ولایت اور حکم اجازت دلاتا ہے۔ اور وہاں مجلس نبوی میں خلعت ولایت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور طالب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حوالے فرماتا ہے۔ اور اپنے آپ کو درمیان میں ہرگز نہیں لاتا۔ قولہٗ تعالیٰ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ ترجمہ: "میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا ہے۔ تحقیق وہ ہی اپنے بندوں کے حالات سے واقف ہے" جو مرشد ایسا نہ ہو وہ ناقص ناتمام ہے۔ اس سے تلقین اور ارشاد حاصل کرنا حرام ہے ؎

قادری کامل بود از قرب کرم　　　قادری را دشمن است دنیا درم

طریقہ قادری کو قدرت، قرب اور قوت قادر حق سبحان سے ہے۔ اور یہ سب برکت اور سعادت پابندی شریعت اور علم نص حدیث تفسیر با تاثیر قرآن سے ہے۔ دنیا کا جمع کرنا خوئے فرعون اور اس کا حرص شیطان سے ہے۔

مکان اس کے لئے برابر ہوتا ہے۔ ایسے عارف کامل اہل ذات ہر مقام پر حاضر اور ہر قدرت پر قادر ہوتے ہیں۔ طالب بے نصیب اور بانصیب ان کیلئے برابر ہوتے ہیں۔ اور عالم اور جاہل ان کیلئے یکساں ہیں۔ جسے جب وقت چاہیں بیرنج و ریاضت منزل مقصود تک ایک ہی نظر اور نگاہ سے پہنچا دیتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر سے متصف ہوتے ہیں۔ کامل ذات کا فیض ابد الآباد تک جاری رہتا ہے۔ اور دن بدن ترقی کرتا ہے۔ ایسے کامل دنیا میں عنقا مثال ہیں۔ اور سارے جہان میں خال خال ہیں۔ کامل عارف کی مثال کچھوے کی سی ہے۔ اس کے انڈے کنارے پر ہوتے ہیں۔ اور خود گو عالم برزخ کے بحر میں تیرتا اور رڈ دباہوا رہتا ہے لیکن اس کی نظر اور توجہ سے ساحل دنیا پر انڈے خود بخود بچے بن جاتے ہیں۔

کامل ذات کی مثال کلنگ کی طرح ہے۔ کہ پہاڑوں میں انڈے دے کر خود گرم ملکوں میں پرواز کر جاتے ہیں۔ لیکن ان کی توجہ سے انڈے بچے بن جاتے ہیں۔

جو شخص کہتا ہے کہ دین و دنیا ہر دو مجھ پر عطا ہے یہ محض مکر و حیلہ شیطان ہے۔ اور سراسر خطا ہے۔ لیکن قادری طالب کو چاہیئے کہ اوّل تمام دنیا کا تصرف حاصل کرے۔ بعدہٗ اسے ترک کر دے تاکہ دنیا سے دل سرد ہو جائے۔ ورنہ ہر حال میں مفلس کو حرص و طمع دنیا دامنگیر رہتا ہے ؎ ”از دست نارساست کہ مکارہ پارساست“

جس طرح کشتی کو پانی کی کثرت نیچے سے موجب نشستی اور باعثِ امداد ہے۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی داخل ہو جائے۔ تو کشتی ہلاک اور برباد ہے۔ اسی طرح فقیر کو بھی تصرف دنیا ہاتھ میں موجب جمعیت نفس و تسکین دل آزار ہے لیکن دل میں اس کی محبت موجب ہلاکت و باعثِ صد فساد ہے۔

مثنوی

آب در کشتی ہلاکِ کشتی است — آب زیر کشتی اور الیشتی است

قولہٗ تعالیٰ۔ ما من دابۃ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا ترجمہ: ”زمین پر کوئی جانور نہیں ہے۔ مگر اس کا رزق اللہ تعالےٰ پر مقرر ہے۔“

غم نہ کھا اولاد کا اس کا بھی رازق ہے خدا — تو کہاں خالق سے بہتر بندہ پرور آ گیا

رزق دو قسم کا ہے ایک رزق مرزوق جو ہر حال میں پہنچتا ہے۔ دوم رزق مملوک جس کا انسان صرف چند روز مالک اور محافظ رہتا ہے۔ پس بہت مال جمع کرنے سے غرض جمعیتِ نفس اور اعتبار خلق ہے۔ اور بس باقی سب ہوا ہے اور ہوس ہے۔

۱؎ مرشد طالب کو دنیا سے دو طرح پر مستغنی اور لا یحتاج کر دیتا ہے۔ اوّل یہ کہ مرشد طالب کو باطنی تصرف کے خزانے عطا فرما دیتا ہے جس سے طالب لا یحتاج ہو کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ وہ باطنی تصرف کے خزانے یہ ہیں کہ مرشد طالب کو علم دعوت کی کلید عطا فرما دیتا ہے۔ جب طالب کامل علم دعوت رواں ہو جاتا ہے۔ تو وہ توفیق علم دعوت سے عالم غیب جنونیت اور ملائکہ فرشتوں اور اہل قبور روحانیوں کو اپنے پاس حاضر کر سکتا ہے۔ ان سفلی اور علوی موکلات کے ذریعے ایک تو وہ ہر قسم کے ادنیٰ و اعلیٰ لوگوں کو مسخر اور طالب مرید کر لیتا ہے۔ اور لوگ اس کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ہر طرح دل و جان سے خدمتگار بن جاتے ہیں۔ اس طرح طالب لا یحتاج ہو جاتا ہے۔

دوم طریقہ یہ ہے کہ طالب باطن میں جب عالم غیب کے وسیع میدان میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہاں کے تماشوں اور نظاروں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ہر روز نئی واردات اور نئے عجیب و غریب روحانی مقامات دیکھتا ہے۔ اور عالم غیب کی لطیف نورانی مخلوقات جن ملائکہ اور ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ اور طرح طرح کے علوم و فنون کی تحقیق سے لطف اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے قرب وصال اور مشاہدے میں محو اور مستغرق ہو کر دنیا و ما فیہا کو بھول جاتا ہے۔

سوم طریقہ یہ ہے۔ کہ طالب کو علم دعوت کی توفیق سے باطنی موکلات ملائکہ اور روحانی کیمیا اکسیر (باقی اگلے صفحہ)

باب ہشتم

دربیان توجہ و نظر مرشد کامل و دیدار و مستی و طے و استغراق وغیرہ

شرح توجہ

یہ مدت سے ایسے طالب صاحب استعداد کی طلب اور تلاش میں رہا ہوں۔ کہ جو لائق توجہ ہو۔ توجہ کسے کہتے ہیں۔ توجہ ظاہر توفیق الٰہی ہے۔ اور توجہ باطنی اظہار حق کی گواہی ہے۔ توجہ یہ ہے۔ کہ جب صاحب توجہ کافر کی طرف جذب توجہ سے متوجہ ہوتا ہے تو کافر کے باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ اور اس کا دل بے اختیار ہو کر کلمہ طیب اخلاص سے پڑھ لیتا ہے۔ اور اگر صاحب توجہ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اہل دنیا فوراً تارک فارغ ہو کر دنیا سے نکل آتا ہے۔ اور اگر جاہل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جاہل علم لدنی سے آشنا اور گویا ہو جاتا ہے۔ اور اگر عالم فاضل کی طرف جذب تصور سے توجہ کرتا ہے تو عالم فنا فی اللہ ہو کر انوار توحید میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ تمام ظاہری علم کو دل سے فراموش کر دیتا ہے۔ اور اگر صاحب توجہ جذب تصور سے زمین کی سیر و سیاحت کیلئے متوجہ

وجہ عربی میں منہ اور چہرے کو کہتے ہیں۔ اور توجہ کے معنی کسی کی طرف منہ پھیرنے اور غور و فکر کرنے کے ہیں اور اصطلاح تصوف میں توجہ اس چیز کا نام ہے کہ مرشد کامل کسی مرید یا طالب کی طرف اپنی باطنی ہمت اور روحانی توفیق سے متوجہ ہو کر اسے کوئی دینا خاص فیض برکت یا طاقت پہنچانی چاہتا ہے۔ تو اسم اللہ ذات یا اسم حضرت سرور کائنات صلعم یا کلمہ طیبات کے تصور میں استغراق حاصل کر کے طالب کی باطنی شخصیت کو اس تصور کے نور میں لپیٹ لیتا ہے۔ اور اسے اپنے مقصود اور مراد تک پہنچا دیتا ہے۔ توجہ کی بیشمار قسمیں ہیں۔ بعض محنت، ریاضت اور مشق سے اپنے اندر توجہ کی طاقت پیدا کر کے دوسروں کو حسب المقدور متاثر کر لیتے ہیں۔ اور انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ توجہات اچھی بھی ہیں اور بری بھی۔ ہر زبردست اور قوی صاحب توجہ اپنے سے کمزور شخص کو اپنی توجہ سے متاثر اور مغلوب کر لیتا ہے۔ بعض یہ کام تقریر سے کرتے ہیں۔ بعض نظر اور نگاہ سے۔ بعض چھونے اور ہاتھ لگانے سے۔ اور بعض سانس میں سانس ملانے سے۔ بعض اپنی باطنی توفیق سے کسی صورت کو تصور اور تصرف میں لانے سے اور بعض اس کے نام سے توجہ کرتے ہیں۔ توجہ سے قوی صاحب توجہ عامل کامل شخص اپنے سے کمزور معمولی آدمی کو ہر دو فائدہ اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔ نیک طینت پاک باطن، خدا ترس عارف کامل شخص محض فی سبیل اللہ لوگوں کو اپنی عام اور خاص توجہ سے عالمگیر اور لازوال فوائد اور قسم قسم کے فیوضات اور برکات پہنچاتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف ایسی بری فطرت (باقی اگلے صفحہ پر)

ہوتا ہے۔ تو زمین اور آسمان کے اندر جس قدر کیمیا گر اہلِ ہنر اور عامل صاحب عمل زیر و زبر اور فقراء کامل صاحبِ نظر غرض جملہ جن و انس اور ملائکہ و اولیاء اللہ اہلِ حیات و اہلِ ممات اس کے پاس آ کر حاضر ہوتے ہیں۔ اور کلیدِ گنج علوم و فنونِ باطنی و مفتاحِ تصرفاتِ روحانی پیش کرتے ہیں۔ یہ قربِ الست کی ظاہری توجہ توفیق ہے۔ لیکن توجہ باطنی تحقیق یہ ہے۔ کہ جب صاحبِ توجہ باطنی تصور اسم اللہ ذات سے جنابِ کبریا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اسی وقت نورِ حضور میں غرق ہو کر مشرفِ دیدارِ پروردگار ہوتا ہے۔

ابیات

نہ واں ہے عقل نہ دانش نہ علم نہ آواز — نہ ذکر فکر کی جا ہے جہاں ہے عالمِ راز

اگر تو رویتِ حق کا طالب ہے بھائی — تو زندگی میں ہو اک بار نفس سے فانی

علومِ جملہ کا مظہر ہو اسمِ ذات ہوا — یہ اسمِ ذات فقط چشمۂ حیات ہوا

کے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی باطنی شخصیت کو ناری اور شیطانی راستے میں قوی، مضبوط بنایا ہوا ہوتا ہے۔ سو وہ لوگوں کو اپنی توجہ سے اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ اور اپنے اخلاق سے متخلق اور اپنی اوصاف سے متصف کر لیتے ہیں۔ خواہ وہ اوصاف برے ہوں خواہ اچھے۔

اس قسم کا ایک واقعہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی ایک کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں دہلی کے اندر ایک شاہ صاحب رندِ مشرب بے دین قسم کے آدمی تھے۔ لیکن لوگوں کو اپنی توجہ سے بہت جلد متاثر کر کے اپنے مرید اور طالب بنا لیتے تھے۔ اور اپنے رنگ میں رنگ لیتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے مریدوں اور طالبوں کی داڑھی مونچھ منڈوا کر انہیں کون مون اور ٹنڈ منڈ بنا ڈالتے تھے۔ اور دن رات بھنگ چرس اور گانجہ پینے میں لگا دیتے تھے۔ اور نماز، روزہ، حج زکوٰۃ جملہ شرعی احکام معاف کرا ڈالتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان شاہ صاحب کا فتنہ بہت بڑھ گیا تھا۔ کیونکہ وہ ظاہری علم میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ اور خوب چالاق و چرب زبان اور زبان کے طرار تھے۔ میں نے ایک دفعہ کسی شخص کے ہاتھ ان کو ایک پیغام اس مضمون کا بھیجا کہ "شاہ صاحب آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ آپ نے یہ کیا بدعت جاری کر رکھی ہے۔ آپ کو اللہ تعالےٰ کے فرمان اور سنتِ نبوی کا کچھ تو پاس اور لحاظ ہونا چاہیئے۔ اگر آپ نے راہِ ملامت اختیار کر رکھی ہے۔ یا آپ کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی خاص رمز اور باطنی معاملہ ہے تو وہ آپ کے ساتھ مخصوص ہونا چاہیئے۔ آپ از راہِ عبث خلقِ خدا کو گمراہ نہ کریں۔" اس کے جواب میں اس رندِ شاہ صاحب نے مجھے لکھا "کہ مولوی صاحب! ہم اہلِ راز ہیں اور آپ خالی صاحبِ الفاظ و آواز ہیں۔ اصل دین کا مغز ہمارے پاس ہے۔ اور آپ لوگوں کے پاس محض چھلکا اور ہڈیاں ہیں۔"

ما ز قرآں مغز را برداشتیم — استخواں پیشِ سگاں انداختیم

وجود میں خوف۔ عبرت۔ حیرت۔ اور وحشت کا ہونا نفس کے فنا کی علامت ہے۔ اور روز بروز شوق کی زیادتی۔ غلبہ۔ محبت۔ معرفت۔ مشاہدۂ حضوری قلب کی صفائی۔ روح کی یکتائی اور حق تعالے کے دیدار کی بینائی کی علامت ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن توجہ توفیق اور توجہ تحقیق ہر دو کا راستہ جانتا ہے۔ وہ تمام عالم کو بین شش جہات کو نقد اور قبضہ تصرف میں لا کر سب کا تماشا ہاتھ کی ہتھیلی یا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ کامل فقرا کی اس باطنی قوت سے تعجب نہ کر اور انکی اس نظر غیب کو عیب نہ لگا۔ کیونکہ ان پاک لوگوں کی غیبت اور شکایت ہی معرفت اللہ اور ہدایت سے محروم کر دیتی ہے۔

اے طالب! اگر تو سید ہے تو خلق محمدی کی سند حاصل کر۔ اگر قریش ہے تو دل ریش ہو۔ اگر عالم ہے تو درویشی طلب کر نہ درپیشی۔ اگر جاہل ہے تو علم حاصل کر۔ وہ علم جو حق تک پہنچا دے۔ اور بجز حق جملہ ماسوی باطل کو دل سے مٹا دے۔ مرشد کامل توجہ سے یہ مراتب طالب کو نصیب کرا دیتے ہیں۔ ابیات

در پہ درویشوں کے جا و صبح و شام ❊ تا کہ پوری ہو تری حاجت تمام
گر تجھے ماریں تو سر آگے کرو ❊ مال و دولت انکے قدموں میں دھرو
ہیں سدا درویش ہی دائم حضور ❊ وہ نہیں درویش جو ہیں پر غرور
کیسی درویشی جو درپیشی کرے ❊ اغنیا سے نسبت خویشی کرے
عارف درویش ہیں کامل فقیر ❊ والیٔ صاحب ولایت ملک گیر
طالبا مجھ سے طلب کر سر مراد ❊ فضل حق سے ہے مرا ہر ایک داد

غرض اس قسم کی باتیں لکھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ اگر آپ کو بحث اور مناظرہ کرنا ہو تو بیشک آپ آئیں میں بحث مباحثے اور مناظرے کیواسطے بھی تیار ہوں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس کی غلط اور باطل زعم پر اس قدر جرأت اور دلیری پر بہت تعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک بڑے معتمد، فارغ التحصیل نیک ہوشیار اور علم مناظرے میں پورے ماہر شاگرد کو ایک روز اس کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ اس رند فقیر کو سمجھاتے۔ اور اگر وہ چاہے تو اس کے ساتھ بحث مباحثہ اور مناظرہ کرلے۔ چنانچہ ہمارا شاگرد حسب ہدایت اس شاہ صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ تو شاہ صاحب نے کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ اس گرمی میں بہت دور سے آئے ہیں۔ ذرا آرام فرمائیں۔ ظہر کے وقت اگر آپ چاہیں گے۔ تو بحث مباحثہ کرلیں گے۔ غرض شاہ صاحب کے چیلے چانٹوں نے مولوی صاحب کے لئے بستر بچھا دیا۔ اور مولوی صاحب لیٹ گئے۔ جب ظہر کا وقت قریب ہوا تو شاہ صاحب نے اپنے چیلوں سے کہا۔ کہ ہانڈی لاؤ اور چڑھاؤ۔ چیلوں نے عرض کیا۔ کہ جناب آج تو کوئی شخص مرید ہونے نہیں آیا۔ ہانڈی کاہے کو چڑھائی جا رہی ہے۔ شاہ صاحب کے طریقہ بیعت میں یہ بات لازمی تھی۔ کہ جب کوئی نیا آدمی مرید ہونے لگتا (باقی اگلے صفحہ پر)

سُن لے اے عالم باللہ اور اے عالم ولی اللہ غفلت شعار۔ کیوں ہر وقت تیرا مقصود اور مراد دنیا نجس جیفہ مردار ہے۔ ان دو عملوں کے پیچھے لوگ بہت سرگردان اور پریشان پھرتے ہیں۔ اور یہ دو عمل حاصل کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ ایک علم کیمیا کہ بجز عامل کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ دوم عمل معرفت قرب اللہ کہ بجز فقیر کامل دیگر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ الحمد للہ والمنۃ اللہ کہ ہر دو عملوں کو زمانہ طلب میں حاصل کر چکا ہوں

میں ہوں کامل اور عامل حق نمائے　　　کچھ نہیں حاجت مجھے حق کے سوا

تو آپ ایک ہانڈی میں پتھر پانی کے اندر ڈال کر اس کے نیچے آگ جلایا کرتے۔ اور مریدوں نے تک پانی ابلانہ تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی شاہ صاحب نے ہانڈی چڑھوا دی۔ اور مولوی صاحب کو توجہ دینے لگے۔ جب ظہر کے وقت مولوی صاحب نیند سے بیدار ہوئے تو سیدھے جاکر شاہ صاحب کے پاؤں پر جا گرے۔ اور زار و قطار رونے لگ گئے۔ کہ خدا کے لئے مجھے جلدی اپنا غلام بنالو۔ شاہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو بحث مباحثے کیلئے آئے ہیں۔ مرید کس طرح ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب رو رو کر یہی کہتے رہے کہ بس معاف فرما دیں اور دیر نہ کریں۔ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرما دیں۔ مختصر یہ کہ اسی وقت حجام بلایا گیا۔ اور مولوی صاحب کی داڑھی، سر اور مونچھیں منڈوا کر اسے چیلا اور ملنگ بنایا گیا۔ اور کپڑے اتروا کر اسے صرف ایک چیتی پہنا دی گئی۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے ہمارے اس شاگرد رشید کو ملنگ بنا کر ہمارے ساتھ بحث مباحثے کے لئے بھیج دیا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ عصر تک ہمیں اس کا بڑا انتظار رہا۔ عصر کے وقت جب ہمارا وہ سابق شاگرد ملنگ کے روپ میں ہمارے سامنے نمودار ہوا۔ تو ہم اسے مطلق نہ پہچان سکے۔ اور یہ سمجھے کہ شاہ صاحب نے کوئی اپنا چیلا اور ملنگ ہمارے پاس بھیجا ہے ہم نے اسے کہا۔ کہ کیوں فقیر بابا ہم نے تو ایک شاگرد مولوی صاحب آپکے شاہ صاحب کے پاس بحث مباحثے کیلئے کے لئے دوپہر سے پہلے بھیج دیا تھا۔ کیا وہ مولوی صاحب آپ لوگوں کے پاس نہیں پہنچے۔ اس نے ہنس کر جواب دیا۔ کہ مولانا صاحب میں تو آپ کا وہی شاگرد ہوں۔ اور آپ کے ساتھ بحث کرنے آیا ہوں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے اپنے اس شاگرد کی یہ حالت دیکھی تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ اور حیرت میں ڈوب گیا۔ اس کے بعد اس نے باتیں کیں اس نے ہماری حیرت اور پریشانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حیرت اور عبرت کی وجہ سے کئی راتیں مجھے نیند نہ آئی۔ اور ہر رات استخارہ کر کے سوتا۔ چنانچہ ایک رات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت اگر واقعی ان لوگوں کے پاس اصلیت اور حقیقت ہے۔ اور ہم خالی چھلکے اور ہڈیاں لئے بیٹھے ہیں۔ تو پھر ہم کو بھی خدارا اصلی راز سے آگاہ کیا جائے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اے بیٹے عبدالعزیز! تو دلگیر اور پریشان نہ ہو۔ اس باطنی بدعت کا جلد خاتمہ ہو جائے گا۔ انسان کے اندر اللہ تعالے نے ہر قسم کے اچھے برے اور نوری ناری قابلیتیں اور ملکے ودیعت کی ہیں (باقی آگے)

جو شخص ولی ذات اللہ کے مشاہدے میں غرق اور محو ہو۔ کل مخلوقات کونین جن و انس اور فرشتے سب اسکے تابع اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ اے غافل بے شعور اور معرفت قرب اللہ سے دور سُن لے کہ آدمی کے اعمال کے دو دفتر ہیں۔ ایک اعمال ظاہر یعنی جو کچھ ہوتا ہے یا ظاہر اعضاء و جوارح سے کرتا ہے اسے کراماً کاتبین لکھ لیتے ہیں۔ دوم اعمالِ باطن یعنی خیالات جو دل میں گذرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ حی و قیوم کے دفتر خاص قدرت سے مرقوم ہوتے ہیں۔ لیکن طالب مرشد ولی اللہ سے سبق فنا فی اللہ پروردگار اور درس ان انوار میں اسطرح منہمک اور محو ہو جاتا ہے۔ کہ ظاہر اقرار لسان اور باطن تصدیق القلب کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ہر دو فاتر سے فارغ البال ہو جاتا ہے جو شخص اس طرح مشرف دیدار پروردگار ہے اسے اقرار زبانی اور تصدیق قلب کیا درکار ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین ترجمہ "نیکو کار لوگوں کی نیکیوں کو مقربین لوگ گناہ سمجھتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ۔ الحسنات یذھبن السیات۔: ترجمہ بتحقیق نیکیاں گناہوں کے اثر کو زائل کر دیتی ہیں"

جو شخص جس ملکے اور استعداد کی تربیت کرتا ہے۔ اسی میں ترقی کر کے طاقت اور قوت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسی باطنی برقی طاقت سے دوسرے لوگوں کو متاثر کرتا اور اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔ یہ نہ بزرگی ہے اور نہ کرامت بلکہ یہ بھی ایک سفلی باطنی قوت اور استدراج ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر وہ بدعتی فقیر بیمار ہو کر بڑی ذلت کی موت مر گیا۔ اور اس کے چیلے چانٹوں کا مجمع جلدی منتشر ہو گیا۔ اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور یوں اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

سو یاد رہے کہ انسان کے اندر اچھی برائی، نوری اور ناری اور رحمانی و شیطانی قابلیتں اور ملکے ہوا کرتے ہیں۔ اور جو شخص جس قابلیت کی تربیت کرتا ہے۔ اسی میں ترقی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہر صحبت اثر رکھتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ بری صحبت سے احتراز اور اجتناب کرے جیسا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ یعنی ان لوگوں کے نزدیک نہ جاؤ جنہوں نے ظلم کیا ہے تمہیں ان کے ظلم کی آگ لگ جائے گی"۔ صاحب توجہ قوی توجہ سے بہت کام کرتا ہے۔

توجہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک توجہ جلال دوم توجہ جمال۔ توجہ جلال سے کامل اہل توجہ کسی دشمن بدخواہ موذی آدمی کو جس وقت قہر اور غضب سے توجہ کرتا ہے۔ اگر وہ صاحب فیض و برکت ہے۔ تو اس کے فیض و برکت کو سلب کر لیتا ہے۔ اگر آدمی دنیادار صاحب منصب امیر کبیر یا بادشاہ ہے تو ایک ہی توجہ سے اس سے منصب اور دولت اس طرح چھین لیتا ہے۔ کہ یکدم اسے مفلس قلاش اور گداگر بنا لیتا ہے۔ تندرست اور توانا آدمی کو بیمار کر لیتا ہے۔ یا دیوانہ مجذوب بنا دیتا ہے۔ کسی گھر مکان کی آبادی یا ملک کو وبا یسی، جنگ و جدال اور قحط سے ویران کر لیتا ہے۔ قہر اور غضب فقراء نمونہ قہر خدا ہوتا ہے۔

دوم توجہ جمال سے کامل فقیر جس شخص کو چاہے اپنے باطنی فیض سے بہرہ ور اور مالا مال کر لیتا ہے۔ کسی مفلس کنگال کو امیر کبیر اور گداگر کو بادشاہ بنا لیتا ہے۔ ہر قسم کے لاعلاج مرض کو اپنی نظر اور توجہ سے سلب کر لیتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

واضح ہو کہ سالک سلوک کے اس باطنی راستے میں بیشمار عجب حجاب پیش آتے ہیں۔ بعضے حجاب سکر۔ صحو اور قبض۔ بسط نورانی، بعضے حجاب فرشتگان مکانی۔ بعض حجاب خلق اور قسم جہل و نادانی۔ چنانچہ شریعت حجاب طریقت۔ حقیقت اور معرفت غرض جملہ کل وجود ذاتی و صفاتی، کلماتی اور درجاتی ستر کروڑ تین لاکھ ستر حجاب ہوتے ہیں۔ مرشد کامل ایک ہی تصور، تصرف، تفکر اور توفیق سے بذریعہ حاضرات اسم اللہ ذات اور کنہ کلمہ طیبات طالب مردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور ایک ہی ساعت میں جملہ عجب حجاب سے سلامتی سے گذار کر حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے تعلیم و تلقین دلا دیتا ہے ؎

مرشد و رہبر ہو ایسا باخدا — لے چلے طالب کو پیش مصطفےٰ

یہ مراتب محض اللہ تعالے کے فضل ازلی اور مرشد کامل کے فیض سے حاصل ہوتے ہیں۔ حسب نسب محض سادات اور قریش کو نصیب نہیں ہوتے بلکہ درویش دل ریش صداقت کیش کے حصے میں آتے ہیں ؎

خلد کو دیکھے نہ ہرگز بالبصر — دیکھے وہ دیدار اللہ بالنظر
دائمی حاصل مجھے دیدار ہے — اسم اللہ سے یہ دل بیدار ہے
نور رویت سے مری فطرت پڑی — ہے یہ قوت قوت میری ہر گھڑی

شرح طے

واضح ہو کہ اسم اللہ ذات کی طے سے طالب کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابدی حیات سے زندہ ہو کر نجات پا جاتا ہے ؎

طے طاقت ہی سے حاصل تمام — ہوتا ہے دیدار اس کو سر دوام

کیونکہ چاروں آسمانی کتابوں انجیل، زبورؔ، توریتؔ، فرقانِ حمید کے علوم اور تسخیر کل مخلوقات جنّ و انس اور ملائکہ اہل طبقات ذات و صفات وغیرہ مرشد کامل اسم اللہ ذات کی طے اور کلید کلمہ طیبات سے حصول دیتا ہے ؎

کسی مکان گھر شہر اور ملک کو آباد کر لیتا ہے۔ جاہل نادان کو ایک نظر اور توجہ سے علم بے واسطہ عطا کرتا ہے۔ غرض بہت سے کام کرتا ہے۔ اس لئے اہل اللہ کی صحبت ان کی نظر اور شفقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور بروں کی صحبت سے بچنا چاہیئے ؎

مثنوی

(اگلے صفحہ پر)

اک نظر میں طے کو گر ڈالے گا   سب مطالب طے سے طالب پائیگا

لیکن استغراق توحید کی طے کئی قسم کی ہے ۔ اور کئی اسم اور کئی رسم پر ہے ۔ چنانچہ غرق ۔ توفیق ، غرق تحقیق غرق طریق ۔ غرق دریائے عمیق ۔ غرق نفسانی شیطانی بخطرات دنیا پریشانی جوزیت زندیق ۔ غرق فرشتگان طیر سیر آسمانی اعلیٰ رفیق ۔ لیکن بعض صاحب استغراق طے ظاہر صاحب توفیق اور باطن اہل تحقیق اور بعض غرق ظاہر صاحب تحقیق اور باطن اہل توفیق اور بعض ظاہر باطن موافق وہم خیال راہزن بدطریق ہوتے ہیں ۔ مگر کامل فقیر بر کونین حاکم امیر حروف اسم اللہ ذات میں طے حاصل کر کے اللہ تعالےٰ کے نور میں اس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ اسے مقام برزخ سوال و جواب کی خبر نہیں رہتی ۔ محض صور اسرافیل سے بیدار ہوتا ہے ۔ اور بعض تو اس قسم کا استغراق ہوتا ہے ۔ کہ قیامت کے قیام اور حشر نشر سے بھی آگاہ نہیں ہوتے ۔ ازل سے ابد تک غرق انوار اور محو دیدار رہتا ہے ۔

اوّل فنا بعد ازاں بقا آخر لقا   روز اوّل ایں مراتب اولیاء

لیکن اس قسم کے استغراق اور محویت کے باوجود کامل فقیر پابندی شریعت میں خبردار اور ہوشیار رہتا ہے ۔ اور کوئی فرض ، سنت وغیرہ اور نماز با جماعت قضا نہیں کرتا ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضامندی پابندی شریعت ہی میں ہے ۔ اس لئے فقیر ہر دو نماز دائمی اور نماز وقتی کو دوست رکھتا ہے ۔ اور اسی سے فقیر دوام

عقل با عقل دگر دوتا شود   نور افزوں گشت و راہ پیدا شود
ہر کہ با نا راستاں ہم سنگ شد   در کمی افتاد و عقلش دنگ شد
رو بجو یار خدائے را تو زود   چوں چناں کردی خدا یار تو بود
از لقائے ہر کسے چیزے خوری   وز قرآن ہر قرین چیزے بری
از قرآن مرد و زن زاید بشر   وز قرآن سنگ و آہن ہم شرر
یک زمانہ صحبتے با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگ خارہ یا مرمر شوی   چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا   او نشیند در حضور اولیاء
مہر پاکاں در میان جان نشاں   دل مدہ الا بمہر دل خوشاں
از حضور اولیاء گر بگسلی   تو ہلاکی زانکہ جزوی بے کلی
چوں شوی دور از حضور اولیاء   در حقیقت گشتہ دور از خدا

منظورِ نظرِ ذوالجلال اور صاحبِ مرتبہ لازوال ہوتا ہے۔ کیونکہ رازِ نماز میں اور نماز راز میں ہے۔ فقیر ولی اللہ کیلئے نماز اور راز ہر دو بمثل بال و پر ہوتے ہیں۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

اگر طالب اپنے مرتبے سے سلب ہو گیا ہو۔ یا راہِ سلوک سے رجعت کھائی ہو۔ یا طالب کو بھوک اور تنگدستی نے گھیر لیا ہو۔ اور اسی وجہ سے دن رات اللہ تعالےٰ سے شاکی اور ہدایت سے محروم ہو۔ یا طالب مرشد کے خلاف مردود اور مرتد ہو کر معرفت اللہ اور مجلس محمدی صلعم کا منکر ہو گیا ہو۔ یا طالب غلبہ حیرت اور کمالِ عبرت سے دیوانوں کی طرح دن رات بے قرار اور بے آرام رہتا ہو۔ یا علم دعوت تکسیر حاصل نہ ہوتا ہو۔ یا علم ظاہر و باطن سے طبیعت، ملکہ، ذہن اور فہم نہ رکھتا ہو۔ یا جملہ مقامات ذات و صفات، اور کل مخلوقات مثلاً جن، ملائکہ اور روحانیات کا عمل اور تصرف اسم اللہ ذات سے حاصل کرنا چاہتا ہو۔ یا یہ خواہش ہو کہ وجود ظاہر سے لوگوں میں مشغول اور ہمکلام ہو اور باطن میں مجلس انبیاء و اولیاء میں حضور دوام ہو یا حقیقت احوالِ ماضی مستقبل اور واقعاتِ حال سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہو ان سب باتوں کا واحد علاج یہ ہے کہ طالب مرشد سے مرتبہ علم کیمیا اکسیر یعنی تصور اسم اللہ ذات نور اور مرتبہ علم تکسیر یعنی کلید دعوت قبور حاصل کرے۔ طالب ان مراتب غنایت و ہدایت سے لامحتاج ہو جاتا ہے ؎

گر طلب مرشد سے طالب راہِ جنت — قرب سے ہوتا ہے طالب شاہِ تخت
ہے یہاں میرے عمل میں قبر و تخت — مرشدی و طالبی ہے کارِ سخت
چاہیے طالب ہو با توفیق راہ — مرشدِ حق بین ہو صاحب نگاہ

گر طالب صادق جاں فدا طلب مولیٰ ہیں با خلاص تیار ہے تو پھر مرشد باہوؒ قادری کو توجہ سے ایک دم میں حق سے واصل کرنا کیا مشکل اور دشوار ہے ؎

مرحبا اے طالبِ حق حق پسند — چھوڑ دے دنیا کو ہے یہ زہرِ قند
میں ہوں دنیا کی حقیقت جانتا — ترک دنیا کو کیا بہرِ خدا

تصور توفیق اور تصرف تحقیق مثل عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا جامِ جہاں نما جمشید یا آئینہ سکندری یا دمِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یا خاتمِ حضرت سلیمان علیہ السلام یا مثل معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ؎

گنج ہے کامل عطا کرتا ہزار — ہے سکھاتا کیمیا بے شمار
پارے کو کرتا ہے کشتہ با نظر — ہے نظر کامل کی بہتر از خضر
کیمیا گر ہیں نہ یہ اہلِ ہوس — جو کہ جائیں لب بلب بستہ ہیں بس
گر تجھے ہے آرزوئے کیمیا — ہوتی یہ نعمت ہے عارف سے عطا

خاتم کو ہے کیمیا دینی خطا — طالب صادق جو ہے لائق عطا

شرح ظاہر و باطن

واضح ہو کہ ظاہری دنیا باطن کے لئے قائم ہوئی ہے۔ یہ ظاہر جہان فانی نفسانی مثل خواب و خیال ہے۔ اور باطنی دنیا یعنی روحانی جہان جاودانی اور لازوال ہے۔ اور ان ہر دو جہان میں اہل علم منصف حق شناس کے ظاہر ثواب تلاوت اور اعمالِ قرآن محض حقیقت موافق باطنی احوال ہے۔ باطن اصل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصل ہے۔ اور ظاہر دنیا موسم تابستان زمستان ربیع خریف فصل ہے۔ اور اس زندگی کی اصل غرض عالم غیب لاریب پر ایمان لانا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ترجمہ: یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب برحق اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پرہیزگار لوگوں کیلئے جو غیب پر ایمان لے آئے ہیں۔" جو شخص راہِ غیب اور صاحب باطن اولیاء اللہ کو عیب لگاتا ہے۔ اور ان کی غیبت کرتا ہے۔ وہ شخص مومن اور مسلمان نہیں ہے۔ بعض لوگ باطن میں محض اہل باطل زندیق ہوتے ہیں۔ گو ظاہر میں علم سے آراستہ پیراستہ اہل تحقیق ہوتے ہیں۔ اور بعض باطن صاحب تحقیق گو ظاہری صورت میں زندیق نظر آتے ہیں۔ یہ ہر دو ظاہر و باطن مراتب علم قرآن میں مندرج ہیں۔ بلکہ کل مخلوقات تفسیر قرآن کی ظے میں ہے۔ اس طے کو عالم باللہ صاحب تاثیر، عارف ولی اللہ اور روشن ضمیر، اہل نظر بر کونین امیر کھولتا ہے ؎

بند جو کرتا ہے آنکھیں وہ ہے کور	ہر طرف جو دیکھے ہے گویا ستور
باعیاں جو دیکھے ہے انسان صفت	دیکھنا ظاہر ہے راہِ معرفت
دیکھنا منظور ہے گر صفا	آنکھ ہے وہ دوسری لائق لقا
آنکھ وہ نوری ہے جو دیکھے حضور	جو کہ دیکھے غیر حق ہے بے شعور

باطن کے بہت طریقے ہیں۔ بعض کو دلیل کی راہ سے باطنی توفیق پہنچتی ہے۔ یعنی باطن سے ان کا دل آگاہی حاصل کرتا ہے۔ بعض کو الہام کے ذریعے باطنی اعلام ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ظاہر میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بعض کی توجہ میں وہ طاقت اور توفیق آجاتی ہے کہ جس کام کے لئے توجہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو جاتا ہے۔ بعض کو تصور اسم اللہ ذات سے اور بعض کو تصرف و تفکر حاضرات کلمہ طیبات سے باطن میں توفیق حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ ظاہر میں تصرف کرتے ہیں۔ بعض کو باطن میں اہل قبور اور بعض غوث قطب متصرفین اہل تکوین سے ہر امر کیلئے پیغام اور اعلام حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض مجلس انبیاء و اولیاء اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم و اصحاب کبار میں حاضر ہو کر وہاں سے جو حکم احکام حاصل کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح صحیح طور پر رونما ہو جاتے ہیں۔ بعض کو باطن عیاں طور پر نظر آتا ہے۔ اور ایسے صاحب

عیاں سے کوئی چیز مخفی اور پنہاں نہیں رہتی۔ بعض کامل اللہ تعالےٰ کے قرب و حضور سے جواب باصواب اور الہام بالکلام پاتے ہیں۔ بعض فقیر باطن میں روشن ضمیر اور کونین پر امیر ہوتے ہیں۔ جو کچھ باطن میں دیکھتے ہیں۔ ظاہر میں پا لیتے ہیں۔ یہ سب مراتب مرشد قادری رفیق برحق کو حق سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص باطن میں صحیح طور پر معاملات دیکھتا ہے۔ لیکن ظاہر میں اس کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ اس کا کیا علاج ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ مرشد سے مطالعہ علم نعم البدل حاصل کرے۔ علم نعم البدل سے اس کا ظاہر باطن یک رنگ ہو جائیگا۔

یاد رہے کہ راہِ باطنی تین طرح پر ہے۔ اوّل راہِ باطن مشاہدہ طبقات یعنی طیر سیر روئے زمین و نو فلک کر عرش سے بالاتر ستر ہزار مقامات ہیں۔ اور ہر مقام ایک دوسرے سے ستر سال کی مسافت پر واقع ہے۔ اور غوث قطب اہل درجات ان سب مقامات کو ایک طرفۃ العین میں طے کر لیتا ہے۔ لیکن فقیر کے لئے یہ بھی ایک کمتر چیز ہے کیونکہ یہ مرتبہ طیر سیر اور بعید از قرب خدا ہے۔ دوم راہِ باطن مقامِ محمود شرف مجلس حضرت سرورِ کائنات صلعم اور ملاقات جملہ روحانیات ہے۔ سوم راہِ باطن غرق دریائے توحید اور شرف مشاہدہ نور حضور اور مقام فنا فی اللہ ذات ہے۔ یہ ہے انتہائے فقر اذا تم الفقر فھو اللہ (حدیث) لو عرفتم اللہ بحق معرفتہ لزالت الجبال بدعائکم۔ ترجمہ اگر تم نے اللہ تعالےٰ کو سچے طور پر پہچان لیا۔ تو تمہاری دعا سے پہاڑ بھی ٹل جائیں گے۔

حدیث: من اخلص اللہ تعالیٰ اربعین صباحاً ظھرت لہٗ ینابیع الحکمۃ من قلبہ الیٰ لسانہٖ وجوارحہ۔ ترجمہ: جس شخص نے اللہ تعالےٰ کو چالیس روز تک متواتر صبح کے وقت اخلاص سے یاد کیا تو اس کے دل سے علم اور حکمت کے چشمے پھوٹ کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

عالم علم لدن ہوں فاضلِ فضلِ خدا دستگیرِ طالباں ہوں تا حضورِ مصطفٰے

شرحِ عشق

فقیر کامل مکمل عاشق اور فقیر اکمل جامع اللہ تعالےٰ کا معشوق ہوتا ہے۔ اور فقیر عاشق کی ابتدا، متوسط اور انتہائی مرتبہ شرف دیدار ہے ؎

راز یہ پایا ہے ہم نے دیکھ کر شاہ رگ سے ہے وہی نزدیک تر

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ترجمہ ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ جو فقیر عاشق خدا ہے۔ وہ معشوق حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق حضرت محمد مصطفٰے صلعم معشوق خدا ہے۔ ایسے عاشق جانی اور محبوب ربانی کے قلب کو زندگی نور دیدار سے حاصل ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون ترجمہ: میں تمہارے نفسوں میں ہوں مگر تم نہیں دیکھتے۔

نفس کو چھوڑا تو حق سے مل گیا — حق سے مانع نفس ہے یا ہے ہوا
ترک کرنا نفس کا ہے صحبِ کام — غرق فی التوحید رہنا صبح و شام

حدیث قدسی: مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشِقَنِیْ وَمَنْ عَشِقَنِیْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ دِیَتُهٗ وَاَنَا دِیَتُهٗ۔ ترجمہ: جس نے مجھے طلب کیا اس نے مجھے پالیا۔ جس نے مجھے پالیا اس نے مجھے پہچان لیا۔ اور جس نے مجھے پہچانا وہ میرا محب ہوگیا۔ اور جو میرا محب بن گیا۔ وہ میرا عاشق ہوگیا۔ جو میرا عاشق ہوجاتا ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اور میں جسے قتل کرتا ہوں اس کی دیت یعنی خون بہا مجھ پر لازم ہو جاتی ہے۔ اور میں وہ دیت اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں خود اس کا ہو جاتا ہوں۔"

عاشق پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اول عاشق نظارہ مشرفِ دیدار کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دنیا و عقبےٰ ہر دو اس کی نظر میں ہیچ اور خوار ہوتے ہیں۔ دوم عاشق ہوشیار۔ سوم عاشق دیدہ بیدار اور صاحب توجہ پردہ بردار۔ چہارم عاشق جانِ فدا بے اختیار۔ پنجم عاشق ہمیشہ صاحب انتظار۔ عاشق کیلئے عشق کی بہا ترک نفس و ہوا ہے۔

خون بہا میرا ہے دیدارِ خدا — خوں بہا میں نے لیا حق سے لقا
ہم سخن ہیں حق سے عاشق بے زباں — دیکھتے بے دیدہ ہیں حق کو عیاں
گر تو چاہے وصل کر سر کو فنا — تاکہ پائے معرفت وحدت لقا
ایسا عاشق راہِ حق منظور ہے — ابتدا بھی نور آخر نور ہے

قولہٗ تعالےٰ: نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ ترجمہ: "وہ نور بالائے نور ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔"

جو کہ چاہے دیکھنا رویت خدا — غرق فی التوحید ہو فی اللہ فنا
غرق بھی ناقص ہے بن روشن ضمیر — دیکھتا ہے باعیاں کامل فقیر

قاضی عشق عاشق حقیقی اہل دیدار سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک یہ کہ اگر عاشق اہل دیدار ہے تو جیفہ دنیا مردار سے بیزار ہو۔ دوم یہ کہ شرک کفر بدعت جملہ نامشروعات سے مطلق دست بردار ہو۔ ان دو مراتب سے وہ دو مراتب حاصل کرتا ہے۔ ایک ذوق لازوال دوم شوق باوصال ؎

ہوں میں عاشق لایزالی باکرم
ہیں کہاں عاشق جو ہیں اہل صنم
حسن ظاہر چھوڑ دیکھ حسن ازل
محرم اسرار ہوگا بے خلل!

شرحِ وجودیہ

آدمی کے وجود میں چھ باطنی جسم ہیں۔ اور ان جسموں کی کئی قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کے مطابق اس کا ایک اسم ہے۔ کیونکہ آدمی کا اپنا وجود باطنی خزانے پر مثل طلسم ہے۔ اس طلسم جسم کا معمی صاحبِ طلسم بذریعہ اسم حکمت کھول دیتا ہے۔ اور دولت و نعمتِ باطنی لے لیتا ہے۔ وہ باطنی جسے مفصلہ ذیل طور پر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض جسے مثل روحانی۔ بعض جسے مثل قلب

انسان کے اندر مختلف غیبی لطیف جسے رہتے ہیں۔ ان میں سے جس غیبی لطیف جسے کو بیدار اور زندہ کر کے اسکی باقاعدہ طور پر معنوی تربیت کی جائے۔ تو اس میں بڑی بھاری باطنی طاقت اور روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نفس کے لطیفے اور باطنی جسے الگ ہیں۔ اور قلب کے ملکوتی جسے علیحدہ ہیں۔ اسی طرح روح کے روحانی لطائف الگ ہیں۔ اسیطرح سر، خفی، اخفیٰ اور انا کے لطیف در لطیف غیبی جسے ہوتے ہیں۔ حال ہی میں اہل یورپ نے انسان کے اندر ابتدائی لطیفہ نفس کا پتہ لگایا ہے جسے نفس تحت الشعوری یا سب کانشس مائنڈ (SUBCONSCIOUS MIND) کہتے ہیں۔

مسمریزم اور ہپناٹزم کا ماہر یعنی ایک قوی توجہ عامل اپنے سے کمزور شخص کو معمول بنا کر اسے توجہ اور سپاسنگ کے ذریعے مقناطیسی اور مصنوعی نیند سلا دیتا ہے۔ اور اس کے اندر لطیفہ نفس کی باطنی شخصیت کو بیدار کر دیتا ہے یہ باطنی شخصیت چونکہ غیبی عقل اور ادراک سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اور اسے غیبی روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس لئے عامل اس سے بڑے بڑے کام نکالتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ لوگ سلب امراض کرتے ہیں۔ اور ماضی و مستقبل کے حالات اور مخفی واقعات معلوم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ میں اسی باطنی شخصیت کے ذریعے اور واسطے سے ایک نیا علم ایجاد ہوا ہے جسے سپرچولزم یعنی علم روحانیات کہتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر فطرتی اور پیدائشی طور پر یہ لطیفہ زندہ اور بیدار ہوتا ہے۔ جسے یہ لوگ میڈیم یعنی وسیط کہتے ہیں۔

میڈیم کے جسے پر ایک غیبی روح مسلط ہوتی ہے۔ جسے ہم اپنی اصطلاح میں جن بھوت یا ہمزاد کہتے ہیں۔ اور وہ لوگ اسے سپرٹ یعنی کسی متوفی روح بتاتے ہیں۔ اور گائیڈ سپرٹ بھی کہتے ہیں۔ میڈیم یعنی وسیط پر اس جن یا روح کو مسلط کرنے کیلئے گانا بجانا یا قوالی وغیرہ کی جاتی ہے۔ اس طرح وہ جلدی حاضر ہو کر میڈیم یا وسیط پر مسلط ہو جاتا ہے۔ میڈیم اور وسیط خواہ مرد ہو یا عورت اکثر اس جن بھوت اور روح کی ہیبت اور دبدبہ سے بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور وہ جن بھوت یا روح اس کے منہ سے بولتی اور ہر کام کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اس عمل کا رواج ہے۔ اور لوگ اس جن بھوت سے بعض غیبی باتیں پوچھتے ہیں۔ یعنی بعض گم شدہ اشیاء یا بعض امراض کی دوا وغیرہ دریافت کرتے ہیں۔ یورپ کے لوگوں نے اس سفلی عمل کو بہت ترقی دی ہے۔ اور اسے ڈویلپ (develop) کیا ہے۔ یورپ کے لوگ چونکہ جن شیاطین، ملائکہ اور فرشتوں وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

باحیاتِ جاودانی۔ بعض جیسے غرقِ فنافی اللہ در مقام قربِ سبحانی۔ بعض جیسے دوام صاحب مطالعہ علم علوم از کتاب مطولِ معرفت حی قیوم در ورق تجلی برق انوار رحمت دریں دیدار خوانی۔ بعض جیسے صاحب عقل و شعور و حکمت انسانی بعض جیسے ناسوتی مردہ دل مطلق نفسانی۔ بعض جیسے پر خطرات وسوسہ و اوہامات کمین گاہِ خناس خرطوم شیطانی۔ بعض جیسے مشغولِ اکل و شرب و شہوت مثل گاؤ خر احمق حیوانی۔ بعض جیسے مشرف دیدار، شرک و کفر سے بیزار مطابق شرع شریف محمدی صلعم عارف صاحبِ عیانی۔ بعض جیسے بدخصالت (العادۃ کالا یرد الا بالموت۔ ترجمہ: عادت نہیں جاتی مگر موت سے) مثل طفل نادانی۔

کو نہیں ملتے۔ وہ انہیں مردہ اور متوفی لوگوں کی روحیں کہتے ہیں جو زندہ لوگوں پر کسی نامعلوم وجہ سے مسلط ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ روحیں خود حلقوں میں آکر بتاتی ہیں کہ ہم فلاں متوفی کی روح ہیں۔ اگر بالفرض وہ کوئی سفلی روح بھی ہو تو متوفی انسان کا کوئی لطیفہ یعنی سفلی جثہ یا اسکا ہمزاد ہوگا۔ جو موت کے بعد رہ جاتا ہے۔ اور قبرستان اور مرگھٹ میں کچھ مدت پھرتا رہتا ہے۔ اور کبھی کبھار متوفی کے کسی خویش و اقارب پر یا کسی غیر شخص پر مسلط ہو جایا کرتا ہے۔ یہ انسان کا اصلی روحانی جثہ ہرگز نہیں ہو سکتا جیسا کہ حضرت سلطان العارفین نے اس جگہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کے اندر بے شمار یعنی لطیفے جثے ہوتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ پیدائش کے وقت ایک جن شیطان پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کا ایک لطیف جسم ہوتا ہے۔ چنانچہ صحابہ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ وہ شیطان اور جن پیدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ایک شیطان پیدا ہوا ہے۔ لیکن میرا جن شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ غرض یہ وہی چیز اور غیبی جثہ ہے جسے یورپ کے سپریچولسٹ ساحرلوگ SPIRITUAL اپنے روحانی حلقوں میں حاضر کرتے ہیں۔ اور ان سے طرح طرح کے کام لیتے ہیں۔ اسی لطیفے کی تربیت (DEVELOP) کر کے روشن ضمیری حاصل کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعے سے لوگوں کو ماضی اور مستقبل کے حال بتاتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں (clairvoyance) کہتے ہیں۔ بعض میڈیم کسی چیز کو ہاتھ میں لے کر اگلی پچھلی ساری تاریخ بتا دیتے ہیں۔ اس علم کو (Psychometry) کہتے ہیں۔ بعض میڈیم روحوں کو حاضر کرتے ہیں۔ اور ان سے کلام کرتے ہیں۔ کبھی تو روح میڈیم یعنی عامل کی زبان پر بولتی ہے۔ گاہے علیحدہ ڈائرکٹ آواز سے کلام کرتی ہے۔ یورپ میں اس علم کا بڑا چرچا ہے۔ گھر گھر اس کی سوسائٹیاں ہیں۔ روح ان کے حلقوں میں آتی جاتی ہے۔ ہمکلام ہوتی ہیں۔ بند مقفل کمروں کے اندر باہر کی چیزیں لاکر ڈال دیتی ہیں۔ اور اندر کی چیزیں باہر لے جاتی ہیں۔ ان روحوں کی مجسم صورتوں کے باقاعدہ فوٹو لئے جاتے ہیں۔ ان حالات واقعات اور اس قسم کے عینی مشاہدات اور تجربات کی ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور بے شمار رسالے اخبارات اس علم کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ اگر ان کا حال دیکھنا ہو تو ہماری کتاب "عرفان" کا مطالعہ فرمائیں۔

ان مذکورہ بالا قسموں میں سے ہر ایک اپنے عمل کیلئے پیشوا ہے۔ اور مستحق سزا و جزا ہے۔ جو شخص چاہنے کہ مطلق بے حساب و بے حجاب ہو کر جملہ ثواب ایک ثواب ہی حاصل کرے۔ اور نور ایمان سے منور ہو کر سند رضا بہشت میں داخل ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ کن سے کلمہ طیب پڑھے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لیکن عام طور پر لوگوں کا جسم دو طرح پر ہوتا ہے۔ اول جلالی۔ دوم جمالی۔ اے عالم حکیم عارف عاقل اور اے احمق غافل جاہل سن لے لا تکلم کلام الحکمۃ عند الجہال یعنی ایسی حکمت کی باتیں جاہلوں کے سامنے نہیں بیان کی جاتی۔

دیکھنا ہے سر ہے دیدار خدا — سر کی آنکھوں سے ہے مشکل دیکھنا
چشم مخلوقی کہاں دیکھے اسے — اس کو نوری آنکھ سے ہی دیکھئے
جثے نور ہوتا ہے عارف بادوار — ہوتے ہیں جثے میں ہیں جثے ہزار

واضح ہو کہ مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا کی شرح یہ ہے کہ اس مرتبہ موت کو انتقال معرفت بھی کہتے ہیں اور اس کو حیات القرب مشاہدۂ انوار اور شرف دیدار بھی کہتے ہیں۔ اہل ناسوت نفسانی لوگ جب مرتے ہیں تو قبر میں ان کا جثہ گندہ خراب اور معذب ہو کر خاک و خاکستر اور نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن عارف اہل لاہوت لامکان کا باطنی جسم یعنی لطیفہ قلب زندہ اور جسم نوری روح القدس پاک زیر خاک صحیح سلامت قبر میں شاداں و مسرور ہوتا ہے۔ اور مجلس انبیاء و اولیاء اللّٰہ میں دوام حضور ہوتا ہے۔ اس موت کو قرب المعبود کہتے ہیں۔ اولیاء اللّٰہ کی نظر نگاہ میں عالم حیات اور عالم ممات برابر سمجھتے ہیں۔ بلکہ عالم حیات سے عالم ممات میں ان کا درجہ بسبب قرب الٰہی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ الا ان اولیاء اللّٰہ لا یموتون بل ینقلون من الدار الی الدار ترجمہ اولیاء اللّٰہ مرتے نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں۔ جو عارف عالم حیات میں عالم ممات کے حالات اور مقامات حاصل کر لیتا ہے وہ فقیر درویش واصل ہو جاتا ہے۔ الفقیر لیس ماسوی اللّٰہ ہوس۔

انسان کی شرافت اس نوری جثہ دیدار ہی سے ہے جس طرح مکان کی شرافت مکین سے ہے۔ اے جان عزیز! تیرے اندر وہ نوری جثہ ایسے پیوستہ ہیں۔ جیسے مغز در پوست۔ پس مفصلہ ذیل اعمال کے ذریعے باطنی جثے زندہ ہو کر عارف سانپ کی مانند سابقہ جسموں کو پوست کی طرح اتار لیتا ہے۔ اور باہر آجاتا ہے۔ اول غائت تاثیر تصور اسم اللّٰہ ذات و قرب حضور۔ دوم عمل شہسواری دعوت قبور سوم توجہ اور اخلاص سے تلاوت قرآن باطن حضور۔ چہارم نماز با نیاز صاحب وجود حضور پنجم کن سے کلمہ طیبہ کا پڑھنا بلذت و شوق ذوق کلمہ مسرور ششم تصور اور تفکر سے نود و نہ ۹۹ نام باری تعالیٰ مرقوم کرکے کونین پر صاحب امر امور ہونا۔ غرض مذکورہ بالا امور سے عارف باللّٰہ کے وجود سے نو جثے باہر آجاتے ہیں۔ چار جثے نفس کے ہیں۔ اول جثہ نفس امارہ۔ دوم نفس لوامہ۔ سوم نفس ملہمہ چہارم نفس مطمئنہ۔ اور تین جثے قلب کے ہیں۔ اول جثہ قلب سلیم۔ دوم جثہ قلب منیب سوم جثہ قلب شہید اور

دو حصے روح کے باہر آتے ہیں۔ اول حصہ روح جمادی۔ دوم حصہ روح نباتی۔ جب تمام حصے اللہ کے ساتھ ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور ہم صحبت ہوتے ہیں۔ ایک حصہ غیب الغیب جسے حصہ توفیق الٰہی کہتے ہیں۔ مثل تجلی بہشتی انوار ہمنوا ہو جاتا ہے۔ اور نفس کے جثوں کو حکم کرتا ہے کہ حصہ ہائے قلب سے بغلگیر ہو جائیں۔ پس بغلگیر ہوتے ہی نفس کے جثے مر جاتے ہیں اور قلب کے جثے زندہ ہو جاتے ہیں۔ بعدہٗ حصہ ہائے قلب کو روح کے جثوں کے ساتھ بغلگیر ہونے کا حکم کرتا ہے جس سے قلب کے جثے مر جاتے ہیں۔ اور روح کے جثے زندہ ہو جاتے ہیں۔ آخر میں حصہ ہائے روح کو حصہ توفیق الٰہی اپنی بغل میں پکڑ لیتا ہے جس سے روح کے جثے مر جاتے ہیں۔ اور حصہ سر اسرار اور نور انوار زندہ ہو کر طالب کا سر سے قدم تک تمام جسم سراسر نور ہو جاتا ہے۔ اور دوام حضور ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل کیلئے طالب صادق کو اس مقام پر پہنچانا عین فرض اور ضروری ہوتا ہے۔

ہو چکے جب نفس و روح و دل فنا　　زندہ تب سالک ہوا از نور خدا

شرح خواب

زندہ دل روشن ضمیر فقیر جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے اسے صحیح اور درست پاتا ہے لیکن مردہ دل نفسانی خواب میں اپنے نفس کے اطوار بد اور مثالی صورتیں حیوانوں اور درندوں کی شکل میں دیکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں

؎ یہاں پر ہم اپنے مشاہدے اور تجربے کی بنا پر بعض خوابوں کی تعبیرات بیان کرتے ہیں۔ جو بالکل صحیح اور آزمودہ ہیں۔ انشاء اللہ ان کے مطالعہ سے ناظرین کو بہت فائدہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی بیمار کو غسل کرتے دیکھے یا بیمار خود خواب میں غسل کرتے دیکھے تو یہ صحت اور شفایابی کی علامت ہے۔ اور بیمار کے گھر میں قصائیوں کو چھریاں تیز کرتے دیکھنا۔ یا اسے کسی نامعلوم منزل مقصود کی طرف سفر کی تیاری کرتے دیکھنا یا اس کا مکان گرتا ہوا یا گرا ہوا دیکھنا۔ یا وہاں کوئی شادی رچی ہوئی دیکھنا بیمار کی موت کی علامت ہے۔ اگر کسی گھر میں دیکھے کہ چیل جھپٹ کر مرغی کا بچہ اٹھا لے گئی ہے تو اس گھر میں کوئی چھوٹا بچہ مر جاتا ہے۔ اگر کسی کا کوئی مقدمہ درپیش ہو اور کمرہ عدالت یا عدالت کی میز سے کسی باجے یا گانے کی عمدہ آواز سنائی دے تو یہ فتح اور کامرانی کی علامت ہے۔ خواب میں بچھو، سانپ یا کسی کتے یا درندے سے کاٹا جانا دشمن سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور ان چیزوں کا قتل کرنا ان کی ایذا سے بچنے کی علامت ہے۔ خواب میں اگر کوئی شخص فوت شدہ خویش یا عزیز کوئی شے پیش کرے یا عطا کرے تو کسی نامعلوم جگہ سے فائدہ پہنچنے کی علامت ہے۔ اور اگر برعکس اسکے مردہ کوئی چیز مانگے تو نقصان کا احتمال ہے۔ خواب میں غلہ از قسم گندم۔ جو۔ باجرہ۔ جوار وغیرہ دیکھنا سختی اور مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن پکی ہوئی روٹی۔ بھونا ہوا اور پکا ہوا گوشت ملنا اور کھانا دولت اور نعمت پر دلالت کرتا ہے۔ باقی آگے

گھوڑے، اونٹ اور شہباز دیکھے یا اپنے آپ کو ایک بلند عالی شان مکان پر دیکھے تو ترقی بخت اور بلند اقبال کی علامت ہے۔ اور اگر خواب میں گلشن گل بہار اور لب جو و دریا یا سبزہ زار نظر آئے یا کشتی پر سوار ہو کر اپنے آپ کو دریا سے پار ہوتا دیکھے۔ یا خواب میں بہشت دیکھے اور حوران بہشت مجامعت کرتے ہوئے لذت مباشرت پاتے لیکن ظاہر طور پر احتلام نہ ہو اور منی باہر نہ آئے۔ تو یہ تقویت تقویٰ۔ توفیق ازلی اور ایمان کی سلامتی کی علامت ہے۔ سو یہ شفیق اور فضل کا مرتبہ مومن مسلمان حقیقی باطن آباد کو مبارک ہو۔ اور اگر کوئی فقیر راہ سلوک میں خواب کے اندر مجلس اہل کفار یا مجلس جوگی سنیاسی، تارک الصلوٰۃ بدعتی، اہل شراب یا اہل کذاب منافق لوگوں کی مجلس دیکھنے لگ جائے تو جانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اور مجلس حضرت محمد الرسول صلعم کے نزدیک پہنچ گیا ہے۔ اس لئے شیطان علیہ اللعنۃ بہ برات صحبت مخالف غیر سے اس کی راہ مارتا ہے۔ تاکہ راہ باطن سے اس کا دل سرد ہو جائے اور راہ سلوک سے رہ جائے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دن رات تصور اسم اللہ ذات اور تصور اسم حضرت محمد رسول اللہ سرور کائنات صلعم اور تصور شیخ کامل میں اس طرح محو اور مشغول ہو جائے کہ ہر ایک تصور طالب کو خطرات شیطانی اور تاثیر مجلس ناشائستہ و پریشان سے چھڑا کر حضور حق مقام کے تحف وکا تحرف میں پہنچا دے کہ باطل مطلق یاد نہ رہے۔

خواب میں آندھی بجلی کی کڑک۔ بندوق کی آواز خطرے کی علامت ہے۔ اور آسمان ابر آلود۔ باران رحمت بہتا ہوا صاف پانی دیکھنا بہتری کی علامت ہے۔ سبز اور سفید پوشاک دیکھنا اور پہننا بہتری کی علامت ہے۔ زرد سرخ اور سیاہ اسکے برعکس برائی پر دال ہے۔ زلزلے سے ملکی انقلاب مراد ہے۔ موٹے خوشنما تندرست جانور مثلاً بیل۔ بکری دنبے خواب میں دیکھنا آبادی ملک پر دلالت کرتے ہیں۔ اور لاغر و بیمار قحط سالی کی علامت ہے۔ خواب میں کسی پرندے کو پکڑنا مطلب برآری کی علامت ہے۔ یا بچہ، یا نہبند ملنا عورت ملنے کی نشانی ہے۔ اور ان کا گم ہونا اس کے برعکس ہے۔ کسی کا جسم سے خون بہتے دیکھنا مال اور دولت ضائع ہونے کی علامت ہے۔ بلی دیکھنا مرض ہے۔ کیچڑ شر اور فساد کی علامت ہے۔ خواب میں مردوں سے ملاقات کرنا موت کی علامت نہیں ہے۔ لیکن قبرستان کی طرف جانا یا قبرستان میں اپنا گھر دیکھنا موت پر دلالت کرتا ہے۔ خواب میں حاملہ عورت یا اس کے خاوند کو اگر کوئی شخص مبارک باد دے تو نیک فرزند پیدا ہونے کی علامت ہے۔

خواب میں میوہ یا کوئی پرندہ یا پھول اگر کوئی پیش کرے تو یہ بھی نیک فرزند پیدا ہونے کی علامت ہے۔ اگر خواب میں کوئی شخص کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرتے دیکھے تو دولت ملنے کی علامت ہے۔ اپنے کپڑے میں گندگی لگی ہوئی دیکھنا یا گھر میں گندگی دیکھنا دنیا کے حصول کی علامت ہے۔ اسی طرح اور بھی تعبیریں ہیں۔

شرحِ الہام

الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اور کئی طرح پر ہوتا ہے۔ ہر ایک الہام حق اور باطل کو اسکے آثار سے معلوم کرنا چاہیئے۔ الہام ایک قسم کا پیغام ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے قرب اور حضور سے پہنچتا ہے۔ اور خاص الہام جو بتصورِ اسم اللہ ذات سے اللہ تعالےٰ کے حضور سے وارد ہوتا ہے۔ وہ الہام غیر مخلوق ہوتا ہے۔ اس الہام میں آواز نہیں ہوتی۔ بلکہ الہام کا ایک غیر مخلوق نور دل کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور صاحبِ الہام کے دل سے عبارت اور الفاظ کی صورت میں زبان پر جاری ہو جاتا ہے اس قسم کا پیغام اور الہام محض عارف باللہ کو مقام لِی مَعَ اللّٰہِ میں ایک قسم کا خاص اعلام العلام ہوتا ہے۔ یہ محض فقراء ذاتی کے لئے ایک خاص خلوت کا مقام ہوتا ہے۔ جیسے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ط (ترجمہ۔ ہم انسان کی شاہرگ سے بھی اسکے زیادہ نزدیک ہیں) یا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ۔ ترجمہ تم مجھے یاد کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ایسا فقیر اللہ تعالےٰ سے روبرو و حضور بحضور۔ دُور بدور۔ جواب با صواب بے کام و زبان ہمسخن و ہمکلام ہوتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ مدیہ مرتبۂ الہام خاص الخاص کامل فقیر، فنا فی اللہ، باقی باللہ عاشق معشوق اور محبوب و مرغوب کا ہے۔ اَلْاِلْھَامُ اِلْقَاءُ الْخَیْرِ فِیْ قَلْبِ الْغَیْرِ بِلَا کَسْبٍ (الہام بلا سبب خیر کی بات کا دل میں ڈالنے کا نام ہے۔ اور جو الہام آواز مخلوق کے ذریعے انبیاء و اولیاء اللہ یا شہید دل کی طرف سے ہو وہ الہام سامنے سے یا دائیں طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس میں روحانی خوشبو ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فرشتوں کی طرف سے الہام بھی اسی قبیل کا ہوتا ہے۔ اور جو الہام بائیں طرف سے یا پشت کی طرف سے ہو اور اس میں بدبو آمیختہ ہو تو جاننا چاہیئے کہ یہ الہام جنات اور شیاطین کی طرف سے ہے۔ اور جس الہام سے وجود میں حرص اور طمع وغیرہ پیدا ہو وہ الہام آواز دیتا ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے وجود میں شہوت اور ہوائے نفسانی کا جذبہ پیدا ہو اور طبیعت اس سے بے قرار ہو۔ تو یہ

۱؎ الہام غیبی آواز کو کہتے ہیں۔ جو بے واسطہ کسی غیبی لطیف مخلوق کی طرف سے القاء ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ہر ایک کو اس کے آثار اور اطوار سے معلوم کر سکتے ہیں۔ ایک الہام اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ الہام بے کیف، بے جہت اور بے واسطہ دل پر وارد ہوتا ہے۔ اور زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اس الہام میں آواز اور حروف نہیں ہوتے۔ لیکن زبان پر جاری ہوتے وقت حروف الفاظ اور آواز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایک قسم کا الہام انبیاء اور اولیاء کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ الہام آواز مخلوق اور حروف و الفاظ کی صورت میں اکثر دائیں طرف سے یا سامنے سے سنائی دیتا ہے۔ اور اس میں خوشبو ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور ملائکہ اور فرشتوں سے جو الہام وصول ہوتا ہے۔ اس کی بھی تقریباً یہی صورت ہوتی ہے لیکن جنات اور شیاطین کی طرف سے جو الہام اور آواز پہنچتی ہے وہ بائیں طرف سے یا پشت سے سنائی دیتی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

الہام نفس کا ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے وجود میں فرحت، ترک و توکل، تجرید و تفرید اور توحید پیدا ہو وہ الہام اور آواز ارواح مقدسہ کی طرف سے ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے صفائی دل پیدا ہو اور سویدا میں نور ہویدا ہو۔ وہ الہام اور آواز قلب کی ہے۔ اور جس الہام اور آواز سے روشن انوار وسیلہ معرفت پروردگار نمودار ہوں اور مشرق سے مغرب تک تمام کائنات کی تسخیر ہو۔ یعنی ہر دو مرتبہ فنائیت و بقائیت بدرجہ اتم حاصل ہو۔ یہ آواز اور الہام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ نیز یاد رہے کہ صاحب الہام کامل جو اللہ تعالےٰ کے قرب و حضور سے بات کرتا ہے۔ اور جو ناقص ریاکار سخن کہتا ہے۔ ان کی تمیز کس طرح کرنی چاہیئے۔ ناقص جو کلام کرتا ہے۔ محض تقلید سے کرتا ہے۔ اس میں کچھ لذت اور تاثیر نہیں ہوتی۔ اور دل اس سے ملول اور بیزار ہوتا ہے۔ لیکن کامل کی بات میں لذت اور تاثیر ہوتی ہے۔ اور اپنے موقع پر صحیح اور عقدہ کشا ثابت ہوتی ہے۔ ع "جائے کہ عیاں است چہ حاجت بیان است"
صاحب عیاں باجمعیت صادق لسان اور اہل بیان کاذب محتاج و پریشان ہوتا ہے۔

شرح موت و حقیقت موتوا قبل ان تموتوا

یاد رہے کہ جب نزع کے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام سر سے قدم تک وجود کے ذرّے ذرّے سے روح حیات کو ہاتھ ڈال کر اس طرح ہلاتا ہے جس طرح دودھ سے مکھن جدا کیا جاتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح آدمی کی روح کو عزرائیل علیہ السلام انسانی دماغ کے استخوان الابیض میں جمع کر لیتا ہے۔ یہ مقام استخوان الابیض زمین اور آسمان سے بھی زیادہ وسیع مقام ہے۔ اس مقام میں روح کو فرشتہ اپنی خاص عملی اور روحانی شکل میں کھڑا کر لیتا ہے۔ اس مقام میں روح سے تین سو ستر سوال پوچھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد غسل، نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین کی نوبت آتی ہے۔ غرض قبر اور لحد میں اتارنے سے پہلے ان تین سو ستر سوالات کے حل باطنی پرچوں پر لئے جاتے ہیں۔ لہٰذہ قبر اور لحد میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہاں اس سے منکر نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دکھا کر پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے حق میں تو کیا کہتا ہے۔ غرض جب

ملہ انسان کے لئے موت ایک لازمی اور فطری امر ہے۔ موت سے انسان کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ موت کے بعد بھی انسانی روح زندہ رہتی ہے۔ صرف وہ پرانا کثیف عنصری لباس اتار پھینکتی ہے۔ اور نیا لطیف برزخی لباس پہن لیتی ہے۔ آج کل یورپ میں روحوں کو حاضر کرتے۔ ان سے بالمشافہ بات چیت کرنے اور ان کے فوٹو لینے کے اس قدر بیشمار تجربے اور علمی مشاہدے ہو چکے ہیں۔ کہ یورپ میں یہ مسئلہ ایک ٹھوس حقیقت بن چکا ہے۔ کہ موت کے بعد (باقی اگلے صفحہ پر)

روحانی کہتا ہے کہ میرا رب اللہ واحد لاشریک ہے۔ اور میرا دین اسلام ہے۔ اور یہ میرے آقائے نامدار احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ پروردگار ہیں۔ تو منکر ونکیر کے سوال سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ اس کے بعد روحانی کو ایک اور فرشتہ آمان نامی قبر میں بیدار کر کے کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کی اپنی انگلی کو بطور قلم اور لعاب دہن کو بطور سیاہی اور کفن کو کاغذ بنا کر اس کے اعمال اس میں لکھ کر بطور تعویذ اس کے گلے میں ڈال کر چلا جاتا ہے۔ اگر روحانی صالح ہے تو مقام علیین میں اور اگر طالع بدبخت ہے تو مقام سجین میں داخل کیا جاتا ہے۔ تین روز کے بعد روحانی قبر میں آتا ہے اور اپنے جسد عنصری کو دیکھتا ہے کہ گندہ و بدبودار ہو چکا ہے۔ اور کیڑے اسے کھا رہے ہیں۔ تو اسے اس حالت پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ اور نہایت غمگین اور اداس ہوتا ہے۔ بارہ سال تک روحانی اپنی قبر پر اپنے جسے کی حالت دیکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا ہے۔ تین شخصوں کا جسد قبر میں سلامت رہتا ہے۔ ایک عالم عامل۔ دوم فقیر کامل۔ سوم شہید اکمل مکمل۔ جو کہ بعد از ممات بھی عالم حیات میں اکثر لوگوں سے ہمکلام اور ہمسخن ہوتے ہیں۔ مرشد کامل حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے عالم ممات کو مذکورہ بالا سب مراتب زندگی ہی میں غرق یا مراقبے کے اندر یا علانیہ طور پر دلیل کی آگاہی میں یا نظرگاہ میں کھول دیتا ہے۔ اور عالم ممات کے سب مذکورہ حالات آنکھوں سے دکھا دیتا ہے۔ جبکہ طالب کا دل دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے ؎

قبر کے حالات خود آنکھوں سے تو دیکھے اگر — تجھ پہ کھل جائے گی سب کیفیت زیر و زبر

انتہائے غم میں حاصل ہو تجھے عبرت تمام — قلب ہو تیرا سلیم اور آشکارا ہر مقام

ارواح زندہ رہتی ہیں۔ اور یہ علم جسے وہ لوگ سپر چولزم کہتے ہیں۔ بہت ترقی کر گیا ہے۔ آج سے سو سال پہلے جب یورپ نے سائنس اور مادی ترقی کی طرف رخ کیا تو اس نے قدرتاً مذہب اور روحانیت سے منہ موڑ لیا تھا۔ اور بطلے بنیادی اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ روح کے وجود اور موت کے بعد روح کی زندگی کا انکار کر دیا تھا اور مذہب اور روحانیت کا انکار اس زمانے کے ہر تعلیم یافتہ اور مہذب انسان کے لئے ایک لازمی امر اور اس کی ذہنیت کا ایک جزو لاینفک تھا۔ لیکن سو سال گزشتہ کے اندر ایسے عجیب واقعات رونما ہوتے جس نے تمام یورپ کی کایا پلٹ دی۔ دماغوں میں ایک ہیجان برپا ہو گیا۔ حاضرات ارواح کے حلقوں میں اس علم کی صداقت آزمانے کیلئے سائنس دانوں۔ ڈاکٹروں۔ فلاسفروں اور انجنیئروں نے اپنے تمام آلات استعمال کئے اور اس کو صحیح پایا۔ اور ان سب اکابر قوم نے ان کی صداقت کا عام اعلان کر دیا۔ اب یہ علم وہاں ایک باقاعدہ آرٹ اور فن بنا ہوا ہے۔

طالب طریقہ سروری قادری کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ مرجاتا ہے تو موت کے وقت اس کا دل ذکر سے جنبش میں آجاتا ہے۔ اور آواز بلند سے اللہ۔ اللہ۔ اللہ سے گویا ہو جاتا ہے۔ ایسا ذاکر اللہ تعالےٰ کے مشاہدے میں ایسا محو ہو جاتا ہے۔ کہ نہ اسے فرشتے کی خبر ہوتی ہے۔ اور نہ قبر اور لحد کی زمین کے اندر فی امان اللہ مقام فنا فی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور روز قیامت بلا حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہو کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسے حور و قصور اور بہشت بہا کبھی یاد نہیں رہتے۔ ایسے طالب مرید قادری سروری کیلئے حیات اور ممات برابر ہو جاتی ہے۔

باب نہم (۹)

حقیقت و شرح انسان و امت فنا فی الشیخ و لا حاجی وغیرہ

شرح انسان

اوّل انسان حضرت آدم علیہ السلام ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے جد امجد حضرت آدم صفی اللہ کے مراتب کو پہنچ جاتے وہ صحیح معنوں میں آدمی اور انسان ہے۔ ورنہ آدم نما حیوان ہے۔ اگر کوئی کہے کہ کیا فرزند آدم کو یہ طاقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پیغمبر کے مرتبے کو پہنچے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو کمال کرامت اور عزت بخشی ہے ولقد کرمنا بنی آدم (ترجمہ اور ہم نے بنی آدم کو معزز اور مکرم کیا ہے۔) اور یہ شرف اور عزت خاص امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ترجمہ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہونگے) لیکن خاص امتی بننا نہایت مشکل کام ہے

امت پیرو کو کہتے ہیں۔ خاص امت وہ ہے کہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل کر اپنے آپ کو مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں پہنچا دیتے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم اپنی زبان مبارک سے اسے امتی کا خطاب عطا فرما دیتے۔ مجھے ان لوگوں پر بہت تعجب آتا ہے کہ جو خود تو ان مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے اس راستے کے انکار سے اپنی تسلی کرتے ہیں۔ اور جو ان مراتب کو پہنچ گئے ہیں انہیں حسد کے مارے دیکھ نہیں سکتے۔

شرح مرتبہ فنا فی الشیخ!

بعض احمق طالب مرتبہ فنا فی الشیخ میں پریشان رہتے ہیں۔ فنا فی الشیخ کا مرتبہ یہ ہے کہ طالب کے قال، اعمال۔ احوال اور اس کی تمام خوشخصلت۔ صورت و سیرت غرض تمام ظاہری باطنی قوئی و حواس شیخ کی طرح ہو جائیں۔ اور سر سے قدم تک تمام وجود شیخ کے وجود میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن شیخ ایسا ہو کہ یحی القلب و یمی الروح و یحی الشریعت و یمیت النفس، یمیت البدعت و یمیت الشہوۃ ہو۔ یعنی شیخ طالب کے دل۔ روح اور شریعت کو تنزہ کرنے والا اور نفس۔ بدعت اور شہوت کو مارنے والا ہو۔ شیخ قوی توجہ ہو کہ طالب کے ہر حال اور اعمال سے آگاہ ہو۔

شرط جب طالب کے ہوتے ہیں تمام　　شیخ دکھلاتا ہے تب سارے مقام

شیخ اور طالب ہر دو کیلئے فرض عین ہے کہ سادات کی خدمت میں ہمیشہ سرنگوں رہیں۔ جو شخص سادات کو رضا مند نہیں کرتا اس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا۔ اور معرفت الٰہی کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جو سادات کا خادم ہو وہ آخر مخدوم ہو جاتا ہے۔ اور جو آلِ نبیؐ اولاد حضرت علیؓ اور اولادِ حضرت فاطمۃ الزہرا کا منکر ہے۔ وہ معرفت سے محروم ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ قل لا اسئلکم علیہ من اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ط

خاص سید نسل از نورِ نبیؐ　　نور دیدۂ فاطمہ نورِ علیؓ

دوست ان کا دوستدار مصطفیٰ　　ان کا دشمن ہے غنیم کبریا

لیکن سیدوں کو کن احوال۔ افعال و اعمال سے پہچانا جاتا ہے۔ خاص سید وہ ہے کہ شریعت نبوی اور قدم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم ہو۔ اور خلق محمدیؐ سے آراستہ ہو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدق۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عدل۔ حضرت عثمان غنیؓ کی حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسی شجاعت رکھتا ہو۔ اور غزلتے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام المومنین فاطمۃ الزہرا سے ترک اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سعادت رضا و ارادت ورثے میں پائی ہو۔

اے سید! اگر تو صحیح معنوں میں سید اور سردار بننا چاہتے ہو تو اپنے جدِ امجد کے قدموں پر چلا جا۔ اور ان کے اخلاق۔ اعمال اور افعال اختیار کر۔ اور اللہ تعالےٰ کی معرفت اور توحید کیلئے مرشد کامل کو تلاش کر۔ اگر تو نے کامل فقیر کو پا لیا اور اس کا دل ہاتھ میں لے لیا تو بس دونوں جہان سے بےغم ہو گیا۔

شرح حاجی

حاجی دو قسم کے ہیں۔ ایک حاجی کرم اہل باطن۔ دوم حاجی حرم اہل بطن۔ جب حاجی اہل کرم ولی اللہ با اخلاص و بایقین حرم کعبہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو حرم کعبہ سے نورِ حضور کی تجلی نمودار ہوتی ہے۔ اور حاجی داخل کعبہ انوار ہو کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ ایسا حاجی اہل باطن جب ایک دفعہ داخل کعبہ حضور پروردگار ہو جاتا ہے۔ تمام عمر جملہ ماسوی اور دنیا جیفہ مردار سے بیزار ہو جاتا ہے۔ لیکن حاجی صاحب بطن حرص دنیا میں گرفتار ہو کر ہر وقت اور ہر آن روٹی کپڑے کا طلبگار ہے۔ حاجی ولی اللہ جب جبل عرفات پر لبیک لبیک وحدہٗ لا شریک لک لبیک پکارتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اس وقت اس کے سامنے سے سب حجاب ہٹ جاتے ہیں۔ اور جب حاجی ولی اللہ حرم نبوی اور روضۂ اقدس پر حاضر ہوتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم اپنے حرم مبارک اور روضہ خضرا سے باہر نکل کر حاجی ولی اللہ سے مصافحہ فرماتے ہیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر منصب و مراتب فقر و ولایت خاص سے سرفراز اور ممتاز فرماتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم اسے اپنی خاص تلقین و تعلیم فرما کر کمال شفقت اور نوازش سے رخصت فرماتے ہیں۔ اس قسم کا حاجی آنحضرت صلعم کا خاص فرمانبردار تارک فارغ۔ بیزار از دنیا جیفہ مردار۔ باطن مست اور ظاہر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ابیات

کعبہ ہے میرے تصور میں مدام | ہوں مدینہ میں نبی سے ہمکلام
ظاہری چلوں کی کیا حاجت میاں | رات دن میں پاتے ہیں مہرباں
کیا لکھوں میں شرح ان احوال کی | واقفِ احوال ہے میرا نبی
رات دن حاصل ہے دیدارِ خدا | اور ہوں دائم حضورِ مصطفیٰ

باب دہم

شرح فقر و صفتِ فقیر و مرشد کامل

فقر کسے کہتے ہیں اور فقر کی کیا صورت ہوتی ہے۔ اور فقیر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور فقیر کن اعمال اور احوال سے پہچانا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ابتدا میں مشق وجودیہ اور تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب کے سر سے

قدم تک تمام وجود ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور عشق وجد ذوق کی پاکی اور برکت سے مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کمال لطف، شفقت اور مرحمت سے اس نوری بچے کو اپنے اہل بیت پاک میں جناب امہات المومنین حضور حضرت فاطمۃ الزہرے و حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے سامنے لے جاتے ہیں۔ وہاں ہر ایک ام المومنین اسے اپنا فرزند کہتی ہیں۔ اور اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں۔ اور وہ شیر خوارِ اہل بیت خاص ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نام فرزندِ حضوری اور خطاب فرزند نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں ہمیشہ اسی نوری حضوری لطیف جثے کے ساتھ مجلس نبوی میں حاضر رہتا ہے۔ اور باطنی تعلیم و تربیت پاتا ہے۔ اگرچہ ظاہری جثے کے ساتھ عام لوگوں میں رہتا سہتا اور بود و باش رکھتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ فقر خاص الخاص۔ فقیر کامل سے روز اوّل طالب ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس شخص کو باطن میں حضرت محمد رسول صلعم فقیر کا خطاب دے دیتے ہیں۔ تو چاہے اس کا نام فقیر اور بصورت گدا ہے لیکن باطن میں بادشاہوں سے بہتر سردار ہر دو سرا اور غنی بقرب خدا ہوتا ہے۔ جو شخص اس مرتبے کو نہ پہنچے اور فقر کا دعویٰ کرے وہ مطلق جھوٹا اور لاف زن ہے۔ فقر کا یہ مرتبہ خاص طریقہ قادری میں ملتا ہے۔

زیر پا میرے ہے دائم ہر مقام	کر لیا توحید کو میں نے تمام
کل و جز میرا ہے اور میں با خدا	آپ سے فانی ہوں دائم با لقا
باپ ہے آدم نبی ہے مصطفیٰ	کیوں نہ ہوگا قرب مجھ کو با خدا

۱؎ حضرت سلطان العارفین جو کچھ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں وہ آپ کے حالات اور واقعات کا حقیقی نقشہ اور آئینہ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ اکثر جگہ فرماتے ہیں۔ ایں قالِ من بر حالِ من دکھنی علمہ جمالی یعنی میرا یہ قال میرے حال کے مطابق اور میرے اس قال کا شاہد حالی وہ ذات پاک ذوالجلال کافی ہے۔ سوامی بیان کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو باطن میں اپنے حرمِ محترم کے اندر کمال شفقت اور مرحمت سے لے گئے اور حضرت امہات المومنین حضرت فاطمۃ الزہری اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہن نے اس فقیر کو دودھ پلایا۔ اور آنحضرت صلعم اور امہات المومنین نے مجھے اپنے نوری حضوری فرزند کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ نے رسالہ روحی میں اس کا ذکر کیا ہے۔

پس فقیر تصور اسم اللہ ذات اور مرشد کامل کی توجہات سے زندہ نوری نور ربانیہ معصوم بچے کی طرح معنوی طور پر اس عنصری جثے کے اندر تولد ہو جاتا ہے۔ ایسے پاک طفلِ معنوی کو مرشد کامل حضور سرور کائنات کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ حضور اسے اپنی نوری حضوری تربیت میں داخل فرماتے ہیں۔ اور وہ فقیر حضوری نوری فرزند کہلاتا ہے۔ اور خاص الخاص سید بن جاتا ہے۔ اگر ظاہری جثے کے ساتھ فقیر لوگوں میں شامل ہوتا ہے۔ لیکن باطن (باقی اگلے صفحہ پر)

جو لوگ اللہ تعالٰی کی طلب اور محبت میں ثابت قدم اور پائیدار رہتے ہیں۔ دنیا اور اہل دنیا ہمیشہ ان کی طلب میں مثلِ غلام فرمانبردار رہتے ہیں۔

میں نے کچھ دیکھا نہیں حق کے سوا — گو کرے مجھ پر کوئی جور و جفا

جو شخص معرفت۔ ہدایت اور فقر کے خاص الخاص مرتبے پر پہنچکر ہمیشہ اللہ تعالٰی کی نظر رحمت میں بدوام منظور اور مجلس حضرت محمد رسول صلعم میں بدوام حضور ہو جائے۔ وہ شخص بے شک اشرف البشر حضرت آدم علیہ السلام کا لائق فرزند اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا خاص الخاص اور برگزیدہ امتی ہے۔ علماءِ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل۔ آنحضرت صلعم کی امت کے خاص علماءِ عاملین یہی عارفین واصلین اور فقراء کاملین ہیں اور بس۔ یہ لوگ صاحب نفس مردہ فنا اور اہل روح بقا اور بدوام محو و مستغرق لذتِ مشاہدہ لقا ہیں۔ نہ خدا اور نہ خدا سے جدا ہیں۔ ان مراتب غیب کو غیر نہ لگا۔ کیونکہ کبیرہ گناہ یہ عیب ہے۔ ان لوگوں کو محض ازل سے ہی یہ اللہ تعالٰی کی بخشش اور ہدایت لاریب ہے فقیر قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام چلے جائیں گے۔ فقیر لوگ دنیا ہی میں معنوی طور پر اس طرح مر جاتے ہیں کہ ان کا قالب مثلِ قبر اور قلب مثل لحد اور روح واصل بذاتِ رب العالمین واحد احد ہو جاتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ لا قدو لا غد۔ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم۔ بلکہ حاضرانِ اسم اللہ ذات میں اس طرح غرق ہو جاتے ہیں کہ حیات اور ممات سے بھی بےخبر رہتے ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ مشرفِ لقاء ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام اولیاء ہو جاتا ہے۔

ہے ولی کو قبر خلوت با خدا — زندہ دل مرتے نہیں ہیں اولیاءؔ
قبر میں حاصل ہے انکو جسم نور — رہتے ہیں توحید میں بدوام حضور
لوگ سمجھیں قبر میں ہیں زیرِ خاک — رہتے ہیں دیدار میں با جسم پاک
میں نے پایا فیض اور فضل خدا — ہم سخن ہوں دائما با مصطفےٰ
زندگی میں پا لیا ہے سر مقام — میں نے پائی معرفت پیر فتح مدام

لیکن اس بارگرانی۔ دیدارِ ربانی کی برداشت کی طاقت محض عارف کامل روحانی کو ہی ہوتی ہے۔ نفسانی لوگوں کا

میں اس کا ایک معنوی غیبی نوری لطیفہ ہر وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ اور اس کی وہاں دن رات بلے واسطہ تعلیم۔ تلقین اور باطنی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ آخر میں جب یہ معنوی انسان کامل اور بالغ ہو جاتا ہے تو اسے دیگر طالبوں کو زندہ کرنے اور تعلیم و تلقین اور ارشاد بیعت کی اجازت ہو جاتی ہے۔ اور مقامِ ارشاد میں پہنچ جاتا ہے۔

کام ہرگز نہیں ہے۔ فقیر کامل کی ہر بات اللہ تعالےٰ کے قرب و حضور سے ہوتی ہے۔ اگرچہ اِس فقیر کی تصنیف کی ظاہری عبارت فارسی خام ہے۔ لیکن اس عبارت خام کے ساتھ جو حق الکلام اور مغز معانی معرفت تمام مل جاتا ہے تو وہ اس طرح لذیذ اور مزیدار بن جاتا ہے جس طرح کہ خام مکھن میں خالص شہد مل جائے۔ شعراء کے کلام کی پختگی محض عقل و دانش اور شعور سے ہوتی ہے اور فقرا کی بات محض نور حضور سے ہوتی ہے پس جہاں مقام حضور ہے۔ وہاں سے عقل و دانش اور شعورِ شعراء بالکل دور ہے۔

مرشد بے مرشداں ہوں از خدا ۔۔۔ پیر ہوں بے پیر کا از مصطفےٰ
قادری کامل مرا پایا خطاب ۔۔۔ باھُو عیں گم ہو کے ہے بے حجاب
ہے وہ مرشد جو کہ بخشے بے گنج ۔۔۔ طالبوں کو لگتے ہیں بس و سنج
قید میں میرے ہیں عالم سب تمام ۔۔۔ ہوں حضورِ مصطفےٰ حاضر مدام
مرشدِ کامل بنا ہوں از حضور ۔۔۔ ہے وجودِ طالباں اسرار نور
آج تک پایا نہ طالبِ حق لقا ۔۔۔ خام طالب ہیں بہت اہلِ ہوا

گداگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ گدا ہے جس نے شہوت و ہوا کو مار لیا ہے۔ وہ مقرب خدا ہے۔ ایسے فقراء ہمدم اور ہمقدم محمدی صلعم ہیں۔ نہ انہیں کسی سے التجا ہے آرام اور نہ امید درم و دام رہتی ہے۔ یہ لوگ فقر گرانی اور نورانی کے حامل ہیں۔ حدیث۔ الفقر فخری و الفقر منی (فقر میرا فخر ہے اور فقر میرا ورثہ ہے) ایسے فقیر لوگوں کے رہنما اور مشکل کشا ہوتے ہیں۔ دوم قسم کے گداگر (فقیر) مطلق مردود۔ ریش تراشیدہ۔ خلاف شرع۔ بے حیا محروم معرفت و مردودِ درگاہِ خدا ہیں۔ ایسے فقیر مکب کہتے ہیں۔ حدیث۔ نعوذ باللہ من فقر المکب۔

---

(۱) بعض فقراء جب اپنے انتہائی کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو اپنی باطنی دولت کو اغیار کی نظروں سے چھپانے کے لئے طرح طرح کے گم نامی اور بیگانگی کے لباس اوڑھ لیتے ہیں۔ بعض اپنے آپ کو دیوانے مشہور کر لیتے ہیں۔ بعض گداگر بن کر در بدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ بعض رند بے دینوں کا سا لباس پہن لیتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

غلام ہمت آں مرد عافیت سوزم ۔۔۔ کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند

حضرت سلطان العارفین نے بھی اپنے زمانہ زندگی میں اس قسم کے لباس گمنامی میں اپنے آپ کو چھپائے رکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

نفس را رسوا کنم بہر از خدا ۔۔۔ بہر درے قدحے زنم بہر گدا

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ع ہر کسے را مے نمائم زشت رو ۔ یعنی میں ہر شخص کو حقیر صورت دکھاتا ہوں۔
غرض بعض اہل اللہ محض غنی لایحتاج اور باطن میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ لیکن نفس کو رسوا (باقی اگلے صفحہ پر)

میں فقر مکب سے تمہاری پناہ مانگتا ہوں۔ فقر مکب یہ ہے کہ یا تو دام مکر و تزویر پھیلا کر دولت دنیا جمع کرنے اور دشمنِ اسلام بخیل ظالم مالک مال حرام بن جائے۔ دوم فقر مکب یہ ہے کہ ہمیشہ فقر اور افلاس کی اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے شکوہ شکایت کرتا پھرے۔ جو شخص فقر مکب سے گذر جاتا ہے مقام فقر محبوب کو پہنچ جاتا ہے اور فقر محبّب یہ ہے۔ التعظیم لامر اللہ تعالیٰ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ تعالیٰ و تخلقوا باخلاق اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم اور شفقت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق اور متصف ہو جائے۔

اے احمق خام فقر کے جھوٹے مدعی! تجھے معلوم ہے کہ فقیر کسے کہتے ہیں۔ اور فقر کے کون سے مراتب ہیں۔ ابھی تک تیرے دماغ تک فقر کے باغ کی بو بھی نہیں پہنچی۔ فقیر کی راہ رستگاری و کم آزاری کو فقیر بازی کہا جاتا ہے کہ اس میں نفس کچلنے کو ریاضت سے آزار دینا مقصود نہیں بلکہ اسے حرص و آز سے باز لانا ہے۔

انسان کے دو مراتب ہیں۔ ایک انسان اشرف الانسان۔ دوم صورت انسان و سیرت حیوان ہمیشہ بے جمعیت پریشان۔ اصل انسان وہ ہے جو ہمیشہ مشرف و بیدار سبحان ہو۔ انسان کو جمعیت مشاہدہ دیدار سے ہے۔ اور پریشانی خاطر اور بے جمعیتی محبت دنیا جیفہ مردار سے ہے۔ چنانچہ اس راستے کی اصل اور وصل اللہ تعالیٰ کے قرب اور مشاہدے میں نظر نگاہ حاصل کرنا ہے۔ اور یہی اصل غنایت ہے۔

غنایت بھی پانچ طرح کی ہے۔ جو شخص یہ پانچ طرح کی غنایت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اپنے عمل اور تصرف میں لے آتا ہے اور اس سے پھل کھا لیتا ہے۔ وہ شخص زندہ حیّ فی الدارین ہو کر کبھی نہیں مرتا۔ بلکہ سب کام اللہ کے امر سے کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ غنایت کے پانچ مراتب یہ ہیں۔ اوّل مرتبہ غنایت یہ ہے۔ کہ صاحب تصور جب خاک پر نظر ڈالے سونا بنالے۔ ایسے صاحب نظر اہل غنایت کے سامنے مٹی

کرنے اور لوگوں کی نظروں سے چھپنے کے لئے گداگر بن جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ لاکھوں کروڑوں میں کوئی ایک آدھ کسی زمانے میں پیدا ہوتا ہے۔ ہر گداگر بوالہوس کو ان پر قیاس کرنا حماقت ہے۔ جیسا کہ بعض نادان کم ظرف لوگ جہاں کہیں کسی پاگل یا دیوانے آدمی کو دیکھتے ہیں۔ اسے مجذوب مغلوب الحال فقیر سمجھ کر اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور اسے ولی شہید کہہ لیتے ہیں۔ بغرض اصلی حقیقی ولایت نہایت مشکل کام ہے۔

۲۔ غنایت کے یہ پانچ مراتب ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ لیکن یہ غنایت کے مراتب طالبانِ صادق کو مرشد کامل عطا کرتا ہے۔ لیکن جو طالب ان مراتب کے حصول کیلئے طالبی اور فقیری اختیار کرتا ہے۔ وہ ہرگز ان مراتب کو نہیں پاتا۔ بہت لوگ گھر بار چھوڑ چھاڑ کر اور دنیا وغیرہ ترک کر کے اس لئے فقیر بن جاتے ہیں کہ جب فقیر بن جائیں گے تو لوگ (باقی اگلے صفحہ پر)

اور خزانہ برابر ہو جاتا ہے۔ دوم مرتبہ عنایت یہ ہے کہ صاحب تصور اسم اللہ ذات کل مخلوقات کو جذب الطلب سے اپنے سامنے حاضر کر کے ان سے جو کچھ چاہے حاصل کر لیتا ہے۔ سوم مرتبہ عنایت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے سنگ پارس وغیرہ پہاڑ میں معلوم کر کے حاصل کر لے۔ اور پھر اسے کسی کی احتیاج نہ رہے۔ چہارم مرتبہ عنایت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات سے آنکھیں کھل جائیں اور زمین کے نیچے پرانے دفینے اور غیبی خزانے معلوم کر لے۔ جو مرشد یہ پانچ قسم کے خزانے پانچ روز میں طالب اللہ کو عطا نہ کرے وہ احمق ہے کہ اپنے آپ کو مرشد کہلواتا ہے ؎

طالب احمد ہو گر احمد صفت	ایک دم حاصل ہوا اسکو معرفت
بعض طالب ہوتے ہیں عیسیٰ صفت	مردہ کو زندہ کریں با معرفت
تم باقی اللہ ہے اک آواز راز	ذکر فکر و غرق فی اللہ بے نیاز

غرق راہِ فقر۔ راہِ معرفت۔ راہِ ہدایت اور راہِ ولایت جملہ عنایت کے مرتبے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ مرتبہ عنایت کے بغیر طالب فقر فاقہ میں ہمیشہ روسیاہ اہل شکوہ شکایت ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص فقر کا گلہ کرتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ آخر وہ شخص مردود اور مرتد ہو جاتا ہے۔ الفقر سواد الوجه فی الدارین۔ فقیر صاحب مرتبۂ اعلیٰ قرب حق تعالیٰ۔ راہِ حق کا رفیق اہل دیدار باتوفیق ہوتا ہے۔ مالک الملکی فقیر موصوف بصفت اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ولی اللہ۔ عالم باللہ۔ محقق روشن ضمیر۔ بر کونین امیر۔ کل و جز مخلوقات اس کے قیدِ تصرف میں قید و اسیر۔ دوام ناظر صاحب مطالعہ

مسخر ہو جائیں گے۔ پیری مریدی کا سلسلہ چل پڑے گا۔ تو کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔ یا کیمیا سونا چاندی بنانے کے نسخے ہاتھ لگ جائیں گے۔ یا دستِ غیب کھل جائے گا۔ اور فتوحات دنیا نقدی لیکر آئیں گے۔ یا باطنی نظر کھل جائے گی۔ اور زمین کے نیچے دفینے نظر آئیں گے۔ غرض اس قسم کے باطل خیالات لے کر جو شخص فقیر بن جاتا ہے۔ وہ ان مراتب کو ہرگز نہیں پاتا۔ اور جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی طلب کیلئے نکلتا ہے تو ایسے طالب کو دل کی عنایت کیلئے ایسے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ ان باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے طالب صادق کو مرشد کامل جب عنایت دل کیلئے مذکورہ بالا تصرف کے خزانے عنایت کر دیتا ہے۔ تو دنیا سے اس کا دل سرد ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہیئے کہ تصرف دنیا اور عنایت کا مرتبہ حاصل ہو جائے اسی وقت اسے ترک کر دے۔ اور اس تصرف میں سے ایک پائی بھی اپنے نفس کیلئے خرچ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب مشاہدے اور وصل کے سوا کسی طرف رخ نہ کرے۔ جس وقت سالک کو اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہو جاتا ہے تو دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اور دین و دنیا کے خزانے اور نعمتیں اسے مل جاتی ہیں۔ من له المولیٰ فله الکل۔

لوحِ محفوظ تفسیر۔ حاضر مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم با تاثیر۔ عالم نور روحانی عیانی صاحب لفظ قم باذن اللہ
یا نصیر ہوتا ہے۔ فقیر مالک الملکی وہ ہوتا ہے کہ چودہ قسم کے علوم۔ چودہ تحقیق۔ چودہ توجہ۔ تصور۔ تصرف و تفکر
اور چودہ توفیق۔ طریق۔ تصدیق و تحقیق۔ چودہ طرح کی معرفت۔ ترک۔ توکل۔ تجرید۔ تفرید و توحید۔ چودہ قسم کے ذکر
مذکور اور تقرب و حضور اور چودہ مقام فنا بقا باطن صفا۔ اور چودہ دم اور چودہ اسرار حاصل کر کے عامل کامل اکمل
جامع فقیر ہو جاتا ہے۔ اور ان سب کے جوہر وجود میں جمع کر کے فقیر لا یحتاج بن جاتا ہے۔ یہ ہے مالک الملکی اولوالامر فقر
صاحبِ ذات جامع کل صفات کہ تمام درجات اور کل مقامات اس کے اختیار میں ہوں۔ قولہ تعالیٰ۔ فاستقم کما
امرت اس راستے کی اصل تین طریقہ سے ہے۔ اوّل یہ کہ طالب صادق روزِ اوّل با قرارِ زبان صحیح و تصدیق القلب
و با خلوص خاص دریائے اعتقاد میں غوطہ لگائے۔ کہ اس کے ہفت اندام پاک ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو
اعتقادِ پاک بہت پسند ہے۔ تاکہ طالب کے وجود میں نہ چوں رہے نہ چرا۔ نہ ہوس رہے نہ ہوا۔ سر سے قدم تک
جملہ لطیف باطن صفا اور طالب با ادب و باحیا ہو جائے۔ دوم طالب صادق مقام فقر میں اس طرح پائدار قدم رکھے
کہ مرتے دم تک اِس راستے سے منہ نہ موڑے اور لب گور تک با توفیقِ اطاعت و عبادت ثابت قدم رہے۔
قولہ تعالیٰ۔ واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین۔ سوم طالب صادق محبت کی چھری سے اپنے سر کو تن سے
جدا کر دے۔ اور بے سر اور بے زبان ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہم سخن اور ہمکلام ہو۔ اس کے بعد طالب لائق شرف لقا
اور صاحب وجود بقا ہو۔

اے طالب صادق! دنیا نخس نجاست جیفہ گندگی دنیا کے کتوں کیلئے چھوڑ دے۔ اور پاکی پاکیزگی۔ شریعت
ادب و حیا اور معرفتِ خدا سعادتِ دارین اِس دنیا میں سے لے لے۔ جیسا کہ قصاب عمدہ اور پاکیزہ گوشت انسانوں
کیلئے سنبھال لیتا ہے اور گندگی وغیرہ کتوں کیلئے پھینک دیتا ہے۔ اصل شریعت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم
جو راستہ چلے ہیں ان کے قدم بقدم چل کر آنحضرت صلعم کے پاس پہنچ جائے۔ اور آپ کی مجلسِ خاص میں داخل ہو کر وہاں
علم لدنی و حدیث حضور حیات النبی صلعم سے حاصل کر لے۔ یہ ہے شریعت صاحب توفیق اور راہِ حق تحقیق ہو شخص [۱]

۱۔ بعض مردہ دل نفسانی لوگ موت کے بعد زندگی اور خصوصاً انبیاء اور اولیاء کی ارواح کے باطنی استمداد اور
روحانی استعانت کے منکر ہیں۔ لیکن یہ کور چشم مردہ دل لوگوں کا باطل عقیدہ ہے موت سے انسان کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔
موت کے بعد روح زندہ رہتی ہے۔ صرف وہ کثیف عنصری جسم کو اتار کر پھینک دیتی ہے۔ اور لطیف روحانی برزخی جسم
اختیار کر لیتی ہے۔ انہیں ہمارے خیرات۔ صدقات اور کلمات طیبات کا ثواب برابر پہنچتا ہے۔ اور عالم برزخ میں وہ
ہماری امداد اگر کرنا چاہے تو ہمیں بہت فائدے پہنچا سکتے ہیں اور ہماری پوری پوری امداد کر سکتے ہیں۔ (باقی آگے)

مجلس محمدی صلعم سے منکر ہے اور حیات النبی کو نہیں مانتا وہ کافر منافق زندیق ہے۔ اہل شریعت دین اسلام فقہ اور معرفت فقر توحید وصال ہے۔ اور اصل کفر دنیا نفس ہوا۔ کبر عجب ناشائستہ ناروا ہوس دنیا فانی سامان زوال ہے۔ روز قیامت جب اہل قبور قبروں سے نکلیں گے۔ تو تمام اہل دنیا لوگوں کی پیٹھ قبلے کی طرف ہوگی جیسا کہ دنیا میں انہوں نے حق کیطرف پیٹھ کی اور باطل کی طرف رجوع کیا تھا۔ کوئی شخص راہ فقر و معرفت میں قدم نہیں رکھ سکتا جب تک اس راہ میں اپنا سر قربان نہ کرے۔ طالب بے سر ہو کر صاحب دیدار پروردگار ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ جسطرف تم منہ کرو اسی طرف اللہ تعالیٰ موجود ہے"

دیکھ لے بے چشم سر دیدار کو ۔۔۔ دیکھ اس دیدار میں انوار کو

یہ سب راستے تصور اسم اللہ ذات میں ہی طے ہوتے ہیں ؎

اسم اللہ بس گراں ہے لازوال ۔۔۔ یہ حقیقت جانتے ہیں باوصال!
اسم اللہ ہے وسیلۂ حق حضور ۔۔۔ اس سے حاصل ہی ہمیشہ ذات نور
اسم اللہ سے تو جو چاہے پڑھے ۔۔۔ ساتھ تیرے وہ سدا قائم رہے
ہر علم ہے اسم اللہ سے پڑھا ۔۔۔ اسم اللہ ورد ہے میرا سدا
اسم اعظم طے ہے اسم ذات میں ۔۔۔ مردہ کو زندہ کرے ہر بات میں
ذکر یاہو ہے جس نے پالیا ۔۔۔ ذکر ہو سے ہوں فاختہ کہتا رہا
ہو کبوتر فاختہ سے کم نہ تو ۔۔۔ چاہیے ہو ذکر دائم تیرا ھو
قبر باہو سے ہو ذکر ھو ظہور ۔۔۔ ذاکروں کی انتہا ہو کا حضور

جس شخص کے وجود میں اسم اللہ ذات تاثیر کرتا ہے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور تماشائے کونین و دوزخ اور بہشت و عدہ وعید کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ الایمان بین الخوف والرجاء۔ پھر طالب نفس و ہوا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آجاتا ہے۔ واضح ہو کہ تمام کتب کے علم علوم اور کل حکمت ہائے اللہ حی و قیوم ایک ہی لفظ سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہزار کتابیں ایک کلمے میں آجاتی ہیں۔ اور ایک کلمہ ہزار کتابوں میں نہیں سماتا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ شرح کنؔ۔ لفظ کنؔ کی شرح اس رمز و ایمار کا مفہوم اور اس معمے کا حل فقراء اور اولیاء اہل لقا ہی جانتے ہیں۔ دیگر لوگ اس سے مطلق بے خبر ہیں۔

دیگہ باطن میں اولیاء اور انبیاء کی اپنی روحانی لطیف مجلسیں اور محفلیں ہوتی ہیں اور ان میں بڑی بھاری کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہم نے ان باطنی مجالس اور روحانی محافل کو دیکھا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

[illegible] ہوتے ہیں اسلام محمد کو از حضور [illegible] جانتے ہیں انکو جو ہیں اہل نور [illegible]

یہ قاتل نفس کا کام ہے۔ نہ کہ اہل ہوا و ہوس کا ؎

تجھے ہے نفس کافر کیش سے کام	تیرا کار اچھا ہے کرے بستہ دام
اگر مار سیہ در آستین ہے	ہے بہتر نفس سے جو ہم نشین ہے
نفس پرور کو نہیں اک ذرہ سود	مارتا ہے نفس سا کافر یہود
قتل کر اس نفس کو با تیغ ذات	جس نے مارا نفس کو پائی نجات

فقر نہایت گراں بار اور عظیم الشان چیز ہے۔ اسم اللہ ذات کا جباری۔ قہاری۔ جلالی۔ جمالی بوجھ چودہ طبق زمین و آسمان سے بھی بھاری اور وزنی ہے۔ اس بھاری بوجھ کو وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی رحمت میں دوام منظور ہو۔ اور مجلس محمدی صلعم میں ہمیشہ حضور ہو اور جمیع ماسوی سے تارک فارغ اور دور ہو ؎

فقر پایا ہم نے از نور نبیؐ	جس نے دیکھا ہم کو ہوگا ولی
بولتا ہوں نور دیکھا نور ہے	خلق جسم و اسم واں سے دور ہے
بولتا ہوں از زبان مصطفےٰ	ہوں سراپا نور از امر خدا
باہو ہو میں گم ہوا باہو ہوا	ذکر یاہو ذات فنا یاہو ہوا

جس شخص کا اصل نور کے ساتھ واصل ہوا۔ اس نے قوت وصل سے اپنی اصل کو پا لیا۔ حدیث خلقت العلماء من صدری وخلقت السادات من صلبی وخلقت الفقراء من نوری و من نور اللہ تعالےٰ ؕ ترجمہ۔ علماء میرے سینے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور سادات میری پشت سے اور فقراء میرے اور اللہ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں ؎

ابتدا بھی نور آخر بھی نور ہے	نور ہے جو وہ سدا منظور ہے

فقر اہل نور کا نفس مطمئنہ نور خدا۔ تارک فارغ از شہوت و ہوا مصداق آیت ما زاغ البصر وما طغیٰ

اور ان کے معاملات کو ہوش اور حواس کی حالت میں بار بار آزمایا اور پرکھا ہے۔ نیز قبروں پر جا کر دعوتیں پڑھی ہیں۔ اور ارواح سے ملاقات اور بات چیت کی ہے۔ اب ہر شخص کی مرضی ہے خواہ وہ ہماری بات کا یقین کرے یا انکار کرے ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ عنایت کا مرتبہ انسان کو اپنے فرزند بھائی بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اور فقیر مفلس محتاج لوگوں کی نظر میں ذلیل حقیر اور بے دانش و بے تمیز ہے لیکن فقیر صاحب عنایت وہ ہوتا ہے کہ جملہ گنج ہائے ظاہری و باطنی کا تصرف اس کی نظر میں ہو۔ اس کا نفس مطمئنہ نور نوا در ہو۔ اور وہ اپنے نفس پر قادر ہو۔ قولہ تعالےٰ۔ واما من خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی ؕ ترجمہ اور جو اپنے رب کے سامنے (قیامت کے دن) کھڑا ہونے سے اور اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے روکا لیس جنت اس کا ٹھکانا ہے۔"

اور اس کا قلب اللہ تعالےٰ کے قرب میں سلیم ہو کر نور ہو گیا ہو۔ قولہ تعالیٰ۔ یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (اس دن فائدہ نہیں دے گا کسی کو مال اور نہ بیٹے مگر جو شخص لائے اللہ کے پاس دلِ سلیم" اور اس کی روح بھی اللہ تعالےٰ کے امر سے نور ہو۔ قولہ تعالےٰ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی (اے میرے نبی! لوگ تجھ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ انہیں کہدے کہ روح میرے رب کے عالم امر کی چیز ہے۔ اور لطیفہ سِرّ بھی نور ہو۔ جب ہر چہار لطائف سالک کے وجود میں نور ہو جاتے ہیں۔ تو حواس ظاہر اور باطن نور ہو کر صاحب وجود مغفور اور باطن معمور ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ نفس امارہ کو مرتبہ عنایت سے بموجب اس آیت لا یحتاج کر کے نیست و نابود کر دے۔ قولہ تعالےٰ۔ واللہ الغنی وانتم الفقراء۔ نفس لوامہ کو مرتبہ ہدایت سے بموجب اس آیت بہرہ یاب کر کے ٹھکانے لگا دے۔ قولہ تعالیٰ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (اس آدمی پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی) نفس ملہمہ کو مرتبہ ولایت سے سرفراز کر کے مقام نور میں پہنچا دے۔ قولہ تعالےٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور ط اور آخر نفس مطمئنہ کو مرتبہ فیض فضل عنایت سے اللہ تعالےٰ کے جذب میں ڈال دے تاکہ وہ ففروا الی اللہ اختیار کر جائے۔ جو شخص اس طرح پاک و صاف ہو کر اللہ تعالےٰ کی طرف آتا ہے اسے اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے جذب کر لیتا ہے۔ اور دونوں جہان سے منہ موڑے تو مرتبہ ما زاغ البصر وما طغیٰ کو پہنچ جاتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی خزانے ایسے فقیر کامل کی نگاہ میں ہوتے ہیں۔ اور اس کے قدم کے نیچے ہوتے ہیں۔ فقیر جملہ مقامات و درجات سے گذر کر ذات میں جا ملتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

مقامات پانچ ہیں۔ مقامات دنیا۔ مقام عقبےٰ۔ مقام ازل۔ مقام ابد۔ مقام لامکان لاہوت جو شخص ان پانچ مقامات کے خزانے طالب کو حاضرات اسم اللہ ذات سے پانچ دم۔ یا پانچ ساعت

۱۔ اس جگہ سلطان العارفین نے مرشدوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب اور ان کے اوصاف بیان فرمائے ہیں چنانچہ اول مرشد کامل۔ دوم مرشد مکمل۔ سوم مرشد اکمل۔ چہارم مرشد جامع نور الہدیٰ (باقی اگلے صفحہ پر)

یا پانچ روز کے اندر کھول دے۔ وہ مرشد کامل ہے۔ جو شخص کونین کا تماشہ ہاتھ کی ہتھیلی یا ناخن کی پشت پر دکھا دے وہ مرشد مکمل ہے۔ دونوں جہان اسم اللہ ذات کی طے میں ہیں۔ اور اسم اللہ ذات انسان کے قلب یعنی طے صفات میں ہے۔ مرشد اکمل وہ ہے کہ اسم اللہ ذات اور طے قلوب صفات کلید کلمہ طیبات سے کھول دے۔ اور عین العین دکھا دے۔ کہ نہ وجود میں کوئی غلطی اور غلاظت وغیرہ اور نہ غضب رہے۔ طالب صاحب نفس فنا۔ قلب صفا۔ اور اہل روح بقا دوام مشرف مشاہدہ لقا۔ اور حضور مجلس حضرت محمد مصطفےٰ ہو جائے۔ لیکن مرشد جامع وہ ہے جو کنہ اسم اللہ ذات کی چند حاضرات جانتا ہے اور ظاہر زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ اور نہ پڑھتا ہے۔ بلکہ طالب کو حاضرات اسم اللہ ذات سے اس طرح لے جاتا ہے کہ جب طالب تصور حاضرات اسم اللہ ذات کرتا ہے تو ابتداہی میں اس کے گرد تمام جنات کے لشکر دست بستہ با ادب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں کہ اے ولی اللہ کچھ حکم فرمایئے۔ حق کا طالب کہتا ہے حسبی اللہ وکفی باللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے۔ اور اللہ میرا کفیل ہے) اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اس کے بعد جملہ فرشتے موکلات اور روحانی حاضر ہو کر عرض گذارنے لگتے ہیں اور التماس کرتے ہیں اور علم و عمل کیمیا اکسیر سنگِ پارس اور عملِ دعوت تکسیر بتاتے ہیں۔ کامل انکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم با جملہ انبیاء مرسل اصفیاء اور جملہ اصحاب کبار و صغار و چار یار اور حضرت امام حسن و

کو ور جبلہ جو میدان کے اوصاف ذکر کیا ہے۔ چنانچہ مرشد کامل کی صفت یہ لکھی ہے کہ جو مرشد ان پانچ مقامات یعنی مقام دنیا۔ مقام عقبٰی۔ مقام ازل۔ مقام ابد اور مقام لاہوت لامکان کو پانچ روز یا پانچ ساعت یا پانچ دم کے اندر طالب کو کھول کر دکھا دے۔ اور مرشد مکمل وہ ہے کہ جو ہژدہ ہزار عالم یعنی کونین کا تماشا طالب کو ہاتھ کی ہتھیلی اور ناخن کی پشت پر دکھا دے۔ اور مرشد اکمل وہ ہے کہ حاضرات اسم اللہ ذات اور کنہ کلمہ طیبات سے کونین شش جہات اور قلوب کی کل صفات اور درجات طالب کو طے کرا دے۔ کہ جس وقت طالب چاہے مجلس حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا کرے۔ یا مشاہدہ حق ذات کا ناظر ہو۔ اور مرشد جامع وہ ہے کہ مذکورہ بالا جملہ مراتب اور درجات حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے اس کے اختیار میں ہوں۔ ایسا جامع مرشد محض توجہ سے کام کرتا ہے۔ اسے زبان سے کسی قسم کی دعوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کل باطنی مراتب اور روحانی درجات کا مالک اور مختار ہوتا ہے۔ ایسا مرشد جامع جب طالب کو ایک دفعہ توجہ کرتا ہے۔ اس کی ایک ہی توجہ طالب کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ اور دن بدن ترقی کرتی ہے۔ ایسے طالب کو کوئی شخص سلب نہیں کر سکتا۔

حضرت امام حسینؓ و حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں۔ اور طالب کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں۔ اور علم معرفت کی تلقین و تعلیم فرماتے ہیں۔ اور منصب ہدایت و ولایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

بعض فقیر عالم علم صاحب تحصیل۔ بعض فقیر جاہل حاسد بخیل اور بعض فقیر عالم غرق فنا فی اللہ فی التوحید ہم جلیس رب جلیل ہوتے ہیں۔ اور عالم صاحب علم بہت ہیں۔ عالم زاہد عابد متقی فقیہہ بھی بہت ہیں۔ لیکن گمنام کامل فقیر دنیا میں بہت کمیاب ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک فقیر صاحب باطن نظارہ ہوتا ہے۔ کامل ہمیشہ مجلس محمدی صلعم میں حضور یا ہمیشہ نظر رحمت اللہ میں منظور ہوتا ہے۔ یا کامل ہمیشہ ساکن شہر خاموشاں۔ ویرانہ اس کا خلوت خانہ۔ اس میں اس کے خویش و اقارب۔ برادر فرزند آشنا سب بیگانہ ہوتے ہیں۔ جو شخص راہ حضور اور راہ قبور جانے اور طالبوں کو نظر و قدم سے مراتب نور حضور قبور اور نظر رحمت اللہ منظور میں پہنچائے وہ بھی کامل ہے۔ مرشد جاہل اور اہل نفس شیطان خلق دنیا میں شامل بہت ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ لائق دیدار پروردگار عامل ہوتا ہے۔ کہ عیاں نماید اور عیاں کشاید۔

فقر کے تین حرف ہیں۔ ہر حرف کو اللہ تعالیٰ سے ہزار عزت اور صد شرف حاصل ہے۔ حدیث شریف الفقر فخری والفقر منی۔ حرف ف سے فقیر کو فرض عین ہے فنائے نفس۔ بقائے قلب۔ لقائے روح اور شفائے بدن ہو۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ہم مجلس صاحب الحضن ہو۔ حرف ق سے غالب قبر۔ قرب با قرب قاتل قہر بر نفس۔ قبلے کی طرف سر بسجود ہو۔ یہ ق قائمہ فقر کا اول حرف ہے۔ اور حرف ر سے ربوبیت یقین حضرت رب العالمین۔ صاحب حق الیقین اور غالب بر شیطان لعین ہو۔ طالب صادق مرشد کامل کی نظر لطف و کرم سے قرب حق تعالیٰ کے اس مرتبۂ اعلیٰ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر فقیر قرب اللہ سے منہ موڑ لے اور حرص و طمع دنیا اور لذات دنیا میں قدم رکھے تو اللہ تعالیٰ سے عاق ہو جاتا ہے۔ یعنی فقر کے حرف ف سے فرعون کی طرح اہل فضیحت اور حرف ق سے قارون کی طرح مقہور اور حرف ر سے رد مردود مثل ابلیس ہو جاتا ہے ؎

فقر ہے دو گام ہو ثابت قدم
سر کو رکھ پاؤں پہ آ جا کر نہ غم

فقیر ایک قدم دنیا سے اٹھاتا ہے عقبیٰ میں رکھتا ہے۔ اور دوسرا قدم عقبیٰ سے اٹھا کر آدھا قدم معرفت میں چلتا ہے۔ اس ڈیڑھ قدم میں منزل فقر تمام کو پہنچ جاتا ہے۔ اذا اتم الفقر فھو اللہ ؎

چھوڑ دنیا خواہش عقبیٰ نہ کر
ترک کر دونوں کو عاشق ہے اگر

واضح ہو کہ صاحب ورد و وظائف و تلاوت و اہل ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ دن رات کمالِ صدق و اخلاص اور عجز و انکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صد آرزو التجاہ و التجا کرتے ہیں۔ ان کی دعا بے شک ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا آخر ایک سال کے اندر قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن فقیر مقرب اہل تصور اسم اللہ ذات کو دعا اور درخواست زبانی سے کیا کام۔ جب کہ فقیر کامل کو جملہ مطالب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے محض خیال اور نگاہ کرنے سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے قرب سے توجہ جانے اس کی توجہ قیامت تک عمل کرتی ہے۔ اور جاری رہتی ہے۔ اوّل جس شخص کے حق میں فقیر حضور سے توجہ کرتا ہے۔ اس کا کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔ دوم فقیر کو دولتِ دنیا کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ جس شخص کے حق میں بخشش تصرف کر دیتا ہے قیامت تک اس کی آل اولاد لامحتاج رہتی ہے۔ سوم فقیر پر مقامِ وحدت سے بذریعہ وہم القا علم لدنی اور واردات الہام ہوتی ہے۔ اور اس وہم اور الہام سے فقیر کا ہر کام سرانجام ہو جاتا ہے۔ چہارم فقیر کا تفکر وسیل اور خیال سے اس کا معاملہ کمال کو پہنچتا ہے۔

فقر کے تین حرف ہیں۔ فؔ۔ قؔ۔ رؔ۔ حرف ف سے فقیر فنا نفس۔ نہ وجود میں ہوا لکھے اور رہے ہیں اللہ بس اور حرف ق سے قدرتِ حق تعالیٰ کے اسرار سے خبردار اور سر سے قدم تک غرق مشاہدہ پروردگار ہو۔ اور حرف

بڑا بارگاہِ ایزدی میں عوام اپنی حاجت کیلئے عاجزی سے دعا مانگتے ہیں۔ لیکن خواص اور خدا کے محبوب لوگ جس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف کسی حاجت کیلئے توجہ اور تصور سے ملتجی ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب بغیر زبان ہلائے انکے دل کا حال معلوم کر کے انکی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔ انہیں گڑگڑانے اور رونے پیٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی حضرت سرور کائنات صلعم اور آپ کے صحابہ کرام ابتدا حال میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہی تمام انبیاء کا قبلہ تھا۔ اس زمانے کے یہود اور نصاریٰ لوگوں کو یہ کہہ کر دین اسلام سے روکتے تھے۔ کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے۔ یہ بھی ہمارے پیغمبروں کا تابع اور مقلد ہے۔ اور ہمارے دین پر ہے۔ اس کے نئے دین کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم کو خیال گذرا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم اغیار کے اس طعنے اور اعتراض سے نجات پا لیتے اور اللہ تعالیٰ ہمارے [illegible] اپنا الگ قبلہ اور کعبہ مقرر فرما دیتا۔ اور ایک روز اس خیال سے آسمان کی طرف منہ پھیر کر دل میں اظہار تمنا کیا تو فوراً جبریل امین یہ فرمان لیکر اترے قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰھا۔ یعنی ہم نے تجھ کو آسمان کی طرف منہ پھیرتے دیکھ لیا۔ پس ہم آج سے تجھے اپنے پسند کئے قبلے کی طرف نماز میں منہ پھیرنے کا حکم دیتے ہیں، چنانچہ آپ نے اسی وقت اپنا قبلہ بدل لیا۔ سو یہاں آسمان کی طرف آنحضرت صلعم کے منہ پھیر لینے کا ذکر ہے دعا مانگنے کا کوئی ذکر نہیں تاکہ معلوم ہو کہ خواص کے دعا مانگنے اور اس کی اجابت کے طور اور طریقے کیا ہیں۔

سامنے روشن ضمیر، عالم علم تفسیر با تاثیر ہو۔ یہ ہے معنی فقیر ہر کونین امیر۔ فقیر کامل کو چاہیئے کہ ہر روز طالب کو ایک نیا مرتبہ عظیم اور نعمت نعیم عطا کرتا رہے۔ تاکہ طالب راہ سلوک میں بے جمعیت، پریشان و ملول خاطر نہ ہو جائے اور مشاہدہ حضور میں غرق رہے۔ طالب صاحب تحقیق اور مرشد اہل توفیق۔

فقر پایا از حضور مصطفےٰ   واقف اسرار ہوا میں از خدا

قولہ تعالےٰ۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ؕ ہزاراں ہزار لوگ محض فقر کے نام کو پہنچتے ہیں۔ شاذ و نادر کوئی ایک آدھ ایسا ہوتا ہے کہ مقام فقر کو پائے۔ اور فقر کو تحصیل میں لائے۔ اور فقر کی لذت سے حظ وافر اٹھائے۔ فقر کے دو مراتب ہیں۔ ابتدا میں عاشق اور انتہا میں معشوق۔ پس عاشق کی ریاضت اور مجاہدے سے مقصود محض مشاہدۂ دیدار ہوتا ہے۔ اور ذکر فکر ورد وظائف کا شغل عاشق پر مراد ہوتا ہے۔ عاشق کو نیک و بد پر نظر کرنے سے کیا کام ؂

فقر ہے بے قرب اور نفس با ہوا	بے خبر ہے روح از قرب خدا
فقر اگر چاہے تو تینوں سے گذر	فقر ہے توحید خالص سر بسر
فقر سلطانی ہے تو سمجھے گدا	بادشہ ہے فقر در ملک بقا
ہے وہاں نے ذکر فکر و عقل و رائے	اس جگہ جو پہنچے وہ دیکھے خدا

فقیر کے مراتب معشوق کے ہوتے ہیں۔ جو کچھ معشوق مانگتا ہے عاشق دے دیتا ہے۔ بلکہ جو کچھ معشوق کے دل میں گذرتا ہے عاشق کو آگاہی ہو جاتی ہے۔ عاشق معشوق کی دلی مراد تاڑ لیتا ہے اور توجہ ہی سے دے دیتا ہے۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِكَ فِی السَّمَآءِ۔ عاشق اور معشوق میں کیا فرق ہے۔ عاشق اور معشوق ایک دوسرے کے مطالعہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ میں غرق ہیں۔ اس علم کیلئے دل ورق ہے۔

واضح ہو کہ جو شخص اہل عنایت و ہدایت ولی اللہ صاحب ولایت اور اہل فیض فضل عنایت ہر کونین امیر حاکم اولوا الامر مالک الملکی فقیر روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اس کی نظر میں بادشاہ دنیا کی کیا حقیقت ہے۔ وہ تو اس کے سامنے نہایت عاجز، مفلس غریب مستحق گدا گر اور سخت حقیر ہوتا ہے۔ کیونکہ فقیر صاحب توفیق ظاہری باطنی خزانوں کا مالک اور ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے باقی تمام مخلوق سے بے نیاز اور لا یحتاج ہوتا ہے۔ اور باقی تمام مخلوق بادشاہ سے لے کر گدا تک سب اس کی محتاج ہوتی ہے۔ اور فقیر نافع الخلائق ہوتے ہیں۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ۔

فقیر اولیاء اللہ حاضرات اسم اللہ ذات کی باطنی قوت سے جملہ ارواح انبیاء و اولیاء کو حاضر کر لیتے

ہیں۔ بالیے آپ کو ان کی مجلس میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور ان سے باطنی علوم و فنون اور تلقین و ارشاد اور روحانی فیوضات و کمالات سینہ بسینہ حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے فقیر صاحب قوت العلوم اور صاحب طے حی وقیوم کہتے ہیں اور اگر چاہیں تو حاضرات اسم اللہ ذات کی طاقت سے جملہ ملائکہ اور فرشتوں کو حاضر کر کے ان سے باطنی قسمت اور نصیب حاصل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض فرشتے موکل سنگ پارس کا پتہ دیتے ہیں۔ بعض خاص پوشیدہ صنعتی علوم یعنی کیمیا اکسیر سکھاتے ہیں۔ بعض موکل اسم اعظم قرآن میں بتاتے ہیں۔ بعض وحی جبرئیل کی طرح قرآن کے شان نزول اور آیات قرآن کے خواص اور حقائق و معارف بتاتے ہیں۔ غرض فقیر اولیاء اللہ باطنی توفیق سے سب کچھ بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ مراتب طریقہ قادری میں ہیں۔ کہ ظاہراً عمدہ لذیذ غذا کھاتے ہیں۔ اور ریشمی زر بفت قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ لیکن نظر اور توجہ سے طالبوں کو یکدم حضور میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہ ہیں مراتب لباس بیگانہ اور دل بحق یگانہ۔

پس فقر کیا چیز ہے۔ فقر آفتاب کی طرح تمام جہان کی روشنی کا معدنِ انوار ہے۔ اور ہر جان کیلئے مثل جاودانی نور دیدہ یا روحِ حیات اور جانِ عزیز یعنی نورِ پروردگار ہے۔ افسوس کہ بہت لوگ محض فقر کا لباس پہنے ہوئے ریاکار دوکاندار راہِ حق کے راہزن اور غدار ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ فقر کے خاص بہشت محبت سرشت میں داخل ہو کر ساقیٔ وحدت کے ساغرِ معرفت سے مست اور سرشار ہیں۔ یہ فقیر نہیں ہیں جو دنیا ہیچ و ناچیز کی محبت میں گرفتار ہیں۔

ابتدا سے لے کر انتہا تک فقر خاص الخاص کے مقامات یہ ہیں۔ یعنی فقر برآمدن اور درآمدن کا نام ہے۔ پس برآمدن و درآمدن کیا ہے۔ اور کس چیز کا نام ہے۔ وہ یہ ہے۔ باہر آنا مقام ناسوت سے اور داخل ہونا لاہوت میں۔ باہر آنا فنا سے اور داخل ہونا بقا میں۔ باہر آنا جہل شرک کفر و ہوا سے اور داخل ہونا فنا فی اللہ شرف لقا میں۔ باہر آنا حالتِ نفس و دنیا پریشان سے اور داخل ہونا مقام اطمینان میں۔ باہر آنا تقلید سے اور داخل ہونا توحید میں۔ باہر آنا اطاعت سے اور داخل ہونا عنایت میں۔ باہر آنا کفر کے شکوہ شکایت سے اور داخل ہونا عنایت میں۔ باہر آنا غنایت سے اور داخل ہونا ولایت میں۔ باہر آنا ولایت سے اور داخل ہونا لاحد مرتبہ نہایت میں۔ باہر آنا عبودیت سے اور داخل ہونا ربوبیت میں۔ باہر آنا محنت طلب سے اور داخل ہونا جمعیت قلب میں۔ باہر آنا مجاہدے سے اور داخل ہونا مشاہدے میں۔ باہر آنا ذکر مذکور سے اور داخل ہونا مقام الہام حضور میں۔ باہر آنا ریاضت سے اور داخل ہونا راز میں۔ باہر آنا حالت احتیاج سے اور داخل ہونا مقام لایحتاج میں۔ باہر آنا لذتِ نفس ذائقہ سے اور داخل ہونا لذت باطن فقر فاقہ میں۔ باہر آنا فقر مکتسب سے اور داخل ہونا فقر محبت میں۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

باہر آنا کشف کرامات سے اور داخل ہونا حاضرات تصور اسم اللہ ذات میں۔

آخر فقر کے جذبات کیا ہیں۔ ایک ذوق جو کہ وسیلہ اور راہبر حضور ہو۔ دوم ذوق کہ جس سے روح کو فرحت اور وجود مغفور ہو۔ سوم اشتیاقِ دیدار کہ وسیلہ معرفت و مشاہدہ خاص نور ہو۔ فقیر کامل زندہ دم و ثابت قدم ان درجات کو حاضرات اسم اللہ ذات سے حاصل کر لیتا ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ اَلْاِسْتِقَامَتُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ (استقامت کرامت سے بالاتر ہے) جب فقیر اس انتہائی مقام کو پہنچ جاتا ہے تو خلق میں نشانہ ملامت ہو جاتا ہے۔ اور اسی حالت ملامتی میں اس کی سلامتی ہوتی ہے۔ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ۔ (سلامتی وحدت میں ہے۔ اور دوئی میں آفات ہیں) اللہ تعالےٰ کے شغلِ وحدانیت ہی میں حقیقی سلامتی ہے۔ اور باقی تمام ماسوئی اشغال پر از فتنہ و آفات ہیں۔ اس لئے ملامتِ خلق سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ بلکہ آفاتِ ماسوئی سے وحدانیت کے دار السلام میں بے دھڑک گذر جانا چاہیئے۔ لا یخافون لومۃ لائم - ترجمہ۔ ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔"

ہر مال خزانے اور نقدی سونے چاندی اور مال و متاع کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اور اسی طرح دولت علم کی بھی زکوٰۃ ہے۔ کہ اسے محض برائے خدا بے طمع دریا طالب علموں اور شاگردوں تک پہنچائے۔ اور گنج معرفت اور خزانہ فقر کی باطنی دولت پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ کہ

(حاشیہ برائے صفحہ گذشتہ) یہاں حضرت سلطان العارفین نے راہِ طریقت میں مختلف طور پر دخول اور خروج بیان فرمائے ہیں۔ اور سب کی غرض و غایت اور خاصہ خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان اثنا سلوک میں صدق اور اخلاص کے قدموں سے ہر مرتبے۔ منزل اور مقام میں داخل ہو اور صدق اور اخلاص کے قدموں سے اس سے باہر آئے۔ یہاں تک کہ جملہ مقاماتِ ظلمت باطل سے نکل کر مقام نورِ حق میں داخل ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیراً ۔ وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً ترجمہ:" اور کہہ دے اے محمد صلعم یارب! مجھے داخل کر صدق کے مدخل اور نکال مجھے مخرج صدق سے اور میرے لئے اپنی طرف سے اپنی غالب نصرت کا اہتمام فرما۔ اور کہہ دے کہ اب آگیا حق اور بھاگ گیا باطل۔ تحقیق باطل ہمیشہ حق کے آگے بھاگا ہی کرتا ہے۔"

علم تصوف سلک سلوک طالبوں اور مریدوں کو سکھائیے اور انہیں باطنی تلقین و ارشاد سے حضور میں پہنچائیے۔ عارفوں کا حال ہر روز نوبنو ہوا کرتا ہے۔ اور وہ کل یوم ھو فی شان کی شان سے نمایاں ہوتے ہیں۔ کہ موت کے ابتدائی حالات سے لیکر عذاب قبر حشر نشر پل صراط اور دخول جنت کے سب حالات زندگی میں آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ بعض فقراء حاضرات اسم اللہ ذات کی برکت سے روحانی کو توجہ سے بیدار کر لیتے ہیں۔ اور قم باذن اللہ یا قم باذنی کہہ کر روحانی کو قبر سے باہر لے آتے ہیں۔ یہ مقام حضرت عیسیٰ روح اللہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خواص کو حاصل ہوتا ہے۔ حدیث العلماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل جملہ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی امت میں شامل ہونے کی آرزو کرتے رہے ہیں۔ جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اپنے آپ کو باطنی طور پر پیش کر دیا۔ اس نے گویا ذاتی فقر سے گوہر مقصود سے اپنا دامن بھر لیا۔ فقر سے اعلیٰ افضل اور بلند مرتبہ اور کسی چیز کا نہیں ہے جس کی دولت جاوید ہے
اَلفَقرُ فَخرِی وَالفَقرُ مِنِّی ؎

ہم سے گر پوچھے کوئی ہے موت کیا ‏ ‏ زندگی تھی موت در دار فنا
نفس حرص و طمع سے جب مر گیا ‏ ‏ ہو گئی اس موت سے حاصل لقا
قبر میرے واسطے خلوت بنی! ‏ ‏ موت سے خوش وقت ہیں ہم بانبی
موت سے پہلے ہیں دیکھے یہ مقام ‏ ‏ نفس مردہ جان ہے زندہ دوام
قبر و گھر یکساں ہیں میرے واسطے ‏ ‏ ہیں خلاف نفس میں جاں کے مزے
مردہ دل کو موت۔ عاشق کو حیات! ‏ ‏ موت سے عشاق پاتے ہیں نجات
عاشقوں کی قوت قوت ہے لقا! ‏ ‏ جو نہ دیکھے یاں وہاں اندھا رہا

نفس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی طبیعت اور جبلت میں تمرد اور طغیان ہے۔ چنانچہ نفسِ امارہ حالت نعمت میں سیری کے وقت فرعون بن کر خدائی کے دعوے کرنے لگ جاتا ہے۔ اور فقر فاقے تنگدستی اور اور بھوک کے وقت دیوانہ کتا بن جاتا ہے اور غصے اور غضب کے وقت شیطان اور دیو خبیث اور ابلیس کی طرح جنگجو جھگڑالو ہے۔ کہ فتنے فساد اور شور شر برپا کرتا ہے۔ اور داد و دہش و سخاوت کے وقت قارون کی طرح بخیل بن جاتا ہے۔ لیکن نفسِ مطمئنہ سیری کے وقت شاکر۔ فیض بخش اور نافع الخلائق ہوتا ہے۔ اور بھوک و تنگدستی میں قانع و صابر ہوتا ہے۔ وقت شہوت با شعور اور وقت غصہ و غضب متحمل بردبار صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ اور وقت سخاوت و داد و دہش صفت کریم۔ دست کشادہ اور دل دولت باطن سے معمور ہوتا ہے۔

نفس مطمئنہ اولیاء اور انبیاء رکھتے ہیں۔ صاحبِ نفس مطمئنہ بھی مختلف قدر اور احوال کے ہوتے ہیں۔ صاحبِ نفس مطمئنہ خاص جس وقت مراقبہ کر کے استغراق میں جاتے ہیں تو مثلِ برق براق نور حضور معراج میں غرق ہو کر ایک دم میں ہزار دفعہ مشرف دیدار پروردگار ہو جاتے ہیں۔ قصص و حکایات سننے والے اور مسئلہ مسائل دان دنیا میں بکثرت موجود ہیں۔ لیکن ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک آدھ ولی اللہ غیب دان و غیب خواں ہو کر نکلتا ہے ؎

جو دیکھے عارفِ کامل عیاں نہیں ہے غیب!!
نظر جو ظاہر و باطن کھلی نہیں ہے غیب

جس طرح علماء کی نظر ہر دم مطالعہ کتاب میں رہتی ہے اسی طرح فقراء ورقِ دل پر مطالعہ قربِ حق اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں ہر دم غرق اور محو حضور رہتے ہیں۔ بعض سالک مبتدی مجلس حضور میں جاتے ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو نہیں جانتے۔ بعض جانتے ہیں اور وہاں روحانی لوگوں سے ہم سخن اور ہم کلام ہوتے ہیں۔ بعض مقام جلالیت۔ بعض مقام جمالیت اور بعض مقام کمالیت میں رہتے ہیں۔ ہم نے اس کتاب صورتِ باطنی دکھی ہے عین نمائے۔ جس شخص نے اسے پایا اور دیکھا وہ عارف اور واصل با خدا ہوا۔ جس شخص نے اس کتاب سے مرتبہ فقر و معرفت حاصل نہ کیا اور واصل نہ ہوا وہ بدبخت محض مردہ دل منافق بے حیا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ کفیٰ علمہ بحالی لا زوالی

تمّت

تمام شد

ابیات شکریہ عنایات تذکرہ فیوضات

حضرت مرشدی سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز

از فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

مکن اے یار عیب پروازم
مے بود ولد خاص سرابی
بے سرم سر ہو بے چو کمم
سر ہو یا کنم من از جا ہو
سر ہو بر سرم سوار شدہ
شہسوار است بر سرم باہو

بچہ پاک باز شہبازم!
بوئے باہو شنو ز آوازم
ور پئے سر یار سر بازم
نیست جز یار محرم رازم
اسپ تازی مثال مے تازم
زیر آں شہسوار مے نازم

گشت نور محمد انجامم
بود نور محمد آغازم

تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ

صاحب تصور اسم اللہ ذات کو چاہیے کہ باوضو پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ میں تنہا مربع بیٹھے اور دل کو تمام تفرقہ خیالات دنیوی تفکرات و ماسویٰ خیالات سے خالی اور فارغ کرے اور ظاہری وساوس شیطانی و خطرات نفسانی کا راستہ بند کرنے کیلئے اپنے اوپر ذیل کا حصار کرلے۔ یعنی الحمد۔ آیت الکرسی۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد اور معوذتین سہ بار پڑھے۔ اس کے بعد درود شریف۔ استغفار۔ آیت سلام قولاً من رب الرحیم ۵ آیت شریفہ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔ کلمہ تمجید سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۵ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو علیٰ کل شیء قدیر ۵ بعد درود استغفار اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر ایک تین بار پڑھ کر سینے پر دم کرے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام بدن پر ہاتھ پھیر لے۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرور کائنات صلعم و مجلس حضرت انبیاء و اولیاء و یاد موت و آخرت و قبر و حشر نشر وغیرہ تفکرات دل میں جاگزین کرے۔ اور اسم اللہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلعم کو تفکر کی انگلی سے اپنے ماتھے پر اور پھر اپنے دل پر بار بار لکھنے کی کوشش کرے اور اگر کسی کا نفس سرکش ہو اور اس کی سرکوبی مطلوب ہو تو ناف کے مقام پر بھی اسم اللہ ذات تصور سے لکھے۔ اپنی شہادت کی انگلی کو قلم خیالی کر کے اسم اللہ ذات کو ماتھے پر لکھے۔ اس سے جذبہ جلالی پیدا ہوگا۔ اور اسم محمد کو سینے پر لکھے۔ اس سے جذبہ جمالی حاصل کرے۔ اور ان دونوں مقامات پر ان اسما کو خوشخط نورانی سرخ۔ آفتابی اور سفید روشن ماہتابی رنگ سے مطہر قوم لکھا ہوا خیال کرے اور ان پر انگشت تفکر پھیرتا جائے۔ اور ساتھ ہی دل سے پاس انفاس جاری رکھے۔ یعنی اندر کے سانس سے اللہ کہے۔ اور باہر کے سانس سے ھو نکالے۔ اس طرح بار بار مشق کرنے سے اسم اللہ ذات یا اسم محمد اندر دل میں متجلی ہو جائے گا۔ اور طالب کے تصور و تفکر اور مرشد کامل کی توجہ و تصرف یعنی طالب کی کوشش اور مرشد کی کشش جب اسم اللہ ذات پر یکجا و متحد ہو جائیں گے تو اس سے یا تو جلال کی تجلی پیدا ہو کر طالب کو باطن میں غرق و بےخود کر دے گی۔ اس وقت

باطن میں جو واردات ہونگی اسے یاد نہیں رہیں گی۔ اور اگر اس کو جذب جمال کی بجلی نے پر کھینچ لیا۔ تو اس وقت اس کا
ذکر نفسی قلبی روحی سری وغیرہ جاری ہوکر اس کو ہوش و حواس کے ساتھ باطن میں لے جائیں گے اور طالب
مجلس حضرت سرور کائنات صلعم یا مجلسِ انبیاء و اولیاء کے حضور میں مشرف ہوگا۔ اگر نقش اسم اللہ ذات
بسبب ہجوم وساوس شیطانی و ظلمتِ نفسانی دلِ پر قائم نہ ہو تو طالب کو چاہیئے کہ نقشِ وجودیہ کرے
یعنی نقش اسم اللہ ذات کو دماغ کے چاروں خانوں میں۔ آنکھوں میں۔ زبان۔ ہاتھ کی ہتھیلیوں
پر سینے اور ناف کے اردگرد ہر پہلو پر نقش کرے۔ تاکہ شیطان کی قید سے چھوٹ کر پاک و صاف و مزکی
ہو جائے۔ اس کے بعد اسم اللہ ذات کی استعداد کے قابل ہو جائے گا۔ اسم اللہ شئ طاہر
لا یستقر الا بمکانِ طاہر۔ شغل تصور کیلئے وقت کا تعین نہیں جس وقت چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن
سب سے بہتر وقت صبحِ صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب یا چاشت تک ہے۔

هو
الله
محمد
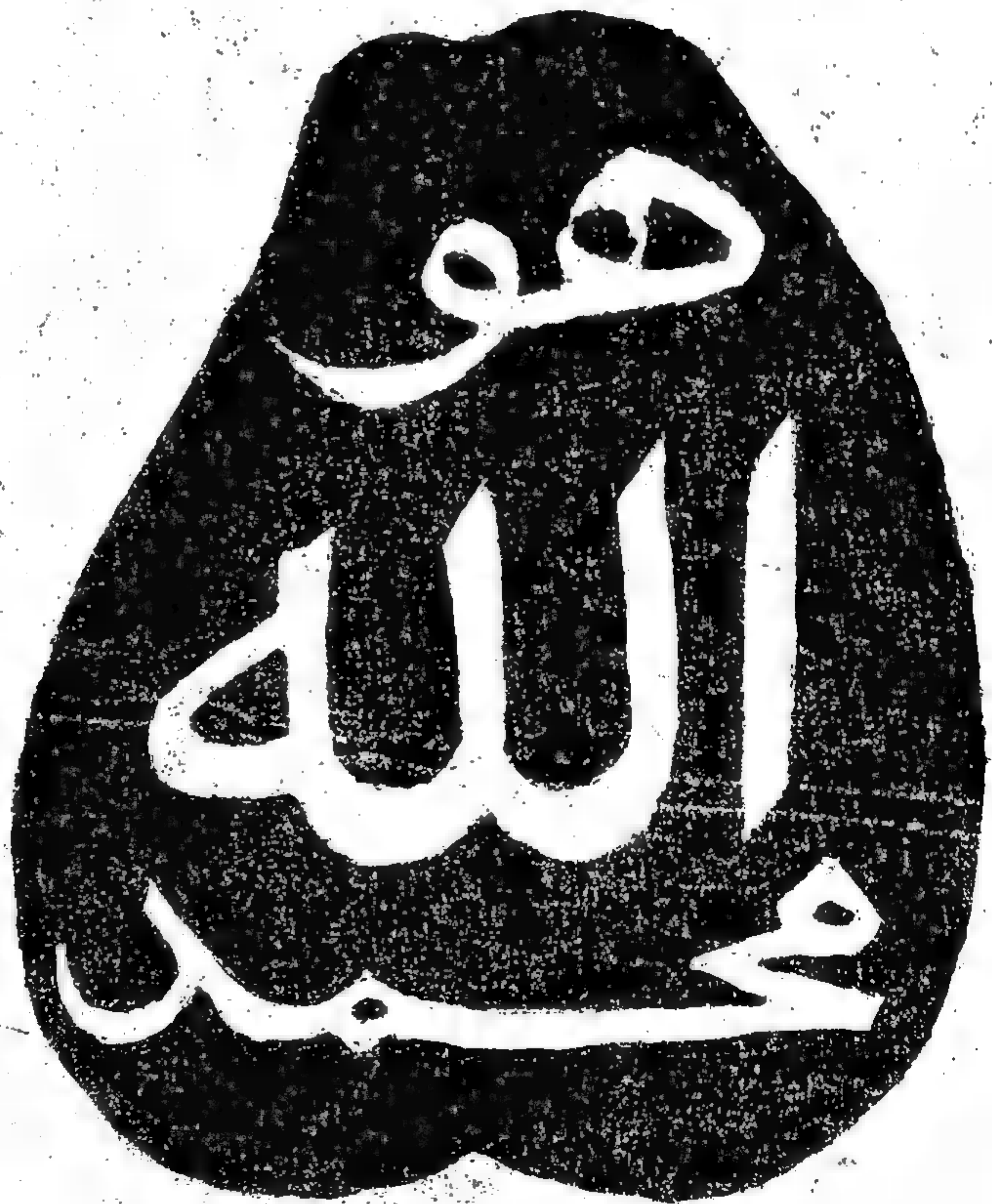
مناجات

یہ مناجات مولف کتاب ہذا فقیر نور محمد سروری نے حضرت پیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت محی الدین شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی شان عظمت نشان میں خصوصاً آپ کے قصیدہ غوثیہ کے جواب میں نہایت مبارک اور منظوری کی حالت میں کہی ہے۔ جو شخص نماز مغرب یا نماز عشاء کے بعد دو رکعت ہدیہ حضرت پیر دستگیرؒ گذار کر قصیدہ غوثیہ کے ساتھ پڑھے گا انشاء اللہ اسے بہت فتوح پائے گا۔ اور اس کی ہر حاجت اللہ تعالٰے کی درگاہ سے بر آئے گی۔

کجائی شاہ محی الدین کجائی ... چرا در مردم چشم نیائی

تو مخمور شراب کبریائی ... تو منظور جناب مصطفائی

ازاں روز ازل مست الستی ... خمر خوار خم خیر الورائی

خمیر چار عنصر چار یاری ... عجب عطر گل خیر النسائی

حسن را قرۃ العینی حسینا! ... دل آرام حسین کربلائی

مدینہ علم را تسخیر کردی ... کلید قفل باب مرتضائی

چوں عثمانؓ باحیا عادل چو عمرؓ ... چو صدیقی تو در صدق صفائی

زبہر قتل نفس دد ملعون ... امیر حمزہ شیر خدائی

بما زاغ تو زاغاں را چہ قدرت ... ترا زیبد خطاب ما طغائی

چو عبد القادریؒ امر قدیمی ... بہ ملک احدیت فرمانروائی

توانی کرد ذرہ تو بی مقدارا ... ولیکن دلبرا اہل رضائی

اغثنی احضروا یا غوث للہ ... بحق خالق ارض و سمائی

اغثنی می کنم حاضر بیائی ... عجب چابک پری رو دلربائی

مریداں را مرادے می رسانی ... لطالب ہر مطالب می نمائی

مریدم لا تخف دم زدہ دارم ... خورم سازی بہ نظر کیمیائی

مریدی را تحفۂ پر دل نوشتم — کہ تا رستم ز شیطان دغائی

مریدی ہم دو طلب را یاد دادم — تو اے مسکین دلبر اہل وفائی

گدایاں را دہی شاہی بیکدم — گر تو اوج سعادت را ہمائی

گدایان تو شاہان جہانند — سزد مارا بدرگاہت گدائی

خوشا نازیکہ پائے نازنین را — نہادہ بر سر ہر اولیائی

عجب نبود کہ سرد تحفۂ نازنینا — نعلاں بر سر ما ہم بیائی

خوشا اے بلبل بستان باہوؒ — کہ مدح شاہ جیلانی سرائی

عجب خوش قسمتی نور محمد — کہ دامن گیر محبوب خدائی

صاحبزادہ خان عبدالرشید سروری قادری پرنٹر پبلشر نے اردو پریس لاہور سے
چھپوا کر سروری کتب خانہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
سے شائع کی۔

اگر آپ کو اس زمانہ قحط الرجال میں مذہبی اور روحانی دنیا کے سچے چشم دیدہ حالات اور تحقیقی آزمودہ مکاشفات آئینہ نص حدیث و آیات میں دیکھنے منظور ہیں۔ اگر اپنی پیاری جان اور عزیز اہل و عیال کو ظلمت کدۂ کفر و الحاد اور ابدی عذاب سے بچانے کا خیال ہے۔ اگر اسی دنیا میں یقین کے ہر سہ مراتب یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔ یعنی اپنی زندگی ہی میں اپنے مذہبی اور روحانی معاملے کو شنید سے دید، دید سے رسید اور رسید سے یافت تک پہنچانے کی خواہش ہے۔ اور آنے والی ابدی سرمدی دنیا میں زندہ جاوید رہنے اور وہاں کی لطیف غیبی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا اشتیاق ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ ابدی تعلق پیدا کرنے کی آرزو ہے۔ تو مذہب اور روحانیت کی ان سچی و بے مثل اور نایاب و لاجواب کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یہ کتابیں شریعت اور طریقت میں اس زمانے کی بہترین اور مفید ترین تصانیف ہیں۔ مذہب اور روحانیت میں اس قسم کی دلچسپ اور معقول کتابیں نہ پہلے کسی نے لکھی ہیں۔ اور نہ آئندہ انشاء اللہ کوئی لکھ سکے گا۔ ان کتابوں کی اصلی خوبیاں صرف دیکھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔

مشک آنست کہ خود ببوید۔ نہ کہ عطار بگوید۔ اور شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ ان کتابوں کی چند ممتاز اور مخصوص خوبیاں ایسی ہیں۔ جو آپ کو کسی دیگر کتب میں ہرگز نہیں ملیں گی۔

اوّل۔ یہ کہ ان میں جملہ مذہبی حقائق اور روحانی دقائق کو دیگر کتب کی طرح قدیم عسر الفہم اور ناقابل درک پیچیدہ فلسفیانہ اور منطقیانہ رنگ میں پیش نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی پرانے فرسودہ خیالات اور دقیانوسی روایات سے کام لیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن اور حدیث کو سائنس اور علم جدید کی روشنی میں نہایت معقول اور مدلل طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوم۔ یہ کہ مصنف نے ان کتب میں جملہ مذہبی مسائل اور روحانی حقائق کو ہر دو نقلی اور عقلی دلائل اور براہین سے ثابت کرنے کے علاوہ ان پر اپنے سچے روحانی حالات اور باطنی مکاشفات سے پوری طرح روشنی ڈال کر معاملے کو ظن اور قیاس سے گزار کر درجہ یقین تک پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ تمام عالم غیب یعنی جن، ملائکہ اور ارواح کے وجود اور واقعات بعد الممات کے ثبوت میں ایسے دیدہ تجربات اور عینی شہادات پیش کئے ہیں۔ کہ جن کے مطالعہ سے وہ جملہ شکوک اور شبہات جو اس زمانے کے ملحدوں، نیچریوں، مادہ پرستوں اور باطل فرقہ والوں نے مذہب اور روحانیت کی نسبت پیدا کئے ہیں۔ یکدم دل سے دُور اور دماغ سے کافور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بر حق شاہد حال ہے۔ کہ یہ کتابیں اس زمانے کے الحاد زدہ مسموم قلوب اور کفر آلودہ ماؤف دماغوں کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں۔

سوم۔ یہ کہ مصنف نے ان کتابوں میں اپنے خداداد باطنی علم اور روحانی فراست سے قرآنی آیات اور سورتوں کی نہایت نرالی اور اچھوت معنی المعنی اور تفسیر التفاسیر پیش کر کے ایسا قابل فخر کام کیا ہے۔ جس نے قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور اب انشاء اللہ کسی ملحد اور بے دین کو یہ کہنے کی ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی۔ کہ قرآن کریم معاذ اللہ ایک بے ربط کلام، یا دور از عقل اور بعید از قیاس خوارق عادات کا مجموعہ، یا پرانی بے لذت اور بے کیف قصوں اور کہانیوں کا طومار ہے۔ غرض اگر سچ پوچھو تو یہ کتب جملہ مذہبی معلومات اور روحانی کمالات کے حصول کا ایک مکمل دستور العمل اور جامع انسائیکلوپیڈیا ہے۔ مختصر یہ کہ اے برادر ناظر! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے اور اگر تو نے ان کتب کو حاصل کر کے ان پر عمل کیا۔ تو یقین جان کہ تو نے اپنا دامن گوہر مراد سے بھر لیا۔ اور اگر تو اب بھی ان کتابوں کے مطالعہ سے محروم رہا تو تیری عقل اور قسمت پر افسوس ہے۔ آخر میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی بارگاہ سے استدعا ہے۔ کہ ان کتب کو جملہ گم گشتگان بادیۂ ضلالت کے لئے مشعلِ راہ، تمام بے بصران کور باطن اور محرومان دیدۂ یقین کیلئے نورِ نگاہ اور سالکان راہ طریقت کے لئے خضر راہ بنائے آمین۔ وما علینا الا البلاغ ط۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مذکورہ کتابوں کی فہرست ذیل میں درج ہے

نمبر شمار	نام کتب	زبان	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۱	عرفان حصہ اول	اُردو	تین سو ۳۰۰	پانچ روپیہ (صہ)	فقیر نور محمد سروری قادری رح کی نئی بے مثل جامع اور معرکۃ الآرا کتاب ہے ۔ اس اشتہار کے بالمقابل مذکورہ بالا وجملہ صفات کی حامل ہے ۔
۲	" " دوم				
۳	عرفان حصہ اول	انگریزی	چار سو چونسٹھ ۴۶۴	دس روپے (عہ)	
۴	حق نماء	اُردو	دو سو تئیس ۲۲۳	پانچ روپیہ (صہ)	حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے جامع فارسی کتاب نور الہدیٰ کا اُردو ترجمہ مع شرح ۔ فقیر نور محمد سروری قادری قدس سرہٗ نے کی ہے ۔
۵	مخزن الاسرار و سلطان الاوراد	اُردو	تین سو اسی ۳۸۰	پانچ روپے (صہ)	یہ فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عمر کے اندوختہ تیر بہدف اور مجرب اوراد کا مجموعہ ہے ۔ اور دنیا بکتابے اندر وردریا بحباب اندر کی مصداق ہے ۔
۶	مجموعہ ابیات معہ پنجابی شرح	پنجابی و اُردو	ایک سو	دو روپے	حضرت سلطان العارفین فنا فی عین ذات یاھو حضرت شیخ سلطان باہو کے صحیح پنجابی ابیات کی مکمل اور مدلل اُردو شرح فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے ۔
۷	مجموعہ ابیات معہ چند مناجات	پنجابی		۸ آنے	حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح پنجابی ابیات کا مجموعہ معہ چند مناجات جو کہ آپ کی مقبول اور منظور ہیں ۔

ملنے کا پتہ :

صاحبزادہ عبد الرشید خاں ، سروری کتب خانہ عرفان منزل بمقام کلاچی ۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

الله

118

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہست ایں تصنیف نوری پیر باہُو با خدا
کامل و اکمل مکمّل جامع و نُور الہُدیٰ!

حق نمائی

اُردو ترجمہ

نُور الہُدیٰ

تصنیف لطیف سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو قدس سرہ العزیز

مترجم فقیر نور محمد سروری قادری قدس سرہ العزیز